نصیر المجالس
علامہ نصیر اجتہادی کی مجالس کا مجموعہ
مبلغ اسلام خطیب شہیر
مرحوم حضرت علامہ نصیر اجتہادی آف کراچی

نصیر المجالس

(علامہ نصیر الاجتہادی کی تقاریر کا مجموعہ)

شیخ خادم حسین

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ ملتان روڈ لاہور۔فون: 5425372

نام کتاب .... نصیر المجالس

خطیب .... مرحوم علامہ نصیر الاجتہادی

ترتیب .... شیخ خادم حسین

پیشکش .... مولانا ریاض حسین جعفری

کمپوزنگ .... ایم۔ اعجاز احمد' احتشام کمپوزنگ سنٹر

اشاعت اول...... اکتوبر 2002ء

ہدیہ .... روپے
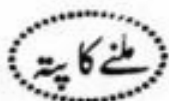
ادارہ منہاج الصالحین

فرسٹ فلور دوکان نمبر 20 الحمد مارکیٹ' غزنی اسٹریٹ' اردو بازار لاہور فون۔ 7225252

پیش نامہ

علامہ نصیر الاجتہادی ایک عہد ساز خطیب اور فلک ناز ادیب تھے۔ منہ سے پھول جھڑنے کا محاورہ ان پر کاملاً صادق آتا تھا۔ مقفیٰ و مسجع ادبی جملات ان کے دہن سے نور کی برسات کی صورت میں نکلتے تھے اور قلوب و اذہان میں اترتے چلے جاتے تھے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ علامہ موصوف صرف لفظوں کے مزاج شناس اور گلباز تھے بلکہ ان کی مجالس میں افکار کی بلندی، ذہن کی صحیح تفہیم، قرآن شناسی اور تاریخ کی تحقیق بدرجہ اتم پائی جاتی تھی۔ گویا علامہ نصیر الاجتہادی افکار و اظہار ہر دو پر بھرپور دسترس رکھتے تھے۔ وہ وسیع المطالعہ اور اسلوب ساز عالم تھے۔ ان کے اقوال قرآن و حدیث اور نہج البلاغہ کے اثرات سے حکیمانہ اور فاضلانہ تھے۔ ان تمام اوصاف و کمالات کی روشنی میں اگر یہ کہا جائے کہ آپ نابغہ روزگار خطیب تھے تو یہ بے جا نہ ہوگا۔

مشاہیر میں سے کسی کا قول ہے کہ خطابت دھوئیں کی صورت ہوا میں تحلیل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اسے حیطہ تحریر میں لے آیا جائے تو وہ محفوظ ہو جاتی ہے اور یہ سرمایہ آئندہ نسلوں کے لئے بیش قیمت اثاثہ ثابت ہوتا ہے۔ ہم نے بھی علامہ نصیر الاجتہادی صاحب قبلہ کی پندرہ مجالس کو یکجا کر کے علم و حکمت کے اس ذخیرے کو محفوظ کر دیا ہے۔ قبل ازیں قبلہ اجتہادی کے محرم کے عشرے تو شائع ہو چکے ہوں گے لیکن اس طرح کی چیدہ چیدہ مجالس کو محفوظ کرنا اور بھی اہمیت کا حامل تھا تاکہ ان کے آثار علمی ضائع نہ ہو جائیں۔ ہم نے نہایت محنت اور تردد سے علامہ مرحوم کی مجالس کے کیسٹ اکٹھے کروا کر انہیں تحریر کروایا اور تقریری انداز کو تحریری لباس پہنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

ان مجالس کی ترتیب وتدوین کا فریضہ آغا خادم حسین نے انجام دیا۔ ہم ان کی مساعی کے قدردان ہیں۔ خوبصورت طباعت واشاعت کے ساتھ یہ مجموعہ مجالس پیش خدمت ہے۔ امید واثق ہے کہ یہ کاوش قبول عام پائے گی۔ اس صورت میں حوصلہ افزائی کے بعد علامہ مرحوم کے فن اور شخصیت کے شایان شان مزید مجموعہ ہائے مجالس بھی پیش کیے جائیں گے۔

آخر میں یہی کہوں گا کہ علامہ مرحوم کی ہر مجلس توحید' نبوت' ولایت اور شہادت کے اذکار عالیہ کا مرقع ہے جسے پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے۔ شعور کے دروازے وا ہو جاتے ہیں اور قلوب واذہان معطر ہو جاتے ہیں۔ آنکھوں سے اشکوں کی برسات جاری ہوتی ہے جو گناہوں کو دھو دیتی ہے اور روح میں حسینیت کی خوشبو سمو دیتی ہے۔ اب میں' آپ اور کتاب میں مزید حائل نہیں ہوتا پڑھیے اور سر دھنیے۔ ہم آپ کی توفیقات میں اضافے کے لئے دعا گو ہیں۔

ریاض حسین جعفری

سرپرست ادارہ منہاج الصالحین لاہور

پہلی مجلس
دُعا

پہلی مجلس

دُعا

ارشاد رب العزت ہے کہ رسولؐ جب یہ پوچھتے ہیں، میرے بارے میں تو ان سے کہو کہ میں ان سے قریب ہوں اور ہر پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہوں اور ان کو بھی چاہئے کہ یہ میری دعوت کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں۔

دعا کیا ہے؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''دعا مومن کی سپر ہے اور دین کی بنیاد ہے۔''

اور حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

''دعا مومن کی ڈھال ہے اور جتنا زیادہ دروازہ کھٹکاؤ گے اتنی جلدی کھلے گا۔''

اور امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''دعا جو ہے وہ بلا کو رد کرتی ہے۔''

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"دعا جو ہے وہ سنگین تیر سے زیادہ زوردار ہوتی ہے۔"

اور امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تمہیں چاہیے کہ انبیاءؑ کے ہتھیار سے مسلح ہو۔"

تو پوچھا کہ

"انبیاءؑ کے ہتھیار کیا ہیں؟"

کہا:

الدعا

"دعا ہے۔"

میرا عنوانِ کلام بھی "دعا" ہے۔ ہر لباس وجود، ہر جلوہ گہہ ظہور، ہر نقش تخلیق، ہر جدید و عدیم، ہر اثر تفکر، ہر کالم کل، اپنے وجود شہود میں، اک مسلسل طلب ہے، مسلسل التجا ہے، مسلسل دعا ہے، اس بارگاہِ خداوندی میں اور سرکارِ الٰہی میں کہ

"اے مبداء فیض الاسلام، اے خالق انفس آباد، اے مالک موت وحیات...... اے حاکم شش جہات، اے مدبر و مکان و زماں، اے واجب الوقار، اے عدم کے نہاں خانوں سے نکال کر بازار وجود میں لا کر تجدید و رنگ کرنے والے، اے نیستی کے صحراء سے برآمد کر کے ہستی کے دامن گل فروش پر حسن و جمال کی نمائش کرنے والے، اے کوثر وجود سے...... کوثر وجود سے پیمانہ مشیت تقسیم فیض کرنے والے، اور اے تقدیر و تدبیر کے لوح و قلم سے قضا و قدر کی دنیا آباد کرنے والے، اور اے وجود کی بلندی پر جلوہ فرما ہو کر امکان کی پستیوں پر رحم و کرم کی بارش کرنے والے، رحم کر رحم، کرم کر کرم، ہم محتاج ہیں تو غنی، تو اعلیٰ ہے ہم ادنیٰ...... تو اعلیٰ ہے ہم

ادنیٰ...... ہم فقیر ہیں تو امیر...... ہم سراپا ریاض ہیں' تو بے
نیاز...... ہم کشکولِ گدا' تو دستِ عطا' تو......تو......"

(نعرۂ حیدریؑ)

"فیض توفیق سے ہمارے جام چھلکتے رہیں' فیض توفیق سے
ہمارے جام چھلکتے رہیں' رحمت کے دروازے کھلتے رہیں اور دین
کرم کے قافلے چلتے رہیں اور دل کے غنچے کھلتے رہیں۔"

جس قطرے سے پوچھو یہی التجا ہے' جس ذرے کو چھیڑو یہی صدا ہے' جس
پھول کو توڑو یہی ندا ہے' جس ستارے سے پوچھو یہی مدعا ہے۔

ریت کے ذرے سے لے کر صحرا تک...... قطرے سے لے کر دریا تک......
پھول سے لے کر گلستان تک...... ستارے سے لے کر کہکشاں تک...... مکان سے لے
کر لامکان تک...... جس جس شے کو وجود و شہود ملا ہے' وہ ہر آن بارگاہِ خداوندی میں
دعا کر رہا ہے اور یہ دعا ہر آن حضورِ الٰہی پہ جاری ہے اور اسی لئے تو عالم پر فیضِ باری'
طاری و جاری و ساری ہے۔ (نعرۂ تکبیر' نعرۂ رسالتؐ' نعرۂ حیدریؑ)

ہر چیز اس سے مانگ رہی ہے' طلب کر رہی ہے۔ ہیگل اور برگسان نہ رومی
ابن رشد! زبان کی تعریف کچھ چاہے کریں' لیکن اجتہادی وقت کی تعریف یہ کرتا ہے'
وقت دو ہی ہیں ایک وہ جو تشکیل دعا کے اضطرار میں گزر رہا ہے اور ایک وہ جو تکمیل دعا
کے انتظار میں گزر رہا ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

مومن اور مشرک...... مومن و منافق کی بھی قید نہیں...... مشرک و کافر بھی اسی
سے مانگ رہے ہیں۔ دل انکار کر رہا ہے مگر دھڑکن کہہ رہی ہے کہ دھڑکتا ہے۔ زبان
منکر ہے مگر جنبشِ زبان خود دعا ہے کہ چلتی رہے۔

دولت قائم رہے' یہ خواہش یہ دعا کس سے ہے؟
اگر اپنی ذات ہے تو تکمیل دعا میں دیر کیوں ہو رہی ہے؟

اگر کسی غیر سے ہے تو غور کرو کہ وہ غیر کون ہے؟ قرآن کہے گا:

''ان سے پوچھو گے آسمانوں زمین کا خالق کون ہے؟ تو کہیں

گے کافر اللہ ہے۔ تو پھر کہاں بھٹک رہے ہو؟'' (نعرۂ تکبیر)

ہر شے...... ہر شے اسی سے مانگ رہی ہے۔ مومن اور مشرک کی قید نہیں'

کافر بھی اسی سے مانگتے ہیں۔ مطلوب وہی ہے' مدعا وہی ہے' نقطہ مرکزی وحدت تھا......

نقطہ مرکزی وحدت تھا' مانگتے سب اللہ سے ہیں۔ بتوں سے کوئی نہیں مانگتا...... مانگتے

سب اللہ سے ہیں۔ مگر فرق یہ ہوا کہ کچھ خود ساختہ وسیلوں سے مانگتے ہیں' خود خدا ساختہ

وسیلوں سے مانگتے ہیں۔ (نعرۂ حیدریؑ)

سب ایک ہی تھا' جلوۂ رب میں اختراع ہو گیا۔ کسی نے اس کو شس میں

دیکھا' کسی نے اس کو ملہار میں دیکھا' کسی نے اس کو شجر میں دیکھا' کسی نے قبر میں

دیکھا' کسی نے...... کسی نے کلیوں میں دیکھا' کسی نے چنار میں دیکھا' کسی نے مہاتما

بدھ کے مجسمے میں دیکھا' کسی نے برہمن کی لکشمی دیوی میں دیکھا' کسی نے معنی کے

یزداں میں دیکھا' کسی نے صنم میں دیکھا' کسی نے مریم میں دیکھا...... کسی نے مندر

میں پکارا' کسی نے کلیسا میں پکارا' کسی نے سوتے میں پکارا' کسی نے آتش کدہ میں

پکارا' کسی نے دہر میں پکارا' کسی نے حرم میں پکارا' کسی نے جلدی پکارا' کسی نے دیر

سے پکارا' کسی نے بڑھاپے میں پکارا' کسی نے پیدا ہوتے ہی پکارا...... (نعرۂ حیدریؑ)

مسلم نے...... مسلم نے ہوش آتے ہی پکارا...... مسلم نے ہوش آتے ہی پکارا

اور کافر نے رودِ نیل میں بے ہوش ہوتے ہوئے پکارا۔

یہ وہی فرعون جو کہتا تھا کہ میں تمہارا بڑا خدا ہوں وہ تختِ جلیل تھا' جہاں کہتا

تھا:

انا ربکم الاعلیٰ

اور یہ رودِ نیل ہے جہاں کہہ رہا ہے:

"بچا لے خدایا!"

دیکھ لی سنت الٰہا! اگر چاہتا تو بجلی گرا کر خاک و سر کر دیتا' عطائے کلیم سے دو نیم کر دیتا۔ مگر جلال خداوندی منتظر ہے کہ جس منہ سے اس نے اپنے کو خدا کہا ہے' اسی منہ سے میں اپنے کو خدا کہلوا کے رہوں گا۔ (نعرۂ حیدریؑ)

معلوم ہوا' معلوم ہوا' اصلی کا اور نقلی کا...... اصلی خدا کا اور نقلی خدا کا فرق معلوم ہوا کہ جب نقلی پر مصیبت آتی ہے تو اصلی کے پاس آتا ہے تو...... ظالم...... منکرین خدا تھے' اللہ کو نہیں مانتے تھے ظالم...... مگر جب جرمنی نے انگلستان پر حملہ کیا تو انہوں نے کہا:

"مسجدوں میں کہہ دو کہ دعائیں کی جائیں۔ کلیسا میں کہہ دو کہ گھنٹے بجائے جائیں۔"

قرآن نے سچ کہا ہے:

"جب انسان پر مصیبت پڑتی ہے تو ہم کو یاد کرتا ہے اور ہم تکلیف دور کر دیتے ہیں کہ اس طرح رخ پھیر کر چلتا ہے گویا کہ اس نے کبھی ہمیں پکارا ہی نہیں۔" (نعرۂ تکبیر)

فرعون ہو کے نمرود' کافر ہو کے شیطانِ مردود' ہر ایک اسی سے مانگ رہا ہے۔ ذرا دیکھئے سرکشی کر رہا ہے' سرتابی کر رہا ہے:

"سجدہ نہیں کروں گا تیرے دین کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا' تیرے راہِ حق میں رکاوٹ بن کر کھڑا ہو جاؤں گا لیکن سوال تجھی سے کر رہا ہوں۔"

جانتا ہے...... جانتا ہے شیطان کہ جانتا ہے کہ دینے والا کون ہے؟ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ دشمنی ہے مگر جس سے مانگ رہا ہوں ضرب کلیم رکھتا ہے' لہٰذا کہتا ہے' بار... دشمن ازلی کو دیتا ہے...... بار الٰہا دشمن ازلی کو دیتا ہے اور جانتا ہے جب تک جنے

گا گراہی پھیلائے گا۔ جواب ملے گا ہم یہ اس کے پچھلے سجدوں کا قرضہ ادا کر رہے ہیں۔ ہم نے...... ہم نے سرمایہ بندگی لے لیا اور سرمایہ زندگی دے دیا۔ ہم دوستوں کو بھی دیتے ہیں اور دشمنوں کو بھی دیتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ دوستوں کو ہاتھوں سے اٹھا کے دیتے ہیں اور دشمنوں کو محفل سے اٹھا کے دیتے ہیں۔ (نعرۂ حیدری)

دعا فطرت انسانی ہے...... دعا فطرت انسانی ہے خواہ وہ مرتد ہو خواہ مشرک ہو خواہ وہ بت پرست ہو خواہ بت شکن ہو خواہ دور حجری کا پرتیم ہو خواہ عصر شخصی کا امریکن ہو خواہ جرمنی ہو خواہ مدنی ہو خواہ جوسی ہو خواہ روسی ہو دعا پر ہر ایک مصر ہے...... دعا پر ہر ایک قائم ہے۔ بقول پروفیسر ولیم جین کے کہ سائنس کتنے ہی ہاتھ پیر مارے لیکن جب تک یہ دنیا قائم ہے دعا اور عبادت کا سلسلہ قائم رہے گا اور یہ تو چالیس سال پرانی بات تھی۔ اب ڈاکٹر چارلس مشہور سائنس دان کہتے ہیں کہ ہم اپنی لیبارٹریز میں دعا کو لے جائیں گے اس سے انرجی اور قوت حاصل کریں گے۔

اور ڈاکٹر نوبل تو یہاں تک کہتے ہیں کہ اگر تم دنیا میں امن چاہتے ہو تو نہ ایٹم ٹیکنالوجی نہ فرانس سے ملے گا نہ برقی اسلحوں کی بہتات سے ملے گا بلکہ پرزور دعاؤں سے ملے گا جو دل کے عمیق سے نکلتی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ ہم امن چاہتے ہیں اور امن جو ہے دعا وہ حبیب امن ہے وہ رقیب امن ہے اور جو دعا کرتے ہیں سمجھ لو کہ وہ باامن ہیں۔ (نعرۂ صلواۃ)

مقصد شریعت بھی اور مقصد احکام الٰہی کی دعا ہے اسی لئے حضورؐ کی حدیث ہے کہ دعا جو ہے وہ مغز عبادت ہے۔ جتنے بھی تو اصول دین ہیں وہ سب دعا ہی کے مظہر ہیں۔ یہی جذبہ دعا کبھی قنوت وسجود! قیام! رکوع با شکل نماز ظاہر ہوتا ہے اور یہی جذبہ دعا کبھی مضطرب سے منہ پھیر کر رحمت حق گھیر کر وفور قرطاس لائے ہو کبھی یہی جذبہ دعا سعی ومروہ وصفا طواف خانہ کعبہ بصورت حج لائے ہو کبھی یہی جذبہ دعا مال مملوکہ میں سے ایک حصہ خاص جدا کر کے دینا بصورت زکوۃ ظاہر ہوتا ہے اور کبھی یہی

جذبہ دعا مقتل میں کود کر طلب و جگر کو شمشیر و خنجر پلٹ کر شکل جہاد ظاہر ہوتا ہے۔

(نعرۂ حیدریؑ)

انبیاء کرامؑ کا محور دعا رہا' اس کی زندگی کے دو ہی جز ہیں یا دعا اللہ الحق یا دعوت اللہ الحق...... دو ہی محور یا حق سے دعا کر رہے ہیں یا حق کی طرف بلا رہے ہیں اور انہوں نے بتایا کہ کس طرح پکارو' کس لہجے میں پکارو' کس انداز میں پکارو' کس ساعت پکارو' کس رات پکارو' کس دن پکارو' گھڑی پکارو یا کبھی کبھی پکارو...... ہر ایک نے پکارا' ہر نبی نے پکارا۔ کسی نے کہا:

رب لاتذر علی الارض

''بارالہا! زمین پر کوئی کافر بسنے نہ پائے۔''

یہ نوحؑ ہیں......اور کسی نے کہا:

رب لاتذرنی فردا و انت خیر الوارثین

''بارالہا! مجھے تنہا نہیں چھوڑنا اور تو بہترین وارث ہے۔''

کسی نے کہا:

رب ھب لی حکما و الحقنی باالصلحین

''بارالہا! مجھے حکم عطا کر اور مجھے صالحین میں داخل کر۔''

اور کسی نے کہا:

انی مسنی الضرو انت ارحم الراحمین

''بارالہا! میں بیمار ہوں (یہ یعقوبؑ ہیں) مجھے صحت عطا ہو۔''

اور کسی نے کہا:

''بارالہا! ایسا ملک دے جو میرے بعد کسی کو نہ دیا ہو۔''

اور یہ سلیمانؑ ہیں اور کسی نے کہا:

''بارالہا! آسمان سے دسترخوان نعمت نازل ہو۔''

اور یہ عیسیٰؑ ہیں...... (نعرۂ صلواۃ)

اور کسی نے کہا:

رب زدنی علما

اور کسی نے کہا:

و اذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت و اسمعیلط ربنا تقبل مناط انک انت السمیع العلیم. ربنا و اجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک و ارنا مناسکنا و تب علینا انک انت التواب الرحیم. ربنا و ابعث فیم رسولا منھم یتلوا علیھم ایتک و یعلمھم الکتب و الحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم

جب خانہ کعبہ کی دیواریں بنا رہے تھے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ تو کہتے ہیں...... دعا کرتے ہیں کہ

"بارالہا! یہ قبول کر اور بارالہا! کچھ اجرت نہیں چاہتا' ان دیواروں کی کیوں کہ یہ دیوار اسی گھر کے لئے بن رہی ہے۔ صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہر دور میں میرے خاندان میں ایک ذریت ہو' جو مسلمان ہو۔"

تو پورا سلسلہ جو ہے ابراہیمؑ سے لے کر رسول اکرمؐ تک...... اس میں کوئی غیر مسلم نہیں۔

توجہ!

یہ میرا نقطہ خاص ہے' ہر...... حضورؐ کے خاندان کا ہر فرد مسلم...... صرف ابراہیمؑ تک نہیں' بلکہ آدمؑ تک...... آدمؑ سے لے کر ہاتفؑ تک کوئی غیر مسلم نہیں!

آدمؑ نے اسلام کا پرچم شیثؑ کو دیا' شیث نے انوشؑ کو دیا' انوشؑ نے قینانؑ کو دیا' قینانؑ نے ماعیلؑ کو دیا' ماعیلؑ نے ضربؑ کو دیا' اخنوخؑ نے مستنقرؑ کو دیا' مستنقرؑ نے ادریسؑ کو دیا' ادریسؑ نے نوحؑ کو دیا' نوحؑ نے سامؑ کو دیا' سامؑ نے ارفشقؑ کو دیا' ارفشقؑ نے صالحؑ کو دیا' صالحؑ نے عابرؑ کو دیا' عابرؑ نے مالکؑ کو دیا' مالکؑ نے اربوؑ کو دیا' اربوؑ نے ساحوتؑ کو دیا' ساحوتؑ نے لاحوتؑ کو دیا' لاحوتؑ نے تاغوتؑ کو دیا' تاغوتؑ نے ابراہیمؑ کو دیا' ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو دیا' اسماعیلؑ نے قیدارؑ کو دیا' قیدارؑ نے تبتؑ کو دیا' تبتؑ نے یثربیؑ کو دیا' یثربیؑ نے حمدانؑ کو عبیدؑ نے دیا' عبیدؑ نے ناشدؑ کو دیا' ناشدؑ نے عوامؑ کو دیا' عوامؑ نے اُبیؑ کو دیا' اُبیؑ نے ادوؑ کو دیا' ادوؑ نے عدنانؑ کو دیا' عدنانؑ نے معدؑ کو دیا' معدؑ نے نزارؑ کو دیا' نزارؑ نے معزؑ کو دیا' معزؑ نے الیاسؑ کو دیا' الیاسؑ نے مدرکہؑ کو دیا' مدرکہؑ نے خذیمہؑ کو دیا' خذیمہؑ نے کنانہؑ کو دیا' کنانہؑ نے نفرؑ کو دیا' نفرؑ نے مالکؑ کو دیا' مالکؑ نے فہرؑ کو دیا' فہرؑ نے غالبؑ کو دیا' غالبؑ نے لوئیؑ کو دیا' لوئیؑ نے کعبؑ کو دیا' کعبؑ نے کلابؑ کو دیا' کلابؑ نے عبد منافؑ کو دیا' عبد منافؑ نے ہاشمؑ کو دیا اور ہاشمؑ نے عبدالمطلبؑ کو دیا اور عبدالمطلبؑ نے عبداللہؑ وارث رسول اللہؐ کو دیا۔ (نعرۂ حیدری)

ربنا و ابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایتک و یعلمھم الکتب و الحکمۃ و یزکیھم انک انت العزیز الحکیم

''بارالٰہا!''

دوسری دعا یہ ہے کہ

''تو ایک رسولؐ مبعوث فرما' جو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور تلاوت آیات کرے اور ان کے نفوس کو پاک کرے۔ تو غالب ہے اور بڑا حکمت والا ہے۔''

چار ہزار سال پہلے دعا کر رہے ہیں اور چار ہزار سال کے بعد رسولؐ آ رہا ہے۔ چار ہزار سال پہلے رسالت کی دعا ہو رہی ہے اور چار ہزار سال کے بعد رسولؐ آ رہا ہے اور اگر رسالت کا انتظار چار ہزار سال تک ہو سکتا ہے اور جو الفاظ دعا میں ہیں وہی جواب دعا میں ہیں۔ یہ سورۂ بقرہ کی آیت ہے اور وہ سورۂ جمعہ کی:

هو الذی بعث فی الامین رسولا منهم یتلوا علیهم آیته و یزکیهم و یعلمهم الکتب و الحکمة و ان کانوا من قبل لفی ضلل مبین

وہی الفاظ جو دعا میں تھے وہی جواب دعا میں' خدا نے بھیجا...... فرق یہ ہے کہ وہاں "یزکیهم" بعد میں اور یہاں یزکیهم پہلے۔ کہا:

"ابراہیمؑ جب تک دل صاف نہیں ہوگا' تالیف و حکمت اور تعلیم و کلام کیسے ہو سکتا ہے؟"

لہٰذا پہلے یزکیهم ہے' دل کو صاف کیا...... بڑا مشکل ہے دل کا صاف کرنا!

دس سال' بیس سال' تیس سال' چالیس سال' پچاس سال' ساٹھ سال' ستر سال کے زنگ آلود...... سنئے! تو نے اس کو پاک و صاف کیا اور اس طرح پاک و پاکیزہ کیا۔ اس طرح جلا دی کہ آئینہ بن گیا۔ اب قرآن چاہے تو صورت دیکھ لے' رسولؐ چاہے تو سیرت دیکھ لے۔ کیا کہنا میرے رسولؐ کا' کیا کہنا میرے رسولؐ کا...... جس نے آدمی کو انسان بنا دیا' انسان کو مسلمان بنا دیا' مسلمان کو سلمانؓ بنا دیا اور صاحب ایمان کو کل ایمان بنا دیا۔

سفر کو ہجرت کر دیا' ہلاکت کو شہادت کر دیا' موت کو زندگی کر دیا' زندگی کو بندگی کر دیا' اسلام کو فطرت کر دیا' ایمان کو عادت کر دیا' عادت کو عبادت کر دیا' درگاہوں کو صاحب تاج نماز کو معراج کر دیا۔ (نعرۂ حیدریؑ ...... نعرۂ رسالتؐ)

درگاہوں کو صاحب تاج کر دیا اور نماز کو معراج کر دیا' صاحب زر کو غنی کر دیا

اور بے زر کو ابوذرؓ کر دیا' جس کے وجود نے کائنات کو منور کر دیا' جس بجود نے سخاوت کو کوثر کر دیا' جس کے شہود نے عدل کو معتبر کر دیا' جس کے بجود نے حق کو حقیقت مختصر کر دیا' جس کے وجود نے کسی کو سلمانؓ کسی کو ابوذرؓ کسی کو حیدرؑ کر دیا۔

(نعرۂ حیدریؑ ......صلوٰۃ)

رسولؐ کی شان آپ نے سنی' ابراہیمؑ کی دعا بھی سنی۔ اب رسولؐ کی بھی دعا ہے اور اب رسولؐ کی بھی دعا ہے...... اور یہ آخری خطبے کی دعا ہے' آخری خطبہ حج الوداع کے بعد' آخری خطبہ جم غفیر' ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کے مجمع میں...... اس میں دعا کر رہے ہیں' مگر دعا سے پہلے خطبہ:

ایھا الناس

"لوگو! عنقریب ہے کہ میرا بلاوا آ جائے اور میں اس کی آواز پر لبیک کہتا ہوا اس دنیا سے چلا جاؤں۔ یہ مجھ سے بھی پوچھا جائے اور تم سے بھی پوچھا جائے گا:

وما انتم قائلون

تو تم کیا کہو گے؟

قالوا نشھد انک

ایک لاکھ بیس لاکھ کا مجمع ہے۔ سب نے کہا:

نشھد انک قد ادیت

تبلیغ کی' نصیحت کی' جہاد کیا اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ کہا:

لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ و ان جنۃ بالحق

"کیا تم گواہی نہیں دو گے کہ جنت حق ہے؟ قیامت آنے والی ہے۔"

سب نے کہا:

"گواہی دیں گے۔"

کہا:

"میں دیکھوں گا کہ ثقلین کے بارے میں تمہارا کیا رویہ ہے؟"

ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ

"ثقلین کیا ہے؟"

"ثقل اکبر کتاب خدا ہے اور ثقل اصغر میری عترت ہے۔ اگر ان دونوں کے ساتھ متوسل رہے تو کبھی تباہ و برباد نہیں ہو گے۔"

پھر علیؑ کا ہاتھ اٹھایا اور کہا:

غدیر ایک نظام مسلسل ہے...... غدیر ایک نظام مسلسل ہے، غدیر اک انتظام مکمل ہے، غدیر سرنامِ دستور بشریت ہے، غدیر تحفظ حقوق انسانیت ہے، غدیر عظمت منشور بنی آدم ہے، غدیر آزادی لوح و قلم ہے، غدیر میزان ہدایت ہے، غدیر معیار قیادت ہے، غدیر دلیل ختم نبوت ہے، غدیر ابتدائے دور امامت ہے، غدیر اکرام طہارت و گفتار ہے، غدیر انعام طہارت کردار ہے، غدیر تاریخ میں مقامِ جلی ہے، حدیث میں مقامِ علیؑ ہے...... علیؑ علیؑ ہے، علیؑ ولی ہے، علیؑ ولی ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

اور پھر رسولؐ دعا کرتے ہیں کہ

"بارالہا! جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ، جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ، جو اس سے بغض کرے تو اس سے بغض رکھ، جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر، جو اس کو چھوڑ دے تو اس کو چھوڑ دے اور حق کو ادھر ادھر لے جا...... جدھر جدھر یہ جاتا ہے۔"

اور آخری دعا امام زین العابدین کی:

اللھم

فرماتے ہیں دعا کس کیلئے......؟ (ابھی منزل نہیں پہنچی مصائب کی) فرماتے ہیں اصحاب محمدؐ کے لئے دعا......کون امام زین العابدین فرماتے ہیں کہ

"بارالہا! رحمت نازل کر اصحاب محمدؐ پر! یہ وہ ہے جنہوں نے حق کا ساتھ ادا کیا' یہ وہ ہیں جنہوں نے مصیبتوں کو گلے لگایا' یہ وہ ہیں کہ جب رسولؐ نے پکارا تو تیزی سے دوڑے' یہ وہ ہیں جب رسولؐ نے طلب کیا تو ایمان کی طرف آئے' یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو' ازواج کو تیرے رسولؐ کے لئے چھوڑ دیا اور وہ ہیں جنہوں نے اپنے باپ اور بیٹوں سے مقابلہ کیا تھا کہ تیرے رسولؐ کی نبوت قائم ہو جائے۔ تو ان پر رحمت نازل فرما' تو ان پر کرم نازل کر......"

تو کیا کہنا صحابہ کرامؓ کا' کیا کہنا صحابہ کرامؓ کا...... ابرو ہلالی اور رنگ بلالی' ابرو ہلالی اور رنگ بلالی...... (نعرۂ حیدریؑ)

صحابہؓ وہ ہیں...... مقام صحابہؓ سمجھو' صحابہ وہ ہیں کہ آسمان میں ہوں تو ستارے اور زمین پر ہوں تو بصیرت کے مینارے' قرآن کے ساتھ ہیں تو ایمان کے پارے' رسولؐ کے ساتھ ہیں تو سارے ہمارے! (نعرۂ حیدریؑ)

بس اب دعا...... امام حسینؑ کی دعا:

تراکت الخلق فی ھواکا

یہ اس وقت دعا مانگی ہے جب کوئی باقی نہیں رہا۔ اصغرؑ کو دفن کر دیا ہے تو دعا مانگی ہے:

الھی ترکت الخلق فی ھواک

"میں نے ساری دنیا کو تیرے لئے چھوڑ دیا۔"

وایتمت العیال لکی اراک

"اور میں اپنی اولاد کو یتیم کیا تا کہ تیرا جلوہ دیکھوں۔"

ولو قطعتنی فی الحب

"اگر تو اپنی محبت میں مجھے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دے۔"

لما حسن الفواد الی سواک

"تو تیرے علاوہ کسی اور کی طرف مائل نہیں ہوں گا۔"

اور اس کے بعد ایک اور موقع ہے جہاں دعا کر رہے ہیں کہ

"کون آیا ہے؟"

"یا ابن رسول اللہؐ! میرا سلام ہو۔"

تو جون کے رخسار پر رخسار رکھ کر بیٹھے ہیں:

اللھم بیض وجھہ و طیب ریحہ و احشرہ مع الابرار و عرف بینہ و بین محمدؐ و آلِ محمدؐ

"بارالہا یہ غلام ہے اس کا چہرہ سفید ہو جائے اور اس کے خون سے خوشبو آ جائے اور اس کو ابرار کے ساتھ ملا دے۔"

اور پھر جب علی اصغرؑ کے گلے سے خون نکلا تو کہتے ہیں:

"بارالہا!"

اور پھر دعا کر رہے ہیں، سکینہؑ سموں سے لپٹی ہوئی ہے اور حسینؑ اٹھا کر گلے سے لگاتے ہیں:

"سکینہؑ! کیوں رو رہی ہے؟"

کہا:

"بابا! چھوڑ کے جا رہے ہو۔"

کہا:

''بیٹی تو میری تہجد کی دعا کا نتیجہ ہے۔ میں نے دعا کی تھی کہ
بارالٰہا! ایک چاند سی بیٹی دے جو میرے بغیر نہ رہ سکے' لیکن جب
تو پکارے تو میں اسے روتا ہوا چھوڑ جاؤں۔''

کہا:

''بیٹی! تو بھی وعدہ کر جب تازیانے لگیں گے تو' تو روئے گی نہیں'
طمانچے لگیں گے تو چیخے گی نہیں۔''

اور پھر حسینؑ دعا کر رہے ہیں' شمر کا خنجر چل رہا ہے...... شمر کا خنجر چل رہا ہے
اور حسینؑ کہہ رہے ہیں:

''بارالٰہا! میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا' اب تو اپنا وعدہ پورا کر۔''

آخری جملے ہیں...... آخری جملے ہیں اور دیکھو...... شامِ غریباں میں دیکھو'
ایک عورت سرخ چادر اوڑھے ہوئے چلی...... سرخ چادر اوڑھے ہوئی چلی۔
مدینے میں کسی نے امام سجادؑ سے پوچھا کہ
''مولاؑ! وہ سرخ چادر اوڑھنے والی کون عورت تھی؟''

کہا:

''وہ میری پھوپھی زینبؑ تھی۔''

کہا:

''مولاؑ یہ بتایئے عاشور کے دن...... سرخ چادر کیوں اوڑھی تھی؟''

کہا:

''پوچھنے والے تو نے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا' چادر تو سفید تھی
مگر جب بھیا علی اکبرؑ کے لاشے پر گری' جوان خون کی دھاروں
سے سفید چادر رنگین ہو گئی' ساری چادر سرخ ہو گئی۔''

اب زینبؑ مقتل کی طرف چلتی ہے' لاشوں کو دیکھتی ہوئی...... ایک لاشہ ہے جس کے برچھی لگی ہوئی ہے۔ ایک لاشہ ہے جس کے ہاتھ نہیں ہیں' ایک لاشہ ہے جس کے اوپر گھوڑوں کی ٹاپوں کے نشان ہیں۔ ادھر زینب کبریٰؑ آگے بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ ایک جگہ عونؑ و محمدؑ کی لاشیں بھی آئیں' لیکن وہاں نہ رکیں۔ نہیں...... نہیں مجھے جانے دو' نشیب کی طرف مڑیں تو ایک جسم جس میں اتنی بھی انگشت گنجائش نہ تھی وہاں پہنچیں اور دیکھا:

"حسینؑ زینبؑ آ گئی...... زینبؑ آ گئی۔"

ایک مرتبہ بال بکھیر دیئے۔ کہا:

"بارالہا! یہ قربانی قبول فرما! یہ محمدؐ کی قربانی ہے قبول کر...... اس کو قبول کر!"

اس کے بعد دوستو! وہ وقت آتا ہے جب آگ لگ چکی ہے خیموں میں' سیدانیاں' ایک خیمے سے دوسرے خیمے میں جاتی ہیں' کبھی دوسرے خیمے سے تیسرے خیمے میں جاتی ہیں یہاں تک کہ اس خیمے میں پہنچیں جہاں امام سجادؑ غش میں پڑے ہوئے ہیں' آ کر بازو ہلایا:

"اے مفتی عصر حاضرؑ اے امام زمانہؑ!! ذرا دیکھو تو ماؤں بہنوں کا کیا حال ہے؟"

سجادؑ نے آنکھیں کھول دیں۔ کہا:

"پھوپھی کیا ہوا؟"

کہا:

"آگ لگ گئی ہے بیٹا! چاہو تو نکل جائیں...... چاہو تو جل جائیں۔"

کہا:

"اس وقت آپ نکل جائیں......"

سیدانیاں نکلیں، مگر اس شان سے کہ زینبؑ سجادؑ کو اٹھائے ہوئے چل رہی ہیں۔ کہا:

"حسینؑ جلدی آؤ، حسینؑ جلدی آؤ اور دیکھو کہ اکبرؑ کا لاشہ اٹھایا، تو تم سے نہیں اٹھا تھا۔ اب زینبؑ کے بازو دیکھو کہ سجادؑ کو ہاتھوں پر لا رہی ہوں۔"

اس کے بعد لاشیں پامال کر دی گئیں، تھوڑی دیر میں قافلہ آیا۔ زینبؑ کھڑی ہو گئیں......کھڑی ہو گئیں زینبؑ:

"آنے والو! اب سادات کے پاس کچھ نہیں ہے۔"

آنے والوں نے سلام کیا:

السلام علیک

کہا:

"کون ہے؟"

کہا:

"میں زوجہ حُر ہوں۔"

کہا:

"میں شرمندہ ہوں، ہم حُر کی پانی سے بھی ضیافت نہ کر سکے۔"

کہا:

"شرمندہ میں بھی ہوں، سیدانیؑ پانی لائے ہیں۔"

کہا:

"پانی دیر میں آیا ہے اور پینے والے چلے گئے اور پینے والے چلے گئے۔"

کہا:

”بچوں کو پلا دیں۔“

زینبؑ نے بچوں کو آواز دی:

”بچو! آؤ پانی آ گیا۔“

بچے دوڑے کہ چچا عباسؑ آ گئے...... چچا عباسؑ آ گئے۔ ادھر دیکھا کہ زینبؑ آ گئی تو بچوں نے کوزے بڑھا دیے۔ زینبؑ نے کہا:

”پہلے اس کو پانی دوں گی جو سب سے چھوٹا ہو گا‘ پہلے اس کو پانی دوں گی جو سب سے چھوٹا ہو گا۔“

سکینہؑ نے پانی لیا اور پانی لے کر مقتل کی طرف چلی۔ زینبؑ نے کہا:

”بیٹی! کدھر جا رہی ہے؟“

کہا:

”پھوپھی! جو سب سے چھوٹا ہے وہ میرا علی اصغرؑ ہے...... وہ میرا علی اصغرؑ ہے۔“

دوسری مجلس

شانِ رسالتؐ

دوسری مجلس

شانِ رسالتؐ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و النجم اذا ھوی وما ضل صاحبکم وما غویٰ وما ینطق

عن والھویٰ ان ھو الا وحی یوحی

درود بھیجیں......!

ارشادِ رب العزت ہو رہا ہے قرآن حکیم میں کہ

"قسم ہے ستارے کی جب کہ وہ جھکا

ماضل صاحبکم وما غویٰ

یہ جو رسولؐ ہے ہمارا نہ بہکا ہے نہ بھٹکا

وما ینطق عن الھوی

یہ اپنے دل سے کوئی بات نہیں کہتا

ان ھو الا وحی یوحی

وہی کہتا ہے جو وحی کہتی ہے۔"

نقطہ مرکزی ذات رسول کریمؐ ہے تمام مسلمانان عالم جس نقطے پر جمع ہیں وہ حضورؐ کی ذات ہے۔ شیعہ ہو' سنی ہو' مالکی ہو' حنبلی ہو' جعفری ہو...... ہر ایک کا نقطہ مرکزی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے اور یہی نقطہ اتحاد ہے۔ ہم مسلمانوں کو دعوت یہ دیتے ہیں کہ تم اہل بیتؑ کو نہ مانو' صحابہؓ کو نہ مانو' صرف رسولؐ کو مانو۔ تو ہمارا کوئی جھگڑا خلافت کا تو ہے ہی نہیں' ہمارا جھگڑا رسالتؐ کا جھگڑا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ رسولؐ کی ہر بات جو ہے وہ وحی ہوتی ہے' وہ اپنے جی سے کچھ نہیں کہتا۔ دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ کبھی وہ اپنے دل سے کہتا ہے' کبھی وہ حکم خدا سے کہتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایسی بات نہیں ہے رسولؐ جو کچھ کہتا ہے وہ وحی الٰہی کی طرف سے کہتا ہے۔ وہ روتا بھی ہے تو وحی الٰہی کے اشارے سے' وہ ہنستا ہے تو وحی الٰہی کے اشارے سے...... وہ کھانے پر کسی کا انتظار کرتا ہے تو وحی الٰہی کے اشارے سے! (سبحان اللہ...... سبحان اللہ!)

وہ کسی کو گود میں لیتا ہے تو وحی الٰہی کے اشارے سے' کسی کو دوش پہ لیتا ہے تو وحی الٰہی کے اشارے سے اور کسی کو منبر پر اٹھاتا ہے تو وحی الٰہی کے اشارے سے......

بس ہمارا مقصد یہی ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ...... یا علیؑ)

کہ ہم رسولؐ کو جان لیں اور پہچان لیں۔ رسولؐ کی ہر بات جو ہے وہ وحی الٰہی کے اشارے سے ہوتی ہے اور ہم نہ خدا کو جانتے ہیں' نہ ملائکہ کو جانتے ہیں' نہ صحابہؓ کو جانتے ہیں' نہ اہل بیت کو جانتے ہیں ہم صرف رسولؐ کو جانتے ہیں۔

(سبحان اللہ...... سبحان اللہ!)۔

کیا خدا کو آپ نے دیکھا ہے؟ پھر کیوں مانا؟ اس لئے کہ رسولؐ نے کہا تھا......! (واہ' واہ' واہ!)

کیا قرآن آپ کو معلوم ہے کہ اللہ کی کتاب ہے؟ کتنے لوگ قرآن کو پڑھنے والے ہیں مگر اس لئے مانا کہ رسولؐ نے کہا ہے اور اس نے آخرت کی بات کی کہ قیامت آئے گی۔ کیا قیامت آپ نے دیکھی ہے؟ مگر اس لئے مانی کہ رسولؐ نے کہی۔

کیا حوریں آپ نے دیکھی ہیں؟ کیا ملائکہ آپ نے دیکھے ہیں......؟ کیا کوثر کا پانی آپ نے دیکھا ہے......؟ مگر کیوں مانتے ہیں؟ اس لئے کہ رسولؐ نے کہا......!

اب آپ سمجھے ہیں کہ نہ ہم اللہ کو مانتے ہیں' نہ اہل بیتؑ کو مانتے ہیں' نہ صحابہؓ کو مانتے ہیں ہم صرف رسولؐ کو مانتے ہیں۔ جب وہ کہتا ہے کہ یہ خدا ہے تو ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ خدا ہے اور جب کہتا ہے کہ یہ صحابہؓ ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ صحابہؓ ہیں اور جب کہتا ہے کہ یہ اہل بیتؑ ہیں تو ہم اہل بیتؑ کو مانتے ہیں۔

(سبحان اللہ...... سبحان اللہ!)

ورنہ ہم کسی کو نہیں مانتے...... صرف رسولؐ کو مانتے ہیں:

اوحی علے عبدہ ما اوحی

''اس نے وحی کی اپنے بندے کی طرف جو چاہی وحی کی۔''

کان کعبہ قوسین او ادنی

''دو کمانوں کا فاصلہ رہا' یا اس سے بھی کم۔''

اوحی الی عبدہ ما اوحی

''کیا کہا اس نے اپنے بندے سے یہ لوگ کیا جانیں۔''

آیات معراج پڑھنا اور ہے اور مقام رسالتؐ بتانا اور ہے۔

(واہ' واہ' واہ...... سبحان اللہ' سبحان اللہ!)

وہ ہم سے سنو...... وہ ہم سے سنو کہ مقام رسالتؐ کیا ہے؟ مقام معراج کیا ہے؟

اوحی علے عبدہ ما اوحی

''جو اللہ نے چاہا وہ اپنے رسولؐ کی طرف وحی کی۔''

قاب قوسین:...... ایک جملہ ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ لکھتے ہیں کہ

ھذا یستعمل یستعملوا علے عادتنا

یہ عرب کی عادت پر مشتمل فقرہ ہے ''قاب قوسین'' اس مقام کو کہتے ہیں کہ عرب میں جب دو بادشاہ ایک جگہ آتے تھے جب صلح کرنے کے لئے تو ایک تیر ہوتا تھا' اک کمان ہوتی تھی۔ تیر کو کمان میں لگاتے تھے' دونوں ہاتھ کمان پر ہوتے تھے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ جس سے تمہاری صلح اس سے ہماری صلح' جس سے تمہاری جنگ اس سے ہماری جنگ! (واہ' واہ' واہ!)

تو یہاں پر ''قاب قوسین'' کا جملہ بتاتا ہے کہ

''اے رسولؐ صلح تمہاری ہو گی تو امان ہماری ہو گی اور تیر تمہارا ہو گا تو کمان ہماری ہو گی' کلمہ تمہارا ہو گا تو کلام ہمارا ہو گا' امت تمہاری ہو گی تو امام ہمارا ہو گا۔ اے رسولؐ تیرے نطق میں میری گفتار ہے اور تیری رفتار میں میرا کردار ہے' میری تحریر تیری تقریر کے ساتھ ہے یعنی میرا قرآن تیری تعبیر کے ساتھ ہے' جو قرآن میں سورت ہے وہ میدان میں تیری سیرت ہے۔ (واہ' واہ' واہ!) اور جو تیری سیرت ہے وہ عین مشیت ہے' جو تیری خواہش ہے وہ عین ایمان ہے' جو تیرا فرمان ہے وہ میرا ارمان ہے...... جو تیرا فرمان ہے وہ میرا ایمان ہے' اور اے رسولؐ جو تیری بات ہے وہ میری بات ہے' جو تیرا سخن ہے وہ میرا سخن ہے' میرا کرم تیرے جمال میں ہے' میرا غضب تیرے جلال میں ہے' میرا ادب تیرے کمال میں ہے' میرا سوز تیری آہوں میں ہے' میری رحمت تیری بانہوں میں ہے' میری منزل تیری راہوں میں ہے...... سجدہ میرا آستانہ تیرا' ہاتھ تیرا خزانہ میرا...... جنت میری' پروانہ تیرا...... میرا گھر' تیرا' تیرا گھر میرا......''

(نعرۂ حیدریؑ ...... یا علیؑ ...... بلند تر آواز سید الانبیاءؐ صلوٰۃ)

''تو مجھ سے الگ نہیں، میں تجھ سے جدا نہیں، تو سب کچھ ہے مگر خدا نہیں۔ (واہ، واہ، واہ!)

تو ظاہر ہے میں راز ہوں، تو سراپا نیاز ہے میں بے نیاز ہوں، تو لہجہ ہے میں آواز ہوں، تو نہ ہوتا تو خدائی کا راز آشکار نہ ہوتا، تو نہ ہوتا تو...... خدائی کا...... راز آشکار نہ ہوتا، تصور ہوتا شاہکار نہ ہوتا، حسن ہوتا پرستار نہ ہوتا، یوسفؑ ہوتا کوئی خریدار نہ ہوتا، معبود ہوتا عبادت گزار نہ ہوتا، گنہگار ہوتے شفاعت کا کاروبار نہ ہوتا۔''

(نعرۂ حیدریؑ، یا علیؑ ...... نعرۂ تکبیر، اللہ اکبر...... نعرۂ رسالتؐ، یا رسول اللہؐ)

یہ ہے مقامِ رسالت! یہ ہے مقامِ رسالتؐ......

''اے رسولؐ! جو تیرا کلمہ پڑھے، وہ مسلمان ہے اور جو تیری نبوت کے بعد دعویٰ کرے، اس کا دعویٰ ہذیان ہے اور جو تیرے اوپر یقین رکھے، وہ کل ایمان ہے اور جو تیری نبوت پر شک کرے وہ بے ایمان ہے...... بے ایمان ہے۔

(واہ، واہ، واہ...... سبحان اللہ، سبحان اللہ!)

یہ مقامِ رسالتؐ ہے جو ہم سمجھتے ہیں تو ہم رسولؐ کے تابع ہیں۔ بخدا...... بخدا ہم نے اس منبر سے کبھی تعریف اہل بیتؑ نہیں کی۔ (محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوٰۃ!)

ہم نے کبھی...... ہم نے کبھی منبر سے اہل بیتؑ کی تعریف نہیں کی، علیؑ کی تعریف نہیں کی...... ہم نے نہیں کی...... کسی نے کی ہو تو کی ہو۔ ہم نے کبھی علیؑ کی تعریف منبر سے نہیں کی۔ آپ کہیں گے علیؑ کی ایک تاریخی حیثیت بھی تو ہے، بہت بڑے شجاع تھے۔ میں کہوں گا کہ رستم کی بھی تو ایک تاریخی حیثیت ہے، بہت بڑا بہادر تھا۔ آپ کہیں گے علیؑ بڑے سخی تھے۔ تو ہاں! حاتم بھی تو بڑا سخی تھا۔ تو ہر سخی پر ایمان لانا واجب ہے؟ ہر بہادر پر ایمان لانا واجب ہے؟ ایسا نہیں ہے۔ ہم نے علیؑ کی تعریف

کبھی منبر سے نہیں کی' کیوں کہ ہم جانتے ہی نہیں کہ علیؑ کیا ہیں......؟

(واہ' واہ' واہ...... ماشاء اللہ' ماشاء اللہ...... سبحان اللہ!)

علیؑ لڑے' آپ کہیں گے آپ تاریخ نہیں جانتے۔ علیؑ لڑے بدر میں' خندق میں' احد میں' خیبر میں...... بھائی لڑے ہوں گے؟ بہت سے لوگ لڑے......!

ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ ترمذی شریف سنت کی معتبر کتاب ہے۔ اس میں حدیث ہے کہ سب سے پہلے جو جہنم میں ڈالا جائے گا وہ شہید ڈالا جائے گا۔ کیا مطلب؟ وہ شہید جس کو آپ شہید سمجھتے ہیں۔ تو جب وہ کہے گا:

''بارالہا! آپ نے مجھ کو جہنم میں کیوں ڈالا؟ میں نے تو تیری راہ میں جان دے دی۔''

تو ارشاد ہوگا:

''تم نے میری راہ میں جان نہیں دی' اپنے بازوؤں کی شجاعت دکھانے کے لئے میدان جنگ میں آئے تھے۔''

تو معلوم ہوا کہ اگر کوئی لڑے بھی تو رسولؐ کے ساتھ تو بھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ جنتی ہے کہ جہنمی...... (واہ' واہ' واہ!)

تو ہم کیا جانیں کہ علیؑ بدر میں لڑے اپنی ''لافتیٰ'' کی جوانی دکھانے کے لئے' بنی ہاشم کی شجاعت کے لئے' ممکن ہے کسی آئندہ منصب کی امیدواری کے لئے' علیؑ لڑے ہوں گے تو ہم تعریف کیوں کریں......؟ لہٰذا ہم نے تعریف نہیں کی۔ لیکن جب رسولؐ نے کہا:

برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ (سبحان اللہ' سبحان اللہ!)

دیکھئے! پھر آپ کی بات میں نے نہیں کی' میں نے تعریف نہیں کی' میں نے نہیں کی...... میں نے تعریف نہیں کی۔ میں اپنی بات پر اسی طرح اڑا ہوا ہوں کیوں کہ میں نے تعریف نہیں کی۔ میں نے تو صرف رسولؐ کی بات آپ کو سنائی ہے کہ رسولؐ

کہتے ہیں کہ

''آج کل ایمان کل کفر کے مقابل جا رہا ہے.......''

تو اب ہم سمجھے کہ علیؑ کل ایمان ہیں۔ (سبحان اللہ' سبحان اللہ......واہ' واہ' واہ!)

ورنہ ہمارا ذاتی خیال تو یہ تھا کہ علیؑ مومن ہیں...... اور زیادہ عقیدت ہے تو امیر المومنینؑ ہیں۔ کل ایمان تو ہمارا دماغ میں ہی نہیں تھا کہ کوئی کل ایمان بھی دنیا میں ہو سکتا ہے۔ مگر جب رسولؐ کہہ دیں کہ آج کل ایمان کل کفر کے مقابل جا رہا ہے تو اب ہم مجبور ہیں...... ہاں ایک صورت ہے نہ ماننے کی' کہ کلمہ پڑھنا چھوڑ دو۔

(واہ' واہ' واہ...... سبحان اللہ' ماشاء اللہ!)

لیکن اگر رسولؐ کی اطاعت ہے تمہارے اندر تو ماننا پڑے گا تمہیں کہ علیؑ کل ایمان ہے اور کل ایمان کے مقابل آیا عمرو بن عبدود...... وہ کل کفر ہے۔ ذرا میں اس مجمع عظیم کو تامل اور تعقل کا وقت دیتا ہوں کہ ذرا سوچیں آپ کہ علیؑ کل ایمان تو تم نے مان لیا کہ رسولؐ کہتے ہیں لیکن مرحب کل کفر کیسے ہو گیا؟ کل کفر معمولی ٹائٹل نہیں ہے۔ (واہ' واہ' واہ!)

بڑے بڑوں کو نہیں ملا۔ (واہ' واہ' واہ...... سبحان اللہ جی' سبحان اللہ!)

بڑے بڑوں کو یہ لقب نہیں ملا' اگر یہ ملتا تو شیطان کو ملتا۔ (واہ' واہ!)

شیطان کو ملتا' لیکن شیطان کے لئے بھی ہے:

كان من الكافرين

''کافروں میں سے ایک کافر تھا۔''

دیکھا آپ نے شیطان کی بے بسی اور بے کسی' یہ نتیجہ ہے اس بات کا کہ وہ دربار خدا سے نکالا ہوا ہے۔ بس جو دربار سے نکال دیا جائے' خواہ خدا کے دربار سے خواہ رسولؐ کے دربار سے...... اس کی مٹی پلید ہو جاتی ہے' وہ قابل گفتگو نہیں رہتا۔ آپ نے کیوں کہا کہ

''علیؑ کل ایمان اور عمر بن عبدود کل کفر ہے؟''

تو رسولؐ کہیں گے:

''میں نے عمر بن عبدود کو کل کفر نہیں کہا' میں نے قانون بتایا ہے'
ایک اصول بتایا ہے' ایک میزان دی ہے کہ علیؑ کل ایمان ہے۔
اب جو اس کے مقابل ہو ابھی یا کبھی......''

(واہ واہ...... سبحان اللہ' سبحان اللہ...... علیؑ علیؑ)

اب جو اس کے مقابل آیا...... ابھی یا کبھی...... (نعرۂ حیدریؑ)

(نعرۂ حیدریؑ' یا علیؑ' نعرۂ تکبیر' اللہ اکبر...... نعرۂ رسالتؐ' یا رسول اللہؐ)

میرا رسولؐ سب سے افضل ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ صرف رسولؐ پر بات کرتے ہیں۔ اگر رسالت سمجھ میں آ جائے گی تو ہر چیز سمجھ میں آ جائے گی۔ مصیبت یہی ہے کہ ہم رسالت کو نہیں سمجھتے۔ میرا رسولؐ سب سے افضل ہے۔ عیسیٰؑ ہو' موسیٰؑ ہو' آدمؑ ہو' نوحؑ ہو سب سے افضل ہے اور اسی لئے تو مسلمانوں نے اصطلاح بنائی ہے کہ نظامِ مصطفیٰؐ! بھائی آپ کو معلوم ہے کہ موسیٰؑ کا دین کیا تھا؟ صرف اسلام...... آدمؑ کا دین' اسلام...... عیسیٰؑ کا دین' اسلام...... سلیمانؑ کا دین' اسلام...... ہر نبی کا دین جو تھا وہ اسلام تھا۔ پھر یہ کیوں نہیں کہتے کہ ہم نظامِ آدمؑ لائیں گے' نظامِ موسیٰؑ لائیں گے' نظامِ عیسیٰؑ لائیں گے...... کیوں کہتے ہیں؟ ہم کہتے ہیں نظامِ مصطفیٰؐ لائیں گے۔ ہمیں اعتراض ہے اس جملے پر! تم نے توہین کی آدمؑ کی' تم نے توہین کی موسیٰؑ کی' تم نے توہین کی عیسیٰؑ کی اور جو توہینِ انبیاءؑ کرے وہ بخشا نہیں جائے گا۔

(واہ' واہ' واہ...... سبحان اللہ' سبحان اللہ!)

تو کہتے ہیں جناب مسئلہ یہ ہے کہ یوں تو ہماری مراد آدمؑ بھی ہے' عیسیٰؑ بھی ہے' موسیٰؑ بھی ہے' تو چونکہ یہ آخر میں آئے اس لئے ہم نظامِ مصطفیٰؐ کہتے ہیں۔ یہ آخر میں آئے' اس لئے...... ہم نظامِ مصطفیٰؐ کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں خلافت

راشدہ کا دور ہم لائیں گے۔ ہم خوش...... ہم بھی کہتے ہیں کہ خلافت راشدہ کا دور یہاں نہ ہو۔ ہم بہت خوش ہیں' لیکن اصول کیا؟ (واہ واہ...... سبحان اللہ!)

اصول یہی ہیں کہ دین میں نظام مصطفیٰ اور خلافت راشدہ میں جو آخر میں آیا انتظامِ مرتضیٰ ...... نظام مصطفیٰ اور انتظامِ مرتضیٰ ...... ہم تیار ہیں۔ رسولؐ کی بات ہم کر رہے ہیں' ہم نے ہمارے مکتبہ فکر نے ہمیشہ رسولؐ کے مقام کی عزت رکھی۔ ایک پادری نے ہمارے عالم سید حسین سے کہا دیکھئے! مقابلہ ہو رہا ہے عیسیٰ اور رسول اللہؐ کا کہ یہ بتایئے کہ اگر کوئی جاگ رہا ہے......

توجہ!

اور کوئی سو رہا اور کوئی مسافر پاس سے گزر رہا ہے تو راستہ کس سے پوچھے؟ تو ہمارے عالم نے بتایا کہ وہ راستہ اس سے پوچھے گا جو جاگ رہا ہے اور سرہانے بیٹھا ہوا ہے تو کھڑا ہو گیا پادری' اور اس نے کہا' دیکھو عیسائیت کی جیت ہو گئی اور اسلام کو شکست ہو گئی۔ آپ نے کہا بیٹھ جائیں اس طرح کہ تمہارا رسولؐ رہا ہے یعنی مر گیا ہے اور ہمارا عیسیٰ جاگ رہا ہے یعنی زندہ ہے۔ علامہ نے فرمایا تم نے پوری بات میری نہیں سنی۔ سونے والا سو رہا تھا' جاگنے والا جاگ رہا تھا۔ مسافر نے راستہ پوچھا کہ

"بتا راستہ کدھر ہے؟"

تو جاگنے والے نے کہا:

"تو بھی یہاں بیٹھ جا' میں بھی اسی انتظار میں ہوں کہ یہ اٹھے تو اس سے راستہ پوچھوں۔"

(واہ واہ واہ...... سبحان اللہ...... نعرۂ حیدریؑ)

آپ سمجھے ہم اس نظام مصطفیٰ کو اس پاکستان میں ہمیشہ قائم رکھیں گے اور جب تک ہماری قوم زندہ ہے شان نبوتؐ پر فرق نہیں آئے گا۔ ہم ہیں رسولؐ کے

چاہنے والے' ہم ہیں فرزندان توحید...... ہم ہیں رسالتؐ کے علم کو اٹھانے والے اور ہمیں کوئی غم نہیں...... دیکھئے! ایک خاص فقرہ شاید آپ نے اس سے پہلے نہ سنا ہو گا کہ اہل بیتؑ کا مقصد یہ تھا کہ رسالتؐ زندہ رہے اور ہمارا مقصد یہ ہے کہ اہل بیتؑ زندہ رہیں۔ اسی لئے ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ یہ جو اذانیں دی جاتی ہیں' یہ کیا ہیں......؟

امام سجادؑ سے آپ کے چوتھے امامؑ سے پوچھا......

(محمدؐ و آل محمدؐ پر بلند تر صلواۃ!)

امام سجادؑ سے پوچھا...... اس وقت پوچھا جب شام سے گزر رہے تھے' ہاتھوں میں ہتھکڑی تھی' گلے میں طوق تھا' پیر میں بیڑیاں تھیں...... اس وقت پوچھا:

"اے سجادؑ! بتا یہ جو سن رہا ہے نوبت' یزید کی...... تو جیتا کہ یزید جیتا؟"

اللہ اکبر...... دیکھئے! تین دن' چار دن کا پیاسا ہو گا' بیمار ہو گا۔ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں' پاؤں میں بیڑیاں...... تو کہا:

"سن! یہ یزید کی نوبت چار دن کی ہے' ختم ہو جائے گی اور ہماری نوبت اشھد ان محمداً رسول اللہؐ قیامت تک رہے گی۔"

تو معلوم ہوا یہ جو اذانیں ہیں یہ اہل بیتؑ کے وجود ہیں۔ ہمیں تکلیف نہیں ہوتی' مگر ہم رسولؐ کو مانیں گے۔ وہ کہے گا خدا ہے' تو ہم کہیں گے کہ خدا ہے...... وہ کہے گا کہ رسولؐ ہے' تو ہم کہیں گے رسولؐ ہے...... وہ کہے گا اہل بیتؑ ہے' ہم کہیں گے اہل بیتؑ ہے...... وہ کہے گا صحابہؓ ہیں' ہم کہیں گے صحابہؓ ہیں......

بھئی! تم کیا سمجھتے ہو......؟ صحابہؓ کو ہم مانتے ہیں' کوئی نہیں مانتا۔ یہ جو قوم ہے جو صحابہؓ کو مانتی ہے اور کوئی صحابی کا نام لیوا نہیں' یہ تو ہماری ضد میں نام لیتے ہو' تمہیں صحابہؓ سے کیا دلچسپی؟ ہم سے پوچھو کہ صحابہؓ کیا ہیں؟ صحابہؓ......

اگر آسمان پر ہوں تو آسمان کے ستارے

زمین پر ہوں تو طہارت کے پارے ہیں

اور اہل بیتؑ کے ساتھ ہوں تو سارے ہمارے ہیں

(واہ واہ واہ...... سبحان اللہ...... محمدؐ و آلِ محمدؐ پر بلند تر صلواۃ...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ !)

ہاں جناب! اللہ ہے ہم نے مانا' رسولؐ نے کہا' کسی نے اعتراض نہیں کیا' کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا...... قرآن اللہ کا کلام ہے ہم نے مانا' کسی نے اعتراض نہیں کیا...... جنت ہے ہم نے مانی' کسی نے اعتراض نہیں کیا...... دوزخ ہے ہم نے مانی' کسی نے اعتراض نہیں کیا...... عجیب بات ہے؟ عجیب بات ہے......؟ جو چیزیں آنکھوں سے دیکھی نہیں' رسولؐ نے کہا تو مان لیا اور جس کو ایک لاکھ بیس ہزار کے مجمع میں کھڑا کیا:

من کنت مولاہ...... (نعرۂ حیدریؑ ...... یا علیؑ)

آپ دیکھ رہے ہیں' سمت دیکھ رہے...... جو آنکھوں سے نہیں دیکھا اس کو منوا رہے ہیں اور جو آنکھوں سے نہیں دیکھا اس کو کہتے ہیں بھول جا...... بھئی! ایک دو کی بات نہیں...... ایک دو کی بات نہیں' ایک لاکھ بیس ہزار کا مجمع تھا' جب رسولؐ نے کہا:

من کنت مولاہ......

اور ہمیں یقین بھی آتا کیوں کہ ہم تو تھے نہیں وہاں' آپ بھی نہیں تھے وہاں...... اب وہاں جو تھے وہاں صحابہ کرامؓ تھے جنہوں نے دیکھا ہوگا۔ ہم بھی کتابیں اٹھیں کہ کس نے دیکھا ہوگا؟ کس نے نہیں دیکھا ہوگا؟ ''ریاض النظرہ'' سنت کی ایک بہت بڑی کتاب ہے' اس کو پلٹ کر دیکھا تو ایک جگہ لکھا ہوا دیکھا کہ

جاء عربیان یختلفان عند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

قال اقض بیننا

''دو عربی لڑتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور

کہا:

اقض بیننا

"ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے۔"

تو اس وقت اتفاق سے علیؑ بیٹھے ہوئے تھے' تو حضرت عمرؓ نے فرمایا:

یا علیؑ اقض بینهما

"علی علیہ السلام تم فیصلہ کرو۔"

تو ایک عربی کھڑا ہو گیا اور کہا:

"اس آدمی سے تم کہتے ہو کہ فیصلہ کرو......"

کہ الفاظ روایت کے **فغضب عمر الله الله** جلالت خروانہ دیکھئے' اتنی عظیم الشان شخصیت وہ بھاگ کر گئے' کود کر گئے:

اخذ بلحیته

اور اس کا گریبان پکڑا اور جھٹکا دیا اور کہا:

اتعرف هذا؟

"یہ کون ہے؟"

کہا:

"نہیں......!"

کہا:

"یہ میرا بھی مولاؑ ہے اور ہر مومن کا بھی مولاؑ ہے۔"

(نعرۂ حیدری...... یا علیؑ)

اب ہمارے دل کو سکون پہنچ گیا' کیوں کہ وہاں پر بیٹھنے والے نے بھی بتا دیا نا! اسی لئے ہم تکریم کے قائل ہیں' ناموں کو بے ادبی سے لینے سے کیا فائدہ؟ اسی لئے تو ہم تکریم کے قائل ہیں۔ ناموں کو بے ادبی سے لینے سے کیا فائدہ؟ لوگوں کے دل

توڑتے ہیں۔ ہم تبلیغ کرنے آئے ہیں' دل توڑنے نہیں آئے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے جو فرمایا ہمارے یقین میں اضافہ ہو گیا۔ ہمارے یقین میں اضافہ ہو گیا کہ یقیناً کہ رسولؐ نے کہا ہوگا:

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ

"جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے۔"

اب جب رسولؐ کہہ دے کوئی بات تو اس کی بات پر کوئی بات کہہ نہیں سکتا۔ پھر آیئے اسلامی تاریخ پر...... کہ ایک منافق! منافق آپ جانتے ہیں کہ کس کو کہتے ہیں جو باہر سے مسلمان ہو اندر سے کافر ہو۔ ایک منافق اور ایک یہودی' رسول اللہؐ کے پاس آیا' کہا:

"یا رسول اللہؐ! ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے۔"

منافق اس لئے آیا کہ میں بظاہر مسلمان ہوں اور رسولؐ ہمارے سربراہ ہیں۔ میں ان کی پارٹی میں ہوں۔ وہ سمجھا کہ شاید رسولؐ بھی ایک سیاسی لیڈر ہیں اور بات ہماری طرف داری میں کریں گے اور رسولؐ تو عین عدل ہیں اور رسول اللہؐ نے فیصلہ کیا کہ یہودی کا مقدمہ برحق ہے اور تو فضول بات کر رہا ہے۔ وہ منافق جو تھا بگڑ گیا اور یہودی سے کہا:

"اب ہم نہیں چلیں گے' ہم چلیں گے حضرت عمرؓ کے پاس' وہ فیصلہ کریں گے۔"

تو تاریخ میں ہے کہ وہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور کہا:

"ہمارا فیصلہ کیجئے۔"

حضرت عمرؓ نے کہا کہ

"مقدمہ کیا ہے......؟"

یہودی کھڑا ہو گیا' کہا کہ

"مقدمہ بعد میں سنے گا پہلے یہ سن لیجے کہ اس کا فیصلہ رسولؐ کر چکے ہیں۔"

تو روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ گھر میں گئے' تلوار لائے اور منافق کی گردن کاٹ دی کہ تو رسولؐ کے فیصلے پر میرا فیصلہ چاہتا ہے۔

(واہ واہ...... سبحان اللہ' سبحان اللہ)

رسولؐ کے جو الفاظ ہیں ان کا ترجمہ کر رہا ہوں کہ

"جس کا میں مولا' اس کا علیؑ مولا!"

اس کے معنی کیا کہ تحریک نبوت ہم کریں گے' تائید نبوت علیؑ کرے گا۔

ایک ایک جملے پر توجہ رہے:

تحریک نبوت ہم کریں گے' تائید نبوت علیؑ کریں گے۔ تحقیق رسالتؐ ہم کریں گے' تصدیق رسالتؐ علیؑ کریں گے۔ جنگ بہ تنزیل قرآن ہم کریں گے' جنگ بہ تاویل قرآن علیؑ کریں گے۔ چاند کو شق ہم کریں گے' سورج کو علیؑ پلٹائیں گے۔ تقدیر ہم بنائیں گے' مقدر علیؑ پلٹائیں گے۔ بستر ہمارا اور لیٹیں گے علیؑ! چادر ہماری اور اوڑھیں گے علیؑ!

بچے ہمارے اور ان کے باپ علیؑ! بچے ہمارے......! ان کے باپ علیؑ! اور اسلام کو نفاق سے پاک کریں گے علیؑ! نکاح ہم کریں گے اور طلاق دیں گے علیؑ! دعویٰ ہمارا' شہادت علیؑ کی۔ نبوت ہماری' امامت علیؑ کی۔ رسالت ہماری' ولایت علیؑ کی۔ شریعت ہماری' طریقت علیؑ کی۔ اطاعت ہماری' مودت علیؑ کی۔ دین ہم ہوں گے' کمال علیؑ! رحمت ہم ہوں گے' نعمت علیؑ! پیمان ہم ہوں گے' حجت علیؑ! ولائے افلاک ہم ہوں گے' زمین کا لنگر علیؑ! شہر علم ہم ہوں گے' علم کا در علیؑ! مالک کوثر ہم ہوں گے' ساقی کوثر علیؑ! مقام مقام ہم ہوں گے' رواں دواں علیؑ! جہاں جہاں ہم

ہوں گے' وہاں وہاں علیؑ! (نعرۂ حیدریؑ ...... یا علیؑ! نعرۂ حیدریؑ ...... یا علیؑ)

ہاں! یہ علیؑ ہیں...... جن کی محبت کے جرم میں ہم پر مصائب ڈھائے جاتے ہیں۔ پوچھو! پاکستانیوں سے یہ ٹھیک ہے' افغانستان روز حملہ کر رہا ہے اور بموں کے دھماکے بھی ہو رہے ہیں۔ میں کراچی میں رہتا ہوں' میں اس دن موجود تھا جب بم کا دھماکہ ہوا تھا۔ سینکڑوں جانیں چلی گئیں' پورے اخبارات میں آیا' لوگوں نے کہا:

"مولانا! آپ نے کوئی بیان نہیں دیا' اتنے آدمی مر گئے؟"

میں نے کہا:

"میں کیا کروں......؟ مجھے یہ پہلے سے معلوم تھا۔"

کہا:

"وہ کیسے......؟"

"جب ہماری امام بارگاہوں میں آگ لگائی جا رہی تھی' ہم نے اس وقت کہا تھا کہ عذاب الٰہی آئے گا۔"

ہمارا جرم کیا ہے......؟ ہماری خطا کیا......؟ اس لئے کہ ہم روتے ہیں۔

بھئی!

ہم مجلسیں کرتے ہیں' ہم سینہ کوبی کرتے ہیں' ہم ماتم کرتے ہیں' تمہیں تو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ تمہیں کیا تکلیف ہے......؟ ہماری مسجدیں جلا رہے ہو' ہماری امام بارگاہیں جلا رہے ہو' مسجدیں تو اللہ کا گھر ہیں' مگر چونکہ شیعوں کی بنائی ہوئی ہیں اس لئے جلا دو۔

یاد رکھئے!

جہاں جہاں یہ ہوگا' (چاہے وہ لاہور ہو یا کراچی) وہاں وہاں اللہ کا عذاب آئے گا۔ تم نے تو بی بی سمجھ لیا ہے۔ سیدہ زہرا کی قبر کھود دی' ہم چپ رہے...... (مجمع گر کر

رہا ہے)

دوستو!

ہم اہل بیتؑ کا علم اس لئے اٹھائے ہوئے ہیں تاکہ رسالتؐ مضبوط ہو جائے اور اسلام محفوظ ہو جائے' لیکن تمہیں چاہئے کہ ہمارے ساتھ دوستی کے ساتھ رہو' محبت کے ساتھ رہو' ہم سے جنگ مت کرو' ہمارے ساتھ سیدہؑ کی آواز ہے' ہم سیدہؑ کی دعا ہیں' ہم سیدہؑ کی دعا ہیں...... یہ میں کوئی آپ کے جذبات کو بھڑکانے کے لئے نہیں کہہ رہا' یہ حقیقت ہے کہ ہم سیدہؑ کی دعا ہیں۔ حضورؐ کے سامنے جب جناب سیدہؑ آئی ہیں' امام حسینؑ کو لے کر...... جب پیدا ہوئے ہیں حسینؑ' تو سامنے آئیں حضورؐ سے کہا:

"بابا! دیکھئے...... میرا بیٹا کیسا ہے؟"

حضورؐ نے آنکھیں جھکا لیں۔ پھر دائیں طرف آئیں' کہا:

"دیکھئے...... نا! میرا بیٹا کیسا ہے؟"

پھر بائیں طرف آئیں اور پھر کہا:

"بابا! دیکھئے میرا بیٹا کیسا ہے؟"

رسولؐ نے آنکھیں جھکا لیں۔ سیدہؑ نے کہا:

"بابا! کیا میرے بیٹے میں کوئی نقص ہے......؟ کوئی عیب ہے؟"

رسولؐ نے پھر آنکھیں اٹھائیں' جب آپؐ نے آنکھیں اٹھائیں تو راوی کہتا ہے کہ حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ کہا:

"سیدہؑ! تم دیر میں آئی ہو' جبرائیلؑ پہلے آ گیا اور انہوں نے یہ کہا' آپؐ کا یہ بچہ تین دن کا بھوکا پیاسا' شمر کے خنجر سے ذبح ہو گا۔ اس لئے میں رو رہا ہوں۔"

اب یہ نجومی کی بات تو نہیں تھی کہ یقین نہ آتا۔ یہ خاتم المرسلینؐ کی بات ہے...... یقین تو آیا۔ اب میرا جملہ یہاں پر ہے کہ...... فاطمہؑ پیچھے ہٹیں اور ماںتا آگے بڑھی اور ماںتا نے پوچھا:

''یا رسول اللہؐ! جب یہ واقعہ ہو گا تو کیا آپؐ ہوں گے؟''

کہا:

''نہیں میں نہیں ہوں گا۔''

کہا:

''اس کا باپ فاتح خیبر ہے......''

آسان نہیں ہے کوئی فاتح خیبر کے سامنے اس کے بچے کو ذبح کر دے۔ کہا:

''اس کا باپ علیؑ ہو گا......؟''

کہا:

''وہ بھی نہیں ہو گا۔''

پھر سوچا' اس کا بھائی ہے حسنؑ! بھائی اس کو مرنے نہیں دے گا۔ کہا:

''اس کا بھائی ہو گا......؟''

کہا:

''وہ بھی نہیں ہو گا۔''

کہا:

''آپؐ ہوں گے......؟''

کہا:

''میں بھی نہ ہوں گا۔''

پھر کہا:

''یہ چکی پیس پیس کر بچے کا گہوارہ ہلانے والی عورت ہو گی؟''

کہا:

”تم بھی نہ ہو گی۔“

راوی کہتا ہے فاطمہؑ میں جلال آ گیا' کڑک کر کہا:

من یبکی علی الحسین

”اے اللہ کے رسولؐ! میرے حسینؑ پر روئے گا کون؟“

”بس کر' اس سے ہو گا وعدہ میرا! اللہ ایک قوم پیدا کرے گا' ایک ایسی قوم پیدا ہو گی جو تیرے بچوں کے غم میں روئے گی۔ ان کی عورتیں ان کی عورتوں کو روئیں گی' ان کے باپ ان کے مردوں کو روئیں گے۔“

ہم دعائے رسولؐ ہیں' دعائے رسولؐ ہیں...... اللہ اکبر' اللہ اکبر! یا رسول اللہؐ آپؐ کا شکریہ' آپؐ کا شکریہ...... میں کہا کرتا ہوں آپؐ نے صرف اتنا بتایا تھا' صرف اتنا بتایا تھا کہ حسینؑ ذبح ہو گا۔ یہ نہیں بتایا کہ زینبؑ کی حالت کیا ہے؟ (اہل بیتؑ کے شیدائی اس وقت گریہ کناں ہیں)

حسینؑ جا رہے ہیں...... میدان جنگ میں آخری مرتبہ جناب زینبؑ سے کہا:

”الوداع اے بہن!“

اس وقت جب کہ جنگ کے نقارے بج رہے تھے اور بہتر (۷۲) لاشے پڑے ہوئے تھے۔ تین دن کی پیاس تھی' جسم پر زخموں کے نشان تھے۔ اس وقت بھی آداب خانہ نہیں بھولے۔ کہا:

”یا فضہؑ! تم پر بھی میرا سلام!“

(مومنین رو رہے ہیں' غم حسینؑ میں گریہ کر رہے ہیں)

”اے فضہ! اے کنیز زہراؑ تم پر بھی میرا سلام!“

جناب زینبؑ نے پوچھا:

"بھیا! میدان جنگ میں تو آپ کئی بار گئے ہیں۔ اکبرؑ کا لاشہ کس نے اٹھایا؟ قاسمؑ کا لاشہ کس نے اٹھایا؟ آپ کئی بار گئے ہیں۔ تو کیا اب کوئی نئی بات ہے؟"

کہا:

"اب جاؤں گا تو پھر نہیں آؤں گا۔"

اس وقت راوی کہتا ہے' جناب زینبؑ بڑھیں:

"اے حسینؑ میرے قریب آ!"

ادنوا منی

"میرے قریب آ!"

حسینؑ آگے بڑھے' کہا:

"اور قریب آ!"

حسینؑ اور آگے بڑھے' پھر کہا:

"اور قریب آ......"

حسینؑ اور آگے بڑھے' پھر کہا:

"اور قریب آ......"

حسینؑ اور آگے آئے:

"گریبان چاک کرو۔"

کہا:

"زینبؑ! کیا بات کر رہی ہو؟"

زینبؑ نے کہا:

"تم یہ نہ سمجھو کہ زینبؑ بول رہی ہے۔ اس وقت فاطمہؑ تمہارے

سامنے ہے۔ میری ماں نے جاتے وقت حکم دیا تھا کہ بیٹا جب
حسینؑ جانے لگے آخری بار تو اس کے گلے کو بوسے دینا۔"

تو گریبان چاک کیا اور گلے کو بوسے دیئے کہ اماں کی وصیت پوری کر دوں۔
اب حسینؑ چلے...... چلے...... تو گھوڑے پر بیٹھ کر حسینؑ چلنے لگے تو سواری کی لگام کھینچی' گھوڑے نے چلنے سے انکار کر دیا۔ حسینؑ نے کہا:

"اے گھوڑے! میں تجھے جانتا ہوں۔ کتنی بار میدان کربلا میں
گیا؟ کتنے لاشے اٹھائے؟ کتنے دن کا پیاسا ہے؟ میں سمجھتا ہوں'
لیکن یہ میری آخری سواری ہے۔ اب حسینؑ تجھ سے وعدہ کرتا
ہے کہ تجھے زیادہ تکلیف و زحمت نہیں دے گا۔"

اللہ اللہ...... لوگ کہتے ہیں ہم ذوالجناح کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ لوگ نہیں سمجھتے کہ کربلا میں انسان حیوان ہو گیا تھا اور حیوان انسان ہو گیا تھا۔

(مجمع رو رہا ہے' لوگ ماتم کر رہے ہیں)

گھوڑے نے اپنا سر کھروں کی طرف کیا:

"مولاؑ! چلنے میں کوئی عذر نہیں' لیکن میں کوئی انسان ہوں......
میں کوئی انسان ہوں کہ سکینہؑ کو پامال کرتا ہوا چلا جاؤں۔ میں تو
حیوان ہوں' اہل بیتؑ شناس ہوں۔ میرے پیروں سے سکینہؑ لپٹی
ہوئی ہے۔"

حسینؑ نے دیکھا' تو سکینہؑ کو اٹھایا' گلے سے لگایا اور کہا:

"اے میری شب تہجد کی دعا! تیرے لئے کتنی بار دعا کی' بار الہا!
مجھے ایک بیٹی ایسی دے جو نہ میرے بغیر رہ سکے نہ میں اس کے
بغیر رہ سکوں۔ لیکن جب تو پکارے تو میں بیٹی کو روتا ہوا چھوڑ
کر...... اے بیٹی! وعدہ وفا کرنے کا وقت آیا' اب تو بھی وعدہ

پورا کر کہ جب طمانچے لگیں گے آواز بدعا نہ ہو گی' جب شمر طمانچے
مارے گا تو بدعا نہ دے گی۔"

کہا:

"بابا! تھوڑا ٹھہر جاؤ' میں تیرے چہرے سے زادِ راہ دیکھ لوں۔"
اللہ اکبر...... زینبؑ سے کہا تھا' چلتے وقت سکینہؑ کا خیال رکھنا۔ مگر جب شام
غریباں آئی' زینبؑ کی توجہ امام سجادؑ کی طرف ہو گئی اور وہ نہ دیکھ سکی کہ سکینہؑ کا کیا حال
ہے......؟

حمید ابن مسلم راوی ہے۔ یہ بڑا معتبر راوی ہے اس سے بہت سے حالات
ہمیں معلوم ہوئے ہیں۔ یزیدیت کا نامہ نگار ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میں نے عورت کو
دیکھا کہ سرخ چادر اوڑھے ہوئے ہے' وہ خیمہ میں گھسی اور پھر باہر نکل آئی' اندر داخل
ہوئی پھر نکل آئی' اندر گئی پھر نکل آئی' سرخ چادر پہنے ہوئے...... مدینے میں امام سجادؑ
سے پوچھا:

"مولاؑ! وہ سرخ چادر پہننے والی عورت کون تھی؟"

کہا:

"پوچھنے والے تو نے میرا کلیجہ کاٹ دیا ہے۔"

کہا:

"کوئی خطا ہو گئی ہے......؟"

کہا:

"وہ میری زینبؑ تھیں' پھوپھی زینبؑ تھیں' میری پھوپھی
زینبؑ تھیں۔"

کہا:

"مولاؑ! شکایت نہ ہو تو ایک بات کہوں' یہ عاشورہ کے دن سرخ

چادر کیوں اوڑھی؟"

کہا:

"چادر تو سفید تھی' مگر جب علی اکبرؑ کے لاشے پر گری' نوجوان
خون کے داغوں سے ساری چادر رنگین ہو گئی۔"

بس آخری دو جملے...... زینبؑ سجادؑ کے پیچھے بیمار کو اٹھانے' تو سکینہؑ خیمے سے نکل گئی۔ دامن میں آگ لگی ہوئی...... حالت یہ کہ دامن میں آگ لگی ہوئی' کرتے میں آگ لگی ہوئی اور دوڑتی جا رہی ہے اور کہتی جا رہی ہے:

"چچا عباسؑ! میری مدد کیجئے' چچا عباسؑ میری مدد کیجئے' چچا
عباسؑ......!"

حمید کہتا ہے کہ جب میں نے سکینہؑ کی یہ حالت دیکھی تو پیچھے چلا' وہ مجھ کو دیکھ کر ڈر گئی اور بھاگنے لگی۔ وہ جوں جوں بھاگتی جاتی تھی دامن پہ لگی آگ تیز ہو جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی:

"یا چچا عباسؑ ...... یا چچا عباسؑ ......"

حمید کہتا ہے جب میں قریب گیا تو گر گئی۔ میں نے اس کے کرتے کی آگ بجھانا چاہی' جب میں نے ہاتھ بڑھایا' تو اس نے کہا:

"میرے جسم پر ہاتھ نہ لگانا' میں سیدہؑ کی پوتی ہوں...... میں
سیدہؑ کی پوتی ہوں...... میں سیدہؑ کی پوتی ہوں...... میں سیدہؑ
کی پوتی......!"

اللھم صل علی محمد و آل محمدؐ

تیسری مجلس
ایمان
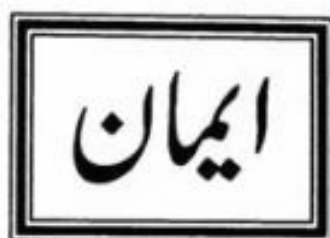
تیسری مجلس

ایمان

الا الذین کفروا وھم لایومنون

انا شرا طواب......

"بدترین مخلوق وہ ہے روئے زمین پر اللہ کے نزدیک جو کافر ہے
اور ایمان نہیں لاتی' بدترین مخلوق روئے زمین پر وہ ہے جو کفر
اختیار کرتی ہے اور ایمان نہیں لاتی۔"

معلوم ہوا کہ کفر حیوانیت سے بھی بدتر ہے اور درندگی سے برتر اور ایمان انسانیت کا ہدف ہے اور انسانیت کا شرف ہے' ایمان...... ہمارا موضوع ایمان ہے اور ایمان کا مصدر امن ہے' امان ہے' امانت ہے۔ جس کے معنی ہیں:

طمانیۃ النفس و زوال الخوف

"یعنی نفس کا اطمینان اور خوف کا زائل کر دینا۔"

یہ امن کے معنی ہیں۔ ایمان امن ہے:

طمانية النفس و زوال الخوف

"نفس کا اطمینان اور خوف کا زائل کر دینا۔"

گویا جب کوئی کہے کہ میں مومن ہوں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ میں صاحب اطمینان ہوں کہ آپ کو مجھ سے کوئی خوف اور خطرہ نہیں ہے۔ اگر کوئی ملک جو ہو سارے مومنین کا مرکز ہو جیسے ہمارا پاکستان کہ اس میں آٹھ کروڑ مومنین رہتے ہیں کہ اس سے کسی ہمسایہ ملک کو خطرہ نہیں ہو سکتا کیوں کہ ہم سب مومنین ہیں کہ اب جب یہ امن باب افعال میں آتا ہے تو اسلام تو یہ متعدی نفس کے ہوتا ہے تو اس وقت یہ معنی حفاظت کے ہوتے ہیں جیسے:

آمنت هو

"میں نے اس کو محفوظ کر دیا۔"

اور جب بے کے قلعے کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنی تصدیق کے ہوتے ہیں۔ جیسے:

آمنت بالله

"میں اللہ کے وجود اور وحدانیت کی تصدیق کرتا ہوں۔"

اور جب یہ ایمان کے سلسلے کے ہوں تو اس کے معنی اتحاد کے ہوتے ہیں جیسے کہ

"کیا ہم ان دو بشروں کا اتحاد کریں۔"

حالانکہ ہماری قوم خود اتحاد گزار ہے۔ تو ایمان کے معنی حفاظت کرنا' تصدیق کرنا' تائید کرنا اور اطاعت کرنے کے مفہوم میں ایمان ہے۔ تصدیق کرنا' اطاعت کرنا اور محفوظ کرنا اور شریعت میں ایمان کے معنی یہ تو لغت کے اعتبار سے......اور شریعت میں ایمان کے معنی ہیں:

التصديق بالجنان و اقرار باللسان و عمل بالاركان

شریعت میں اس کے معنی ہیں کہ ہم دل سے تصدیق کریں اور زبان سے

اقرار کریں اور عمل سے اظہار کریں۔ یہ ہیں ایمان کے معنی...... ایمان روح کائنات ہے اور کائنات کی ہر چیز کی اک غذا ہوتی ہے' اک روح ہوتی ہے۔ جس کو حاصل کرنے کے لئے وہ بے چین ہوتی ہے۔ نباتات کی غذا جمادات' حیوانات کی غذا نباتات...... اب انسان کے دو حصے ہیں ایک عقلانی' ایک جسمانی! جسمانی حصے کے پانچ اعضاء ہیں قوت لامسہ کی غذا نرم و نازک' قوت حسامہ کی غذا صدائے دل نشین ہے' قوت بصائر کی غذا روشنی اور حسین و جمیل منظر ہے' قوت شامہ کی غذا ئیت خوشبو ہے' قوت ذائقہ کی غذا لذیذ طعام ہے' دماغ کی غذا علم ہے' دل کی غذا محبت ہے اور روح کی غذا ایمان ہے جس کی تکمیل کا نام انسان ہے۔

تو یہ ہے ایمان روح کی غذا...... جب کسی کو غذا نہیں ملتی تو وہ اس کے لئے تڑپتا ہے' بے چین ہوتا ہے' مضطرب ہوتا ہے کیوں کہ غذا زندگی کا دوسرا نام ہے اور ہر ایک چیز اپنی زندگی کے لئے تڑپتی ہے اور پیاس بجھنے کے لئے بے چین ہوتی ہے اور ہر اضطراب سکون چاہتا ہے۔ اس دور میں یہ دو بدری' یہ مارا ماری' یہ توڑ پھوڑ' یہ نشہ بازی' یہ غشیات کا استعمال اس بات کی دلیل ہے کہ عصر حاضر کا انسان بے چین ہے' بے سکون ہے۔ جب غذا نہیں ملتی تو حواس میں انتشار ہو جاتا ہے۔

نوجوان نسل اور یہ مغربی ممالک کی آوارہ نسل "ہپی" جنہیں آپ کہتے ہیں۔ یہ در بدر مارے پھرتے ہیں' یہ کس چیز کی تلاش میں یہ وہاں سے مشرق میں آ رہے ہیں؟ یہاں کون سی چیز ہے؟ ان کے ملک میں کیا کچھ نہیں؟ ان کے ملک میں لذیذ ترین خوراک ہے' حسین ترین پوشاک ہے' سواری کے لئے کار...... آخر یہ ماجرا کیا ہے؟ یہ مسئلہ کیا ہے؟ یہ مجھ سے نہیں پروفیسر ٹائم بی سے پوچھئے' پروفیسر ہیڈ جیوٹ سے پوچھئے' ممڈون سے پوچھئے' مہسن سے پوچھئے' لارڈ اکن سے پوچھئے' لارڈ جنگ سے پوچھئے کہ یہ اضطراب کیوں ہے؟ تو وہ کہتے ہیں......

پروفیسر جیوٹ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

"آج کا انسان سائنس میں اتنی ترقی کر گیا ہے کہ چاہے تو پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دے' سمندروں کو پھاڑ دے' کائنات سرنگوں' قمر زیری کہکشاں سربجود ہے لیکن اس ترقی کے باوجود بھی اس کے اندر سکھ پیدا نہیں ہوا ہے بلکہ وہ اندر سے دکھی ہے۔ اگرچہ وہ اپنے آباؤ اجداد سے آگے بڑھ گیا لیکن روحانیت کے طور پر وہ نیچے گر گیا ہے۔ اس لئے ہمارا معاشرہ جہنم بن گیا ہے۔"

اور پروفیسر ممڈون لکھتے ہیں اپنی کتاب "Faith of Living" میں ......

لکھتے ہیں کہ

"ہم نے عصر حاضر میں نئی نسل پیدا کی ہے۔ عمدہ توانائی' خوبصورت بدن' جسم عالی' لیکن دل بالکل خالی...... یہ مہذب وحشی حیوانوں کی طرح سے زندگی گزارتے ہیں۔ کھاتے پیتے ہیں' شادی کرتے ہیں اور مر جاتے ہیں۔"

اس کے بعد پروفیسر "الفریڈ" اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

"اگر کوئی انسان چاہتا ہے کہ آج کا انسان کتنا پریشان ہے...... اور اس لئے پریشان ہے کہ اس کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس پر وہ ایمان لا سکے۔ تو آ کر دیکھیں پوری دنیا کا نظارہ کہ نوجوان مضطرب کیوں ہے......؟ اس لئے نہیں کہ کوئی چیز کم ہے بلکہ اس لئے کہ اس کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی کہ جس پر وہ ایمان لا سکے...... کوئی ایسی چیز نہیں ملتی کہ جس پر وہ ایمان لا سکے۔"

تو معلوم ہوا کہ دل کا اطمینان اور دل کا سکون...... نہ ہی ایجادات کی افراط میں ہے نہ ہی سائنسی ایجادات میں ہے' نہ دولت کی فراوانی میں ہے نہ عشرت کی ارزانی میں ہے' نہ سرمایہ حسن میں ہے نہ کاسہ جوانی میں ہے' نہ مال کے انبار میں ہے نہ دولت

کے خزانوں میں ہے' نہ پیمانوں کی دلکشی میں ہے نہ ے خانوں کی سرکشی میں ہے' نہ حکومت ہے نہ آن میں ہے' نہ شاہی میں ہے نہ شان میں ہے بلکہ ایمان ہے......!

(واہ' واہ' واہ...... سبحان اللہ' سبحان اللہ...... نعرۂ حیدری' یاعلیؑ)

ایمان ہی غل غلاں انداز مکاں ہے' ایمان ہی ملت کی روح رواں ہے' ایمان ہی زندگی کی نبض تقا ہے' ایمان ہی مفسر گردش دوراں ہے' ایمان ہی رشتہ کتاب زندگی ہے' ایمان ہی فرشتہ حساب بندگی ہے' ایمان ہی فرحت جان پر بت شرق ونظر ہے' ایمان ہی سرمہ بصیرت ضیائے بشر ہے' ایمان ہی رمز کائنات ہے' ایمان ہی روح اجتہاد ہے' ایمان ہی مصور شفاعت ہے' ایمان ہی مقرعے بسابط ہے' ایمان ہی چراغ حیات ہے اور ایمان ہی پروانہ نجات ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ ...... یاعلیؑ)

دنیا میں...... دنیا میں یہ تاریخی جملہ ہے' دنیا میں ایمان کے بغیر رہنا ایسے ہی ہے جیسے خلائی جہاز کے بغیر چاند کا سفر اور دوربین کا استعمال کئے بغیر نظر...... تو ایمان اصل ہے...... مگر ایمان کیا ہے......؟

اب ایمان کس سے پوچھیں......؟ اس کا سرمایہ علیؑ ......

(با آواز بلند نعرۂ صلواۃ!)

حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

الایمان علی اربع دعائم

''ایمان کے چار ستون ہیں۔''

۱. علی الصبر ۲. والیقین ۳. والعدل ۴. والجهاد

'' قلب ہے' یقین ہے' عدل ہے' جہاد ہے۔''

والصبر منها علی اربع شعب

اور صرف صبر کہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور نہ صبر کا مفہوم معلوم ہوتا اگر صابر اس کی وضاحت نہ کرتا۔ صبر کیا ہے......؟

والصبر منها علی اربع شعب

''صبر کی چار قسمیں ہیں۔''

الشوق والشفق والزهد والترقب

''شوق ہے' خوف ہے اور انتظار ہے۔''

اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ سارے پاکستان کے مومنین اس آئینے میں اپنی صورت دیکھ لیں کہ ہم میں ایمان ہے کہ نہیں:

فمن اشتاق الی الجنة سلاعن الشهوات ومن اشفق من النار اجتنب المحرمات

''جو جنت کا مشتاق ہے وہ خواہشوں کو دبائے۔ تکلیفوں سے گھری ہوئی ہے جنت' آسان نہیں ہے۔''

من اشفق من النار اجتنب المحرمات

''اور جو جہنم کی آگ سے ڈرتا ہے۔''

اگر آپ کو نار جہنم کا خوف ہے تو سن لیں' علیؑ کہتے ہیں:

اجتنب المحرمات

''وہ حرام چیزوں سے پرہیز کرے۔''

ومن زهد فی الدنیا استهان بالمصیبات

''اور جس نے دنیا سے منہ موڑ لیا' مصیبتیں ہلکی ہوگئیں۔''

ومن ارتقب الموت سارع الخیرات

''اور جس کی نگاہوں میں ہر دم ہر آن موت کھڑی ہوئی ہے' وہ نیک کام میں جلدی کرے گا' کہیں اجل نہ آ جائے' جلدی کام کرنے.....''

یہ ہے صبر.......!

والیقین منها علی اربع شعب

''اور یقین کی بھی چار قسمیں ہیں۔''

علی تبصرة الفطنة و تاول الحکمة و موعظة العبرة و سنة الاولین

اور یقین کا بھی کیا عرض کروں۔ جس نے غور وفکر سے کام لیا اس پر حکمت کے اسرار کھل گئے اور جس پر حکمت کے اسرار کھل گئے اس نے دوسروں کے اعمال سے عبرت حاصل کر لی اور جس نے دوسروں کے اعمال سے عبرت حاصل کی تو گویا اپنے پچھلے قافلوں میں شریک ہے۔ تو اب آپ بیٹھے یہاں ہیں۔ بیٹھے یہاں ہیں...... اور یقین ہے تو آپ پچھلے قافلوں میں شریک ہیں۔ (سبحان اللہ سبحان اللہ!)

آپ اگر ابراہیمؑ کے ساتھ ہیں تو نمرود کے مقابلے پر...... اگر موسیٰؑ کے ساتھ ہیں تو فرعون کے مقابلے پر...... اگر رسولؐ کے ساتھ ہیں تو ابوجہل کے مقابلے پر...... اگر حسینؑ کے ساتھ ہیں تو یزید کے مقابلے پر...... اب آپ کا سلسلہ مسلسل ہے۔ (باآواز بلند صلواۃ!)

والعدل منها علی اربع شعب

''عدل کی بھی چار قسمیں ہیں۔''

علی غائص الفهم

''جس نے فہم سے کام لیا۔''

و غور العلم

''وہ علم کی تہہ تک پہنچا' وہ صحیح فیصلہ کرتا ہے۔''

وزهرة الحکم ومن حلم لم یفرط فی امره

''اور جس تحمل و بردباری سے کام لیا اور کسی مسئلے کے سمجھنے میں کوتاہی نہیں کی۔''

وعاش فی الناس حمیداً

"وہ دنیا میں اچھی شہرت کے ساتھ زندہ رہے گا۔"

والجهاد منها علی اربع شعب علی الامر بالمعروف و النهی عن المنکر والصدق فی المواطن وشنان الفاسقین

"اور آخری چیز صبر ہو' یقین ہو اور مومن میں جہاد ہو۔ جہاد کے معنی یہ نہیں کہ دوسرے ملکوں پر تلوار لے کر حملہ کر دو۔ اس کے معنی کیا ہیں؟ اچھائیوں کا حکم ہے' برائیوں سے روکنا' ہر موقع پر سچ بولنا اور بدکرداروں سے نفرت کرنا۔ جس نے معروف کا حکم دیا' اس نے مومنین کی کمر مضبوط کی...... اور جس نے برائیوں سے روکا' اس نے کافروں کی ناک رگڑ دی اور جس نے ہر موقع پر سچ بولا' اس نے حق ایمان ادا کی...... جو دنیا میں بدکاروں سے نفرت کرتا ہے' خدا کے دشمنوں سے نفرت کرتا ہے اور اس کی نفرت ذاتی بنیاد پر نہیں ہوتی اللہ کے لئے ہوتی ہے۔"

وغضب اللہ له و ارضاه یوم القیامة

"تو قیامت کے دن اللہ اس کی وجہ سے بدکرداروں پر غضب ناک ہوگا اور اس کو خوش کرنے کی پوری کوشش کرے گا۔"

(آہا' آہا' آہا...... سبحان اللہ' سبحان اللہ...... واہ' واہ' واہ...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

مسئلہ یہ ہے کہ میں نے...... ارض کا ترجمہ میری سمجھ نہیں آیا۔ اللہ کوشش نہیں کرتا...... مطلب یہ کہ اتنا دے گا' اتنا دے گا کہ خوش ہو جائے گا۔ تو اب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہم سب پر واجب ہے۔ دیکھتے نہیں آپ...... ہر مسئلہ میں حکومت کے اقدامات نہ دیکھا کیجئے کہ حکومت کیا کر رہی ہے' اپنے فرائض محسوس

کیجئے کہ ہمارا فریضہ کیا ہے......؟

ہر مومن اور مسلمان پر یہ فرض ہے کہ برائیوں کو روکے اور اچھائیوں کی تعلیم کرے۔ اگر ایسا نہیں کرے گا' حضورؐ نے فرمایا ہے:

"جب کوئی برائی دیکھے زبان سے روکے' ہاتھ سے روکے' ورنہ کم از کم دل میں کراہت محسوس کرے اور یہ ایمان کا ادنیٰ ترین درجہ ہے۔"

اب آپ سمجھے نا! کہ اگر آپ برائیوں سے نہیں روکیں گے تو معاشرہ ڈوب جائے گا۔ یہی ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ حضورؐ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ایک منظر پیش کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"دیکھو! ایک کشتی ہے جس کے دو حصے ہیں' ایک اوپر والے (یہ خاص جملہ ہے) ایک نیچے والے...... نیچے والے پانی لینے کے لئے اوپر جاتے ہیں۔ اوپر والے کہتے ہیں جب تم پانی لیتے ہو تو ہمیں تکلیف ہوتی ہے' تو اوپر والے پانی نہیں دیتے تو نیچے والے کشتی میں سوراخ کرتے ہیں۔"

تو حضورؐ کہتے ہیں:

"اگر تم نے انہیں نہیں روکا تو نیچے والے بھی ڈوبیں گے اور اوپر والے بھی ڈوبیں گے۔"

آپ سمجھے نا...... تو پاکستان میں لوگوں کو سوچنا چاہئے...... امیروں کو کہ اگر یہ پانی روک لیں گے تو غریب جو ہیں وہ کشتی میں سوراخ کر دیں گے۔

(نعرہ حیدریؑ ...... یا علیؑ)

اب امر بالمعروف جب تک نہ ہو...... ایمانی معاشرہ پیدا نہیں ہوتا۔ ایمانی معاشرہ پیدا نہیں ہوتا...... یعنی ہمیں...... دیکھئے! اگر دس میں ہزار مومنین ہیں تو ایمانی

معاشرہ نہیں ہوتا' جب تک پورا ملک مسلمان نہ بن جائے تب تک ایمانی معاشرہ قائم نہیں ہوتا۔ دس بیس ہزار کے مومنین سے ایمانی معاشرے نہیں بلکہ سارا معاشرہ ایمانی ہو...... یعنی ہر ایک اپنے فرائض محسوس کرے۔ ہم حق تو چاہتے ہیں' فرض محسوس نہیں کرتے...... ہر ایک اپنے فرائض محسوس کرے کہ ہمارے فرائض کیا ہیں؟ اور مومنین کے مومنین پر حقوق کیا ہیں؟ جب تک آپ کو یہ معلوم نہیں ہو گا کہ مومن کے مومن پر حقوق کیا ہیں؟ اس وقت تک یہ ایمانی معاشرہ نہیں بنے گا۔ یہ زبان سے اسلام اسلامؑ ایمان ایمان کہنے سے کچھ نہیں ہوتا' اسلام آ بھی جائے تو فائدہ کیا......؟ اگر بارش چٹان پر پڑے تو سبزہ ہویدا ہو گا۔ پہلے زمین زرخیز کیجئے...... زمین زرخیز کیجئے پھر بارش کی تمنا کیجئے۔ تو اب ہمیں حقوق کا استعمال کیجئے...... یہ کہاں سے معلوم ہو گا؟ ایمان تو آپ کو معلوم ہو گیا' حقوق کہاں سے معلوم ہوں گے؟ حقوق کی وضاحت امام جعفر صادق علیہ السلام سے...... (صلواۃ!)

راوی معلّٰی بن خنیث امامؑ کے شاگرد خاص ہیں۔ آپؑ سے پوچھا:

"یا ابن رسول اللہؐ کہ مومن کے حقوق کیا ہیں......؟ مسلمان کے مسلمان پر حقوق کیا ہیں......؟"

توجہ...... توجہ رہے!

واضح رہے کہ میں مسلمان اور مومن ایک مفہوم میں بیان کر رہا ہوں' الگ نہیں...... آپ نے پوچھا:

"یا فرزند رسولؐ! مومن کے مومن پر حقوق کیا ہیں؟"

کہا:

"مومن کے مومن پر بہت حق ہیں' اگر ایک حق بھی ادا نہیں کیا تو اللہ کی ولایت اور اطاعت سے نکل جائے گا۔"

معلی بن خنیس نے کہا:

''فرزند رسولؐ! بتایئے......؟''

کہا:

''ہم ڈرتے ہیں کہ تم سنو گے اور عمل نہیں کرو گے۔''

کہا:

لا حول ولاقوۃ الا باللہ کہاای سرحق

''پہلا حق اور آسان......''

ان تحب لہ ماتحب لنفسک و تکرہ لہ ماتکرہ لنفسک

''سب سے آسان حق یہ ہے کہ جو تو اپنے لئے پسند کرے وہی تو اپنے برادر مومن کے لئے پسند کرے اور جو نہ اپنے لئے ناپسند کرے وہی اپنے برادر مومن کے لئے ناپسند کرے۔ یہ پہلا حق ہے۔''

والحق الثانی

''دوسرا حق۔''

''تو اپنے برادر مومن کی ناراضگی سے ڈر اور اس کی مرضیوں کو معلوم کر کہ اس کی خواہش کیا ہے؟''

''اور اس کے ہر حکم کو بجالا۔ اور حق ثالث کیا ہے؟''

''تو اس کی مدد کر اپنی جان سے' اپنے مال سے' اپنی زبان سے' اپنے ہاتھ سے' اپنے پیر سے اور حق رابع یہ ہے۔''

انت کوتا و عین ناھو و دلیل مھر ومن ماتا ھو

''تو اس کی آس بن کر حفاظت کر' رہنما بن کر ہاتھ پکڑ' آئینہ بن کر

حقیقت دکھا۔(آہا' آہا...... واہ واہ...... صلواۃ)

والحق الخامس

پھر سنو......

والحق الخامس

"تو اس وقت تک کھائے گا نہیں جب تک وہ بھوکا ہے' اس وقت تک پانی نہیں پئے گا جب تک وہ پیاسا ہے اور اس وقت تک لباس حاصل نہیں کرے گا جب تک وہ بے لباس ہے۔"

اور حق یہ ہے:

"اگر تیرے پاس کوئی نوکر ہو تو اپنے برادر مومن کے پاس بھیج۔"

"تا کہ وہ اس کا بستر لگائے۔"

"تا کہ اس کا کھانا تیار کرے اور اس کی خبر گیری کرے۔"

والحق السابع

"تو اس کی قسم کو سچ سمجھ۔"

من تجی دعوۃ هو

"اور اگر دعوت دے تو قبول کر۔"

"اگر مریض ہو تو عیادت کر۔"

"اور اگر مر جائے تو جنازے میں شراکت کر اور سنو۔"

"اے معلی! اگر تمہیں چہرے سے معلوم ہو کہ برادر مومن حاجت مند ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ زبان سے کہے' حاجت پوری کرے۔" (درود......!)

یہ ہیں مومن کے مومن پر حقوق...... (با آواز بلند نعرۂ صلواۃ)

عوام ابن تغلب راوی ہیں کہ میں امامؑ کے ساتھ طواف کعبہ کر رہا تھا جب

پانچویں طواف پر پہنچا تو ایک مسلمان نے اشارہ کیا۔ امامؑ نے کہا:

''یہ کیا اشارہ کرتا ہے؟''

کہا:

''یہ قرضہ چاہتا ہے۔''

کہا:

''چھوڑ کر چلا جا......''

سنتی طواف تھا' چھوڑ کر چلا جا...... کہا:

''طواف چھوڑ دوں۔''

کہا:

''ہاں! مومن کی عظمت جو ہے حرمت جو ہے۔ حرمت جو ہے

رسولؐ کہتے ہیں:

کعبے کی حرمت سے زیادہ ہے۔''

جلدی جا...... کہتے ہیں میں گیا' ضرورت پوری کی۔ دوسرے دن امامؑ کی

خدمت میں آیا...... میں نے کہا:

''مولا کل کے واقعہ سے بہت پریشان ہوں:

ما حق المومنین

مومنین کا حق کیا ہے......؟''

آپؑ نے فرمایا:

''اپنے مال سے آدھا دے دے۔''

مجھے بہت رنج ہوا' میرے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ امامؑ نے کہا:

''کیا تو نے قرآن میں حصار کرنے والوں کا ذکر نہیں پڑھا؟''

قرآن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور یہ عبیداللہ کی تعریف نہیں کی کہ وہ

اپنے نفسوں پر حصار کرتے ہیں۔ حالانکہ خود ضرورت مند ہوتے ہیں۔ کہا:

"میں نے ایک آیت پڑھی ہے' کیا تو نے آدھا مال دے دیا؟ تو
یہ ایمان کا کمال نہیں ہے جب تک تو آدھے مال میں سے بھی
اس کو اور بھی کچھ نہ دے دے تب تک تو کامل ایمان نہیں ہوگا۔"

(آہا' آہا...... واہ' واہ...... سبحان اللہ)

پھر شاگرد نے پوچھا:

"ایمان کی...... مومن کی حیثیت کیا ہے؟"

لماذا

کہا:

"نہیں بتایئے۔"

کہا:

"اگر مومن تیری جیب میں ہاتھ ڈالے' تجھے برا لگے گا۔"

کہا:

"ہاں!"

کہا:

لاشی ھذا

"پھر کچھ نہیں تو۔"

کہا:

"مولا! ہم تو تباہ ہو گئے۔"

کہا:

"نہیں۔"

"کیوں کہ ابھی تمہاری عقل میں ایمان پختہ نہیں ہوا' اس لئے یہ

حالت ہے۔"

تو مومنین جو ایمانی معاشرہ ہوتا ہے اس میں ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں' شادی اور غمی میں حصے دار ہوتے ہیں۔ ہمیں پاکستان میں ایمانی معاشرہ بنانا ہے نا...... تو ایک دوسرے کے شادی اور غمی میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک غم زدہ ہوتا ہے تو ہزاروں غمگسار ہوتے ہیں' ایک اشک بار ہوتا ہے تو ہزاروں رومال اس کے آنسو پونچھتے ہیں' ایک بیمار ہوتا ہے تو ہزاروں تیماردار اور ڈاکٹر اس کی تیمارداری کرتے ہیں' ایک بھوکا ہوتا ہے تو ہزاروں دسترخوان اس کے لئے بچ جاتے ہیں' ایک کی جیب خالی ہوتی ہے تو ہزاروں جیبیں اس کے لئے منتظر ہو جاتی ہیں' ایک ضعیف ہوتا ہے تو ہزاروں مومن اس کے دست بازو بن جاتے ہیں' ایک یتیم ہوتا ہے تو ہزار ہاتھ اس کی سرپرستی کرتے ہیں...... یہ معاشرہ جب بنے گا تو یہ ایمانی ہوگا' جنتی ہوگا۔ جس میں نہ فرقہ واریت ہوگی' نہ صوبائیت کا فساد ہوگا' نہ مقامی غیر مقامی کے جھگڑے ہوں گے۔ سب شیر و شکر ہوں گے' ایک ہی تسبیح کے دانے ہوں گے' سب جانے پہچانے ہوں گے...... ایک دوسرے کی محبت میں دیوانے ہوں گے...... الفت کا کوثر جو افضل ہوگا' محبت کی سرزمین رواں ہوں گی' فردوسی جلوؤں کی بارش ہو رہی ہوگی' بہشت کے ترانے گونج رہے ہوں گے' زندگی جواں' رواں دواں باسلمان' باایمان ہوگی اور غم اور خوف کٹ جائے گا' غم چھٹ جائے گا' دکھ بٹ جائے گا...... ایمان کا جذبہ ڈٹ جائے گا اور کفر کا کلیجہ پھٹ جائے گا۔ (سبحان اللہ' سبحان اللہ...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

اور آسمان سے رحمتیں نازل ہوں گی:

ولو ان اهل القرىٰ آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركت من السماء والارض

خدا کہہ رہا ہے...... خدا جھوٹ نہیں کہتا...... قرآن جھوٹ نہیں کہتا کہ اگر یہ مومنین ہوتے تو ہم آسمان سے زمین پر برکتیں نازل کرتے اور اگر چاہتے ہو کہ آسمان

سے بارشیں ہوں اور زمین سے خزانے نکلیں تو میں قسم کھاتا ہوں قرآن کی کہ یہ نکلیں گے اگر تم میں ایمان پیدا ہو جائے۔ ایمان لاؤ اور اس کے ساتھ ساتھ عظیم بھی ہو جاؤ۔ ہم آج نیم غلامانہ زندگی گزار رہے ہیں اور محسوس کر رہے ہیں کہ ہم اتنے آزاد نہیں جتنے ہونا چاہئے...... اتنے عظیم نہیں جتنا ہونا چاہئے۔ لیکن قرآن کہتا ہے:

و انتم الاعلون ان کنتم المومنین

"تم بلند رہو گے اگر صاحب ایمان ہو۔"

یا کہہ دو کہ قرآن غلط ہے یا کہہ دو کہ ہم غلط ہیں۔ قرآن غلط نہیں...... معلوم ہوا کہ ہم بلند اس لئے نہیں کہ ہم میں ایمان نہیں...... ہم میں ایمان نہیں......

تو اگر آپ ایمان لے آئیں تو آپ عظیم ہو جائیں۔ پاکستانی کہتے ہیں کہ ہماری تعداد تو نو کروڑ ہے اور دوسرے ہمسایہ تو بہت تعداد والے ہیں۔ ہم کیسے عظیم ہو جائیں گے؟ میں کہتا ہوں کہ آپ کی تعداد نو کروڑ ہے۔ مان لیجئے! آٹھ کروڑ اس میں مومنین ہیں' آٹھ کروڑ مسلمان ہیں۔ مومنین ہیں تو آپ آٹھ کروڑ نہیں ہیں۔ آپ کہتے ہیں گورنمنٹ آف پاکستان کے محاسب و کتاب سے بات کروں میں...... میں گورنمنٹ آف پاکستان کو دیکھوں یا قرآن کو دیکھوں؟ (واہ' واہ...... سبحان اللہ' سبحان اللہ)

یا یھا النبی حرض المومنین علی القتال ان یکن منکم

"اے نبیؐ! مومنوں کو کتاب پر آمادہ کیجئے۔ اگر یہ بیس ہوں گے تو دو سو پر غالب آ جائیں گے۔" (سبحان اللہ' سبحان اللہ)

تو ایک مومن دس کے مقابل پر ہوا۔ یہ تو قرآن کہہ رہا ہے میں نہیں کہہ رہا...... اگر تمہارے بیس ہوں گے تو دو سو پر غالب آ جائیں گے۔ تو ایک مومن دس کے مقابلے میں...... اب دس کو آٹھ کروڑ پر ضرب دیجئے تو اسی کروڑ...... ارے پاکستانیو! تم کتنے عظیم ہو تم اسی کروڑ کی طاقت رکھتے ہو۔ (واہ' واہ' واہ!)

ایمان لاؤ' ایمان لاؤ...... یہ تو میں نے آپ کو جیسے مریض کو آہستہ آہستہ تشفی

دی جاتی ہے ویسے میں نے آپ کو تسلی آمیز جملے کہے ہیں۔ کہیں اس پر مسرت سے کلیجہ پھٹ نہ جائے' میں نے آپ کی تعداد تو بتائی نہیں۔ یہ تو اسی کروڑ قرآن کے اعتبار سے تمہاری طاقت ہے۔ ابھی ایمان ابتدائی درجے میں ہے' لیکن ایمان...... کبھی ایمان...... کل ایمان سے حاصل ہو گا۔

(آہا' آہا' آہا...... سبحان اللہ' سبحان اللہ...... نعرۂ حیدری" یا علیؑ")

دیکھئے...... آج کی تقریر صرف پاکستانیوں کے لئے ہے ان میں ایمانی حرارت پیدا کرنا چاہتا ہوں اور کوئی مقصد نہیں' لیکن...... ابھی تو بتانا ہے کہ ابھی تو اسی کروڑ ہے۔ اصلاً آپ کی قوت کیا ہے......؟ یہ بتانا ہے۔ (آہا' آہا' آہا!)

خیبر...... یہ عبرانی لفظ ہے جس کے معنی "قلعہ مستحکم" کے ہیں۔ حضورؐ کے ساتھ سولہ سو صحابہ کرامؓ...... جس میں دو سو سوار اور باقی پیدل...... دیکھئے! ایمان کس طرح لڑتا ہے۔ ادھر یہودیوں کی تعداد تیس ہزار...... قبیلہ اسد عفان سے ان کا تعلق......

> "ہم خیبر آئے' ہم نے محاصرہ کیا اور ہماری پوزیشن بڑی نازک تھی۔ بیس دن بڑے کٹھن گزرے' اکیسویں دن حضورؐ نے فرمایا......"

دیکھئے! میں نے یہ الفاظ بدل کے کہے ہیں اس لئے یہ میری عادت ہے کہ میں جس کتاب سے پڑھتا ہوں اس کے الفاظ کہتا ہوں۔ یہ چونکہ صحیح بخاری شریف کے الفاظ ہیں نا...... تو ترتیب وہ رکھی ہے جو صحیح بخاری شریف میں ہے۔ یہ اس کی روایت ہے کہ

> "کل میں علم اس کو دوں گا جو غیور ہو گا اور اللہ اس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔" (واہ' واہ واہ!) اور وہ اللہ اور رسولؐ سے محبت کرتا ہو

گا اور اللہ اور رسولؐ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔"

(واہ واہ واہ...... نعرۂ صلوٰۃ!)

صورت حال نازک تھی جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے سنا کہ کل علَم ملے گا اور فتح بھی ہو گی۔ تو اس خوشخبری پر صحابہ کرامؓ بڑے بے چین رہے کہ دیکھیں کہ صبح کو ہم یہ خوشخبری سنتے ہیں اور ہمیں فتح حاصل ہوتی ہے تو رات بھر انتظار کی کیفیت رہی۔ صبح کو سب لوگ تشریف لائے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منتظر ہیں کہ خیمہ آسمانِ جناب و کہکشاں آفتاب روح رواں رسالت مآبؐ طلوع ہوا۔ ہاتھ میں علَم لئے ہوئے، حضورؐ نے نظر ڈالی اور پھر کہا:

این علیؑ

"علیؑ کہاں ہیں؟"

بقول علامہ شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے کہ علیؑ کو آشوب چشم تھا یعنی آنکھوں میں رمق تھا...... صحابہؓ کرام نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! علیؑ تو آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔"

"بھیجو کسی کو کہ فوراً وہ آئے......"

سلمٰی بن عقبہ دوڑتے ہوئے گئے، علیؑ کو لے کر آئے...... کہا:

یاعلیؑ کیف حالک

"اے علیؑ تمہارا حال کیا ہے؟"

کہا:

"آشوب چشم ہے، حضورؐ کا چہرہ دیکھ نہیں سکتا۔"

کہا:

"میرے قریب آؤ...... قریب آؤ۔"

حضورؐ نے سر زانو پر رکھا، لعاب دہن...... مگر نہیں شفاخانہ دہن کا آب زلال......

شفاخانہ دہن کا آب زلال انگشت رسالتؐ سے مس ہوتا ہوا چشم علیؑ میں پہنچا تو دیوار کعبہ کی طرح علیؑ کی آنکھ کھل گئی۔

(واہ واہ واہ...... سبحان اللہ' سبحان اللہ...... نعرۂ حیدری' یا علیؑ)

آنکھ کھل گئی۔ علیؑ کے چہرے کی سرخی دور ہوئی' رسولؐ کے چہرے پر سرخی آئی۔ حضورؐ نے علَم دیا۔ علیؑ نے علَم لیا۔ علیؑ اٹھے' کافروں کے دل بیٹھے...... علیؑ چلے' ایمان کے چراغ جلے...... ہر قدم شکست سنگ بدنی ہے' ہر دم پست رنگ اہمن ہے...... ہر سو تصدیق شان حریمی ہے...... چہرہ ہے کہ ولایت کی کرن...... رفتار ہے کہ دشمن کا چمن لوٹ رہی ہے...... تیور ہیں کہ کافر کی کمر ٹوٹ رہی ہے...... بپھرے ہوئے تیور ہیں...... بکھرے ہوئے صفدر ہیں...... بپھرے ہوئے حیدر ہیں۔ قدم اٹھائے ہوئے' علَم بڑھائے ہوئے' خیبر کے در پر نظر جمائے ہوئے...... علیؑ پہنچتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی فوج...... ظفر در موج ساتھ ساتھ ہے۔ نعرۂ تکبیر کا جوش و خروش ہے۔ اس قدر شور وغل ہوا کہ ابن یہود...... عالم یہود نکل آیا اور اس نے کہا...... نکل کر کہا:

من انتم انا علیؑ ابن طالبؑ

کہا:

''میں علیؑ ابن طالبؑ ہوں۔''

تو اس نے پلٹ کر کہا:

''تم غالب ہوئے موسیٰؑ کی توریت کی قسم! تم مغلوب ہوئے موسیٰؑ کی توریت کی قسم' تم ہار گئے......''

علامہ شاہ عبدالحق دہلوی لکھتے ہیں:......

توریت میں بچپن علیؑ پڑھ لیا تھا' قرآن نے سچ کہا...... توریت میں بھی ہے' انجیل میں بھی ہے۔ اب چھپانے سے فائدہ......! وقت کم ہو گیا لہٰذا اب تقریر مختصر...... علیؑ گئے' مرحب کو کاٹا...... اس کے بعد جنگ شروع ہوئی۔ علیؑ سے سپاہ چھوٹی اور پھر

قلعہ خیبر میں ہاتھ ڈالا اور قلعہ خیبر کو اکھاڑا۔ بخاری میں ہے قلعہ علی باب الخیبر ...... اور خیبر کا دروازہ علیؑ نے اکھاڑا اور ستر آدمی بھی اس کو جنبش نہیں دے سکتے تھے۔ تو معلوم ہوا جب ایمان کمال کو پہنچتا ہے تو ایک آدمی میں ستر کی قوت ہوتی ہے۔

(آہا' آہا' آہا...... سبحان اللہ' سبحان اللہ!)

اب آپ سمجھے...... ستر کو آٹھ کروڑ پر ذرا ضرب دیجئے...... تو پانچ ارب ساٹھ کروڑ پاکستانیوں کی قوت ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ ...... یا علیؑ)

آپ کہیں کیسے ہو جائے گی؟ میں کہوں گا کوشش کیجئے اور علامہ اقبال کی دعا بھی تو ہے۔

جنہیں نانِ جویں بخشی ہے تو نے
انہیں بازوئے حیدرؑ بھی عطا کر

اور یہ کیا ہوا؟ کیسے ہوا؟ علیؑ میں طاقت کیوں آئی؟ کیوں کہ حب رسولؐ...... آ گئے ہم منزل پر اپنے...... بس ختم ہو چکا...... حب رسولؐ ...... کیوں کہ حدیث میں ہے' رسولؐ سے محبت کرو اور حضورؐ فرماتے ہیں:

''اللہ سے محبت کرو کیوں کہ وہ رزق دیتا ہے۔''

و حبنی بحب اللہ

''اور مجھ سے محبت کرو' اللہ کی محبت کے پیچھے!''

''میرے اہل بیتؑ سے محبت کرو' میری محبت کی وجہ سے......
میرے اہل بیتؑ کا خیال کرو۔''

اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ ایک بار میں حضورؐ کے پاس ایک رات گیا:

حضورؐ نکلے ایسے کہ چادر اوڑھے تھے کہ میں پہچان نہیں سکا کہ اس کے اندر کیا ہے۔ میں نے بات کی' بات پوری ہوئی تو میں نے کہا:

''یا رسول اللہؐ! اس میں کیا ہے؟''

رسولؐ نے چادر ہٹادی:

""حسنؑ و حسینؑ ......"

کہا:

""اسامہ!

ھذا ابنای

یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔

ابنا ابنتی

یہ میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔

انی احبھم

میں ان کو محبت کرتا ہوں

بارالہا! تو ان سے محبت کر...... اور جو ان سے محبت کرے ان سے

تو بھی محبت کر۔"

اس میں آپ بھی شریک ہو گئے...... اب آپ کہیں گے کہ یہ تو دعا ہے۔ پتہ نہیں دعا دینے سے بھول جاتی ہے۔ پتہ نہیں ترمذی شریف کی حدیث ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

حسینؑ منی و انا من الحسینؑ احب اللہ مامن احب

حسینا

""حسینؑ مجھ سے اور میں حسینؑ سے ہوں۔ اللہ اس سے محبت کرتا

ہے جو حسینؑ سے محبت کرتا ہے۔"

اب جب ہم اتنی محبت کر رہے ہیں حسینؑ سے رسولؐ کی وجہ سے تو رسولؐ کتنی محبت کرتے ہوں گے۔ ام الفضل بنت حارث کہتی ہیں کہ

""یا ل اللہؐ میں نے خوا میں دیکھا ہے۔"

کہا:

"کیا دیکھا ہے......؟"

کہا:

"میں نے دیکھا ایک ٹکڑا علیحدہ کیا گیا ہے آپؐ کے جسم کا......

خواب برا ہے۔"

کہا:

"نہیں خواب اچھا ہے۔ میری بیٹی کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا' تو پالے

گی۔"

پھر کہا:

"جب حسینؑ پیدا ہوئے تو میں نے آغوش میں رکھ دیا' میں کام

سے گئی...... آ کر دیکھا حضورؐ رو رہے ہیں۔"

کہا:

"ابھی ابھی جبرائیلؑ اترے ہیں اور (کہا کہ) میرا بیٹا قتل کیا

جائے گا اور خاک دے کر گئے ہیں۔"

ابھی حسینؑ زندہ ہے نا! اس کو...... حسینؑ مرے نہیں اور ام سلمیٰؓ ...... راوی

کہتا ہے کہ میں ام سلمیٰؓ کے گھر گیا' دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں:

ما عا ابکی

"کیوں رو رہی ہو......؟"

"میں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ کا رسولؐ آیا ہے اور سر پر

داڑھی میں خاک پڑی ہوئی ہے۔"

خاک پڑی ہوئی ہے...... میں نے کہا:

"یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟"

کہا کہ

"میں حسینؑ کے مقتل سے آ رہا ہوں۔"

حیوان کو بھی مارنا ہو تو کبھی رخساروں پر نہ مارنا...... میں مصائب نہیں پڑھ رہا۔
علیؑ کہہ رہے ہیں کہ دیکھو حیوان کے منہ پر بھی نہ مارنا۔ ایک کنیز آئی' کہا:

"یا رسول اللہؐ! میرے آقا نے مجھے مارا ہے۔"

حضورؐ نے کنیز کا ہاتھ پکڑا اور اس کے آقا کے پاس گئے۔ کہا:

"تو نے کیوں مارا؟ اس کے رخساروں پر کیوں مارا؟"

کہا:

"یا رسول اللہؐ! اب آپؐ آ گئے تو آزاد کر دیا۔"

کہا:

"دیکھو کنیزوں کے رخساروں پر نہیں مارتے۔"

اب کیا میں رسول اللہؐ کو لے جاؤں کربلا...... اور کہوں کہ یہ آپؐ کی پوتی سکینہؑ ہے...... جس پر طمانچوں پہ طمانچے پڑ رہے ہیں' آپؐ کہتے ہیں طمانچے نہ مارا کرو کنیزوں کے......

اور دوستو!

شامِ غریباں آ گئی...... مومن کا حق یہ ہے کہ اگر مریض ہو تو عیادت کرے۔ ارے سجادؑ مریض ہے...... عیادت کرو اور مومن کا حق یہ ہے کہ اگر مومن مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ اس کی نماز جنازہ پڑھیں...... لیکن حسینؑ کی نماز جنازہ کس طرح پڑھی جا رہی ہے۔ گھوڑوں کی نعل بندی ہو رہی ہے' گھوڑے چل رہے ہیں......
زینبؑ نے فضہؓ سے کہا:

"یہ گھوڑے کیوں چل رہے ہیں؟"

کہا:

"آپؑ کے بھائی کی لاش پامال ہوئے جا رہی ہے۔"

کہا:

"کیوں......؟"

کہا:

"آپؑ کا قبیلہ نہیں آپؑ کے رشتے دار نہیں......"

تو نجف کی طرف منہ کیا......مدینے کی طرف......کہا:

"یا رسول اللہؐ! آیئے......اور میرے بھائی کو بچایئے۔"

بس آخری جملے......آخری جملے......آخری جملے......

دوستو!

مومن کا حق یہ ہے کہ جب تک وہ پیاسا ہو پانی نہ پیئے......اگر پانی پی لیا تو حق ایمان سے علیحدہ ہے۔ حسینؑ بھی پیاسا ہے...... اہل بیتؑ بھی پیاسے ہیں اور قریب میں نہر فرات بھی بہہ رہی تھی۔

ساری زندگی سجادؑ تڑپتا رہا' جب بھی پانی آتا تھا تو کہتے تھے یا ابن رسول اللہؐ! کیسے پیئوں......؟ اب شامِ غریباں میں پانی آ رہا ہے۔ حُر کی زوجہ لے کر آ رہی ہے جناب زینبؑ کو پانی دیا۔ پانی آیا...... زینبؑ کے دل پر جو گزری اس کو چھوڑیئے......اس کو چھوڑ دیجئے۔ زینبؑ نے بچوں سے کہا:

"آؤ بچو! پانی آ گیا۔"

بچے دوڑتے ہوئے آئے کہ چچا عباسؑ آ گئے......کہا پانی آیا......بچوں نے کوزے پکڑے......کہا:

"نہیں جو سب سے چھوٹا ہوگا اس کو پہلے ملے گا۔"

سکینہؑ نے کوزہ پکڑا، پانی لیا...... پانی دیکھا اور ایک مرتبہ مقتل کی طرف چلی۔

زینبؑ نے آواز دی...... کہا:

"بیٹی کہاں جارہی ہے؟"

کہا:

"جو سب سے چھوٹا ہو اس کو پانی پلانے جارہی ہوں جو سب سے چھوٹا ہے اس کو پانی پلانے جارہی ہوں۔"

❁ ❁ ❁

چوتھی مجلس

عقیدے کا سورج

چوتھی مجلس
عقیدے کا سورج

عقیدے کے بغیر نہ دنیا میں اصلاح و سیادت ہے' نہ آخرت میں فلاح و نجات...... وہی قومیں اور افراد کامیاب ہیں جن کے دماغ کے پیچھے عقیدے کا سورج چمک رہا ہے۔ انسان کو جو چیز لینے سے روکتی ہے وہ خوف وظلم ہے۔ اس وقت میرے سامنے جو مجمع ہے اس میں بے شمار ایسے ہیں جن کو خوف ہوگا' بیماری کا خوف ہو' افلاس کا خوف ہو' تنزل کا خوف ہو' کچھ ہو جانے کا خوف ہو' عزیز کے بچھڑ جانے کا خوف ہو یا ان کے جانے کا خوف ہو' امارت کے جانے کا خوف ہو یا ان کے کھو جانے کا خوف ہو۔ بہر حال بہت سے خوف ہیں جو انسان کو اپنے آہنی پنجوں میں جکڑے رہتے ہیں اور اس کے بجائے کہ وہ دنیائے تخت و تاج میں قدم رکھے' خوف کی کوٹھڑی میں سہما ہوا پڑا رہتا ہے۔ تو عقیدے کی منزل جو ہے' وہ یقین ہے۔ جب وہ فرقے کے خوف دبا رہے ہیں تو وہ عقیدے کا عصاء تھام لے وہ جو صاف عقیدت رکھی ہے' وہ عصائے موسیٰ کی طرح ملے اور وہ جو پریشانیاں ہیں' عقیدے کے خلاف آتے ہی سب نابود ہو جائیں گی۔ تو عقیدہ ایسی چیز ہے...... عقیدہ آدمی میں جرات' سعادت' ادب' استقامت'

دلیری' جرات' بہادری اور مردانگی پیدا کرتے ہیں۔

اب یہیں سے آپ کے سامنے ابھی جو فرعون کے پاس آئے کہ

''اگر ہم موسیٰ پر غالب آ گئے تو ہمیں کچھ اجر ملے گا کہ نہیں۔''

تو فرعون نے کہا:

''ہاں ہاں تم ہمارے مقرب ہو۔''

تو تقرب شاہی کی تمنا اس لئے ہوتی ہے' حکومت کے قریب انسان اس لئے جاتا ہے کہ وہ اس کے ظلم وستم سے محفوظ رہ سکے اور اس کے انعام و اکرام سے محظوظ ہو سکے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تقرب شاہی ڈھونڈتا ہے۔ چنانچہ حدئی کی روایت کے مطابق ۱۵ ہزار اور اسلام کی روایت کے مطابق ۷۰ ہزار اور قلبی کی روایت کے مطابق ۷۲ جادوگر ساز و سامان کے ساتھ آ گئے۔ فلک نے ایسا منظر نہیں دیکھا ہوگا کہ ایک طرف فرعون اراکین سلطنت...... ایام حکومت ذری کمر' ذری قمر غلاموں کے ساتھ تخت پر عظمت و جلال پر جلوہ فرما ہیں اور دوسری طرف پرے جمائے ہوئے شاہی اشارے کے منتظر کھڑے ہیں اور پوری رعایا دم بخود ہو کر حق و باطل کے معرکے انجام کی طرف متوجہ ہے۔ ایک طرف فرعون جاہ و جلال سلطانی کے ساتھ...... ایک طرف موسیٰ جاہ و جلال ایمانی کے ساتھ' ایک طرف فرعون مادی جاہ و جبروت کے ساتھ...... ایک طرف موسیٰ روحانی فقر لاحوت کے ساتھ' ایک طرف جلالت الٰہی کا اثر...... ایک طرف مزاج شاہی کی تاثیر اور ایک طرف دہشت کہ کون غالب آتا ہے اور کون مغلوب؟ ساری کیفیت حزم حرمت تھی...... ادھر ساحروں نے بڑھ کر کہا موسیٰ سے کہ

''آپ پہل کریں گے کہ ہم پہل کریں؟''

کہا کہ

''پہل تم کرو کہ پہل ہمیشہ کفر کرتا ہے کہ برباد رہے کہ پھر ایمان وار کرتا ہے کہ یاد رہے۔'' (نعرۂ حیدریؑ)

ساحروں نے اپنی رسیاں اور اپنی لکڑیاں جو ہیں متحرک کیں، وہ سانپ کی طرح دکھائی دے رہی تھیں۔ الفاظ یہ آتے ہیں کہ موسیٰ کو اپنے دل میں خوف پیدا ہوا۔ لکھتے ہیں کہ ان لاٹھیوں کو ان رسیوں کو سانپ بنتے ہوئے دیکھا تو موسیٰ نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا، لیکن حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ

"اللہ کے ولی نہ ڈرتے ہیں نہ خوف زدہ ہوتے ہیں۔"

تو بات یہ نہیں تھی کہ موسیٰ اس لئے خوف زدہ تھے کہ پبلک ان کی رسیوں اور سانپوں کی وجہ سے گمراہ نہ ہو جائے۔ انہیں اپنی جان کا کوئی خطرہ نہ تھا بلکہ پبلک کے بے ایمان ہو جانے کا خطرہ تھا۔ اس کے بعد جناب موسیٰ کو حکم الٰہی ہوا کہ گھبراؤ نہیں تم ہی اعلیٰ رہو گے۔

منزل کا دیا کعبہ کے چراغ کو غل نہیں کر سکتا
اور آشیانوں کی کثرت برق کو دھکا نہیں سکتی

تم ڈال تو اپنا عصا...... موسیٰ نے اپنا عصا ڈال دیا۔ عصا یونہی گیا، اللہ اللہ ساری کائنات کے انداز ادھر فرعون کی پیشانی پر پسینے، ادھر کرشمہ قدرت کے کرشمے...... ہلچل مچ گئی۔ لوگ بدحواس ہو کر ادھر سے ادھر چلے گئے اور یہاں پر علامہ رازی لکھتے ہیں کہ جادوگروں نے سجدہ کیوں کیا؟ کہا بات ہے کہ وہ عالم تھے، وہ عالم تھے یہ جہالت جو ہے وہ حق کے درمیان حائل ہوتی ہے علم نہیں...... وہ عالم تھے کہ ہزاروں سال جادوگری کا کام کرتے رہے، اس میں کبھی جیتے کبھی ہارے، لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ جادو کے ساز و سامان کو کوئی نگل لے اور عصا اژدھا بن جائے اور سب کو نگل کر پھر مختصر سا عصا بن جائے:

"تو جسموں کے بدلنے کو استدلال میں لا کر یہ کہا، یہ کام صرف خدا کا ہو گا اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔"

اب علامہ رازی لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم موسیٰ اور ہارونؑ کے خدا پر

ایمان لائے۔ تو یہ کیوں نہیں کہا کہ ہم اللہ پر ایمان لائے۔ تو لکھتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ

"اللہ کی معرفت ہو ہی نہیں سکتی کہ جب تک کوئی امام نہ ہو۔ بغیر امام کے اللہ کی معرفت نہیں ہو سکتی۔"

تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ بنیادی جز جو اسلام ہے وہ نبوت ہے' کیوں کہ اللہ برائے راست کبھی نہیں دیتا ہمیشہ واسطے سے دیتا ہے۔ اس کا آفتاب فیض چمکتا' تو کسی رابطہ سے...... اس کا ابر کرم برستا ہے تو کسی ضابطہ سے...... اس کو عطا کرتا ہے تو کسی حیلے سے...... وہ جود و عطا کرتا ہے تو کسی وسیلے سے...... (نعرۂ صلوٰۃ)

اللہ نور السموات والارض

"اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔"

لیکن آپ بتائیے کہ آپ نے کب اللہ کے نور کو بالواسطہ دیکھا۔ جب بھی نور الٰہی کے قافلے چلے' در و چشم پوش کو اڑاتے ہوئے چلے...... جب بھی حسن ستم کی سواری آئی' پردہ ڈالے ہوئے' کبھی آفتاب کی صورت میں' کبھی دن کی دھوپ میں' کبھی مہتاب کے روپ میں...... ستاروں کی ضو میں' کبھی چراغوں کی لو میں' کبھی جیلہ کے پردوں میں' کبھی برکت ظل کی لو میں...... اسی طرح اللہ جو ہے وہ خلاق ہے' مگر اس کی خلاقیت کبھی دکھائی نہیں دے گی' کبھی سارے دریا کی شکل میں' کبھی ارض کی شکل میں' کبھی بیضہ مرغ کے لباس میں' کبھی سند و فکر کی حیرت میں' کبھی رہنما کی حیثیت میں' کبھی جوز کی شکل میں' اللہ رؤف الرحیم ہے' رحمت والا ہے لیکن رحمت کبھی برائے راست نہیں دیکھیں گے جب دیکھیں گے تو کبھی باد و باراں کی صورت میں' کبھی ابر رواں کی شکل میں' کبھی چمکتی نہر' دکتی ہوا' مہکتی فضا' بکھیرتی دعا' طوس ہزاراں' دور بہاراں...... ہمیشہ اسی شکل میں دیکھیں گے...... تو معلوم ہوا کہ اللہ کی کوئی چیز بھی بالواسطہ نہیں آتی' بلکہ واسطے سے آتی ہے۔

رومانی میں اللہ نے ۵۳ جگہ کہا ہے' ہم رازق ہیں۔ لیکن پیمانہ رزق میکائیل کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ ہم قیامت لانے والے ہیں لیکن صور اسرافیل کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کہتا ہے ہم مارنے والے ہیں' لیکن قبضہ روح عزرائیلؑ کے ہاتھ میں ہے۔ کہا ہم لکھنے والے ہیں مگر لکھنے والے کرام کاتبین ہیں...... اللہ کہتا ہے ہم شاہد ہیں' لیکن شاہد کا منصب فرشتہ رحم کے ہاتھ...... اللہ کہتا ہے کہ ہم قرآن بھیجنے والے ہیں لیکن قرآن لانے والا جبرائیلؑ ہے...... جو چیز بھی ملتی ہے وہ واسطے سے ملتی جاتی ہے' واسطے سے ملتی جاتی ہے تو پھر...... ہم بھی بغیر واسطے سے خدا کی طرف نہیں جا سکتے۔ یعنی عجیب بات ہے جب ہم تغافل کریں تو اعتراض ہوتا ہے۔ تو حکم ہوتا ہے کہ توسل کیوں کرتے ہیں؟ ہم تو محتاج ہیں...... ہم محتاج ہیں' اللہ اپنی کوئی چیز نہیں بھیجتا بغیر واسطے کے...... تو جس طرح کائنات پر فیض ابر کی صورت میں' کبھی ماہتاب کی صورت میں' کبھی آفتاب کی صورت میں جب زمین پر جگمگا اٹھتا ہے۔ اللہ کی ہدایت آتا ہے' کبھی نور بن کر' کبھی تدبیر بن کر' کبھی شیر بن کر' کبھی سراج منیر بن کر...... یہی نور کبھی کوہ طور پر موسیٰؑ ہو گیا' کوہ زیتون پر عیسیٰؑ ہو گیا' سفینہ نوحؑ میں یکتا ہو گیا' بساط سلیمانیؑ میں قوت ہو گیا' غار حرا میں حقیقت ہو گیا' عرش منبر پر اولیٰ ہو گیا' فرش منبر پر مولیٰ ہو گیا۔ (نعرۂ حیدریؑ)

تو ہم نبیؐ کو واسطہ بناتے ہیں۔ اسی لئے ہم نبیؐ کو واسطہ بناتے ہیں اور یہ ہم نہیں...... ہم سے پہلے صحیح بخاری میں پڑھنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کا مسلک کیا تھا؟

ابوہریرہ سے روایت ہے جب بیت پڑھتے تھے تو حضرت عمرؓ جناب عباسؓ کو لاتے تھے:

> ''اے بارالہا! پہلے ہم نبیؐ کے وسیلے سے دعا کرتے تھے اب نبیؐ نہیں ہے بلکہ اس کا چچا ہے اس کے ذریعے سے ہم تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ تو بارش برسا۔''

تو دعا ہوتی تھی اور اگر عباسؓ کا توسل جائز ہو سکتا ہے تو حسنینؑ کا توسل

جائز کیوں نہیں ہو سکتا؟ (نعرۂ حیدری)

ہم نبیؐ کو مانتے ہیں اور کسی کو نہیں مانتے' یہاں تک کہ ہم اللہ کو بھی نہیں جانتے' اہل بیتؓ کو بھی نہیں جانتے' صحابہ کرامؓ کو بھی نہیں جانتے' ہم صرف نبیؐ کو جانتے ہیں۔ وہ کہے گا اس پر ہم چلیں گے' جو وہ کرے گا اس کے ہم پابند ہیں' کسی اور کو ہم نہیں جانتے سوائے نبیؐ کے...... آپ کہتے ہیں آپ نے اللہ سے بھی رسولؐ کو بڑھا دیا۔ نہیں بھائی اللہ بہت بزرگ ہے...... رسولؐ بندہ ہے' وہ تو آقا ہے۔ بڑھانے کی بات ہی نہیں مسئلہ یہ ہے کہ صاحب دین میں نقطہ مرکزی...... اس کے بغیر رسولؐ آپ کی سمجھ میں نہیں آ سکتے اور اس کے بغیر دین بھی سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ اللہ کو آپ نے دیکھا ہے' آپ کے بزرگوں نے دیکھا ہے' صحابہ کرامؓ نے دیکھا' جناب آدمؑ نے دیکھا' جب نہیں دیکھا تو کیسے مان لیا کہ ہمارا رسولؐ کہتا ہے۔

اب یہ قرآن ہے...... کیا قرآن...... آپ نے یہ دیکھا ہے کہ یہ خواص ہیں' تو اصل سے ہیں' نجات ہے' ماحصل ہے' عدل ہے' تاکید ہے' تاخیر ہے' امر ہے' اجر ہے' تغلیب ہے' ترغیب ہے' جدل ہے وصل...... رسل ہے...... یہ دیکھ کر آپ ایمان لائے کہ اس لئے کہ رسول اللہؐ نے کہا...... ہم صرف رسولؐ کو مانتے ہیں' لیکن جب رسولؐ کہہ دے:

ماھم اصحابی

"یہ میرے اصحاب ہیں۔"

جب تک نہیں کہا ہم نے نہیں مانا' لیکن جب یہ کہا کہ میرے اصحاب ہیں۔ ان سے بغض رکھنا' گویا مجھ سے بغض رکھنا ہے۔ ان سے محبت رکھنا' گویا مجھ سے محبت کرنا ہے۔ تو ہم نے کاشانہ دل میں ان کی محبت کے چراغ جلا لئے اور صاف صاف کہہ دیا کہ

صحابہؓ وہ ہیں جو عرش پہ ہوں تو تاج زر نگار ہیں
زمین پہ ہوں تو گلشن بہار ہیں
مومنوں میں ہوں تو نسیم بہار ہیں
کافروں میں ہوں تو شمشیر آب دار ہیں
جو صحابہؓ سے محبت کرے وہ دیوانہ نہیں
اور جو ان سے نفرت کرے اس کا کہیں ٹھکانہ نہیں

(نعرۂ حیدریؑ ......صلواۃ)

ہم رسولؐ کو جانتے ہیں اور انہی کو مانتے ہیں۔ تو ہم ان کے کہنے پر کسی کی تعریف کریں گے ورنہ نہیں کریں گے' کیوں کہ آپ یہ سوچیں کوئی غزوات میں شریک ہے' جو ہر غزوہ میں شریک ہے لیکن ہم ان کے بارے میں بھی کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ان کی نیت کیا ہے؟ جب تک نیت معلوم نہ ہو' عمل کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے' حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

قال قل اللہ فی یرید اسلام فا ھذا من اھل النار

''ایک شخص کو حضورؐ نے دیکھا جو اسلام کا دعویٰ کر رہا تھا۔ کہا یہ جہنمی ہے۔''

یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے۔ یہ جہنمی ہے...... اس کے بعد جب اس نے جنگ کی تو صحابہ کرامؓ آئے اور کہا:

''آج کے دن تو اس نے بڑی جنگ کی۔''

حضورؐ نے فرمایا:

قال ان یوتاب

''جہنمی ہے۔''

تو بعض صحابہ کرامؓ اس کے خیمے میں گئے۔ وہ مرا نہیں تھا' اپنی رگ کاٹ رہا

تھا یعنی خودکشی کر رہا تھا۔ تو صحابہ کرامؓ نے چیخ کر کہا:

صدق رسول اللہ

''رسولؐ نے سچ کہا کہ جہنمی ہے۔'' (صلوٰۃ)

تو ایک شخص لڑتا بھی ہے' جان بھی دے دیتا ہے' شہید بھی ہو جاتا ہے' پھر بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جنتی ہے یا جہنمی ہے۔ عمل عقل کے ماتحت ہونا چاہئے' ہر چیز سوچنے اور سمجھنے کی چیز ہوتی ہے۔ اس کو سوچئے اور سمجھئے اور پھر آگے چلئے۔ امان میں نابینا چلنے کا کوئی فائدہ نہیں' عقل سے چلئے' فکر سے چلئے۔ ہم علیؑ کی تعریف نہیں کرتے' آپ پھر وہی پرانی بات کہیں گے کہ اتنے غزوات میں شریک ہوئے۔ مجھے بھی معلوم ہے کہ بڑے غزوات میں شریک ہوئے۔ پھر اس سے کیا ہوتا ہے؟ لوگ جب شہید ہو گئے تب جہنمی ہیں' بیچ افق سے نکل آئیں' علیؑ کی ہم تعریف نہیں کریں گے کیوں کہ ان کی نیت کا حال ہمیں نہیں معلوم کیوں کہ وہ اللہ جانتا ہے یا اس کا رسولؐ...... لیکن جب رسولؐ نے کہہ دیا:

برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ

''اور کل ایمان اب کل کفر کے مقابلے میں جا رہا ہے۔''

اب ہماری نگاہیں نیچی ہو گئیں کہ ہم علیؑ کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے...... کچھ نہیں کہہ سکتے' اگر کہیں گے تو ایمان کو خطرہ ہے۔ تو تعریف اس وقت کریں گے جب رسولؐ کہہ دے اور ہماری شدت بڑھتی جاتی ہے کہ صرف رسولؐ پر ہی اکتفا نہیں اور بھی شہادت ہے' ایک لاکھ بیس ہزار کے مجمع سے رسول اللہؐ نے خطاب کیا:

من کنت مولاہ ھذا علی مولاہ

آپ جانتے ہیں کیا؟ ایک لاکھ بیس ہزار کے مجمع عام میں ہم نے تسلیم کیا کہ رسول اللہؐ نے کہا...... لیکن سنا کس سے؟ اب آپ آیئے ریاض النظرہ میں' بہت مشہور کتاب اہل سنت ہے تو فرماتے ہیں کہ دو صحابی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

آئے اور کہتے ہیں:

''اے عمرؓ! اقض بیننا ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے۔''

بیٹھے ہوئے تھے:

''اے ابوالحسنؑ! آپ فیصلہ کیجئے۔''

ایک صحابی اٹھ کھڑا ہوا اور کہا:

''کیا یہ فیصلہ کرے گا؟''

باالفاظ روایت حضرت عمرؓ اپنی جگہ سے بھاگ کر گئے اور اس کا گریبان پکڑا

اور دھکا دیا:

اتعرف ھذا

اور جھڑکیوں سے نوازا:

''تو جانتا ہے یہ کون ہے؟'' (نعرۂ حیدریؑ)

ان ھذا مولای و مولی کل مومن و مومنة

''یہ میرا بھی مولاؑ ہے اور ہر مومن و مومنات کا بھی مولاؑ ہے۔''

(نعرۂ حیدریؑ)

اب ہمارے یقین میں اضافہ ہوا کہ رسولؐ نے بھی کہا اور حضرت عمرؓ نے بھی گواہی دی۔ تب جا کر ہم علیؑ کی تصدیق کرتے ہیں یونہی نہیں کرتے۔ رسولؐ نے فرمایا:

انا مدینة العلم و علی بابھا

''میں شہر علم ہوں علیؑ اس کا دروازہ......''

بھئی! احادیث بہت سی ہیں پتہ نہیں صحیح یا غلط...... بھئی ہم تو محتاط ہیں۔ ہر چیز جستجو، تفتیش، تہذیب، اس کے بغیر آگے نہیں بڑھیں گے۔ یہ حدیث کہاں لکھی ہے کہاں نہیں لکھی ہے جو میں نے دیکھا ہے وہ بتاتا ہوں کہ امام الحسن احمد بن محمد (۴۰ ہجری) مناقب میں لکھا ہے، امام موسیٰ ترمذی التوست (۹۳ ہجری) اپنی کتاب جامع الصحیح میں

لکھا' امام سویٰ نے اپنی کتاب تہذیب آثار میں لکھا اور حافظ احمد عبداللہ حزبامی (۴۳۰ ہجری) میں معارف الصحابہ میں لکھا اور حافظ ابا عمر عبدالبر رقدسی (۴۶۳ ہجری) اپنی کتاب میں لکھا اور حافظ احمد الشافی اکملی التوسیہ (۴۹۴ ہجری) اپنی کتاب ریاض النظرہ اور اسلام ابراہیم الطبیبی التوسۃ (۴۲۲ ہجری) فرازالسمطین اور شہاب الدین ابن الجراسانی (۴۵۲ ہجری) اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں لکھا اور حافظ جلد ابن سوطی التوسہ (۹۱۱ ہجری) اپنی کتاب جال جیفر میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔(نعرۂ حیدریؑ ......نعرۂ صلواۃؑ)

ہم تو بغیر سند کے آگے چلتے ہی نہیں۔ حضورؐ کس کے قریب ہیں' کس سے دور ہیں؟ تو پھر ہمارا فرض ہے بحیثیت مسلمان کہ جو رسولؐ کا انداز ہے وہی اختیار کریں۔ رسولؐ......ایک نبیؐ نے آ کر سب سے بڑا کام یہ کیا کہ حکومت قائم کی' بھائی چارہ......ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا۔ بھائی بنائیں یا نہ بنائیں' مسلمان اور اسلام کہا گیا کہ ہم بھائی بھائی ہیں اور ہمارا یہ ہمیشہ سے کہنا ہے کہ چاہے دیوبندی ہو' چاہے بریلوی ہو' چاہے اہلحدیث ہو' وہ سب ہمارے بھائی ہیں کیوں کہ کلمہ گو ہیں۔ کلمہ گو ایسا شیرازہ ہے جو سب کو پرو لیتا ہے لیکن حضورؐ نے خصوصی برادری بھی قائم کی۔ اجتماعی برادری میں تو سب آتے ہیں' خصوصی برادری قائم کی مہاجرین اور انصار کے درمیان......مہاجرین و انصار کے درمیان......خصوصی مواخذہ قائم کیا۔ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ کو بھائی بنایا زید بن حارثہؓ کا اور حضرت جعفر طیارؓ بھائی بنایا' معاذ بن جبلؓ کا اور حضرت ابوبکرؓ کو ابوصفاء حارثہ بن زیدؓ کا اور حضرت عمر ابن خطابؓ کو بھائی بنایا عثمان ابن مالکؓ کا اور حضرت عثمان بن عفانؓ کو بھائی بنایا قادر بن مطلقؓ کا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بھائی بنایا سعد بن ربیعؓ کا' حضرت ابوعبیدہ بن جرحؓ کو بھائی بنایا سعد بن معاذؓ کا اور حضرت طلحہ بن عبیدہ اللہؓ کو بھائی بنایا کعب بن مالکؓ کا اور حضرت زبیر بن عوامؓ کو بھائی بنایا سلمیٰ بن سامہؓ کا اور حضرت عمار یاسرؓ کا بھائی بنایا کوزہ

بن سیمائیؓ کو اور حرضت نزعؓ کا بھائی بنایا حضرت بن عبداللہ بن راحتؓ کو اور بلالؓ کا بھائی ابو ہریرہؓ کو مصعؓ بن اسامہؓ کا بھائی زید بن نذیر الحراریؓ کو اور اپنا بھائی علیؑ ابن ابی طالبؑ کو......اور اپنا بھائی اسداللہؑ ابن ابی طالبؑ کو بنایا۔ (نعرۂ حیدریؑ)

تو جناب مسئلہ یہ ہے کہ ہم سب بھائی بھائی ہیں' امان کے رشتے سے...... لیکن یہاں خصوصی برادری قائم کی گئی تو جس کو جس کا بھائی بنایا وہ اپنے بھائی کا ہر دم رہا' تو حضرت علیؑ کو رسول اللہؐ نے اپنا بھائی بنایا۔

انہوں نے جو بات کہی علیؑ نے فوراً مان لی۔ یہ نہیں کہا کہ شب ہجرت تم یہاں سو تو یہ نہیں کہا کہ میری جان فالتو ہے' میں تو ابھی نوجوان ہوں۔ آپ تو بوڑھے ہو چکے ہیں' آپ لیٹ جائیں' مجھے جوانی کی بہاریں دیکھنا ہیں۔ یہ کچھ نہیں کہا بلکہ یہی جب بھائی ہے اور یہ کہ کیا میرے لیٹنے سے آپؐ کی جان بچ جائے گی؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں......تو پھر خالق نے مژدہ سنایا کہ بارالٰہا تیری عنایت کہ تو نے محمدؐ کا فدیہ بنا دیا۔ بھائی بھائی کا خیال کر رہا ہے...... بھائی بھائی کا خیال کر رہا ہے۔ تو ہم جب مہاجرین اور انصار میں برادری قائم ہو گئی......اگر تاریخ اسلام آپ دیکھیں تو آپ کو ہر موڑ پر ہر کوچے پر' ہر گلی پر رسول اکرمؐ کا اسوۂ حسنہ نظر آتا ہے۔ وہ چاہے پاکستان کی سیاست ہو یا ہندوستان کی سیاست......آپ جو مسئلہ حل کرنا چاہیں وہ اسوۂ حسنہ اندر نظر آئے گا۔

اب آپ دیکھئے کہ برادریاں قائم ہو گئیں اور عام طور پر کہہ کہ ہر مومن ایک دوسرے کا بھائی ہے۔ بدر میں ایک کنواں تھا۔ یہاں جو حضرت عمرؓ کے ملازم تھے' گھوڑے کو پانی پلانے کے لئے اس کنویں کے پاس آئے۔ وہاں پر دوسرا آدمی انصاریوں میں سے تھا جس کا نام سران تھا۔ آپس میں "تو تو میں میں" ہوئی اور بعد میں ایک نے لات ان کے لگائی۔ مدینے والے لات مارنے کو بہت برا سمجھے تھے۔ تو سران نے آواز دی: ——

یا اھل انصار

اور دوسرے نے آواز دی:

یا اھل مہاجرین

ادھر سے مہاجرین تلوار لے کر نکلے' ادھر سے انصار مسلح ہو کر نکلے۔ حضورؐ خیمے سے نکلے:

''تمہیں کیا حق ہے کہ جاہلیت کا نعرہ لگا رہے ہو؟''

یہ تم سے کس نے کہا کہ تم انصار کا نعرہ لگاؤ اور تم مہاجر کا نعرہ لگاؤ' مہاجر و انصار تعارف کے لئے ہیں' تائید کے لئے نہیں ہیں' تعارف کرا سکتے ہو۔ مگر اس کو بنیاد نہیں بنا سکتے۔ بنیاد تمہاری اسلام ہے۔ تو ہم اسی نظریے کے حامی ہیں کہ ہم لوگ رسول اکرمؐ کے اسوہ میں ہر قسم کا پہلو تھا۔ حضورؐ نے فرما دیا کہ

''جو عبدیت کرتا ہے وہ ہم سے نہیں ہے۔''

تو اگر ہم مسلمان ہیں تو حضورؐ کے اسوۂ حسنہ پر چلیں۔ اگر ہم صحیح اسلام ہیں تو جب ایک جگہ آ گئے ہیں تو ایک دوسرے کے ساتھ رہیں۔ (نعرۂ صلوٰۃ)

اور مجھے کہنے دیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ پنجابی میری جان ہیں' پٹھان میری اٹھان ہیں' بلوچ میری سوچ ہیں' سندھی میری آن ہیں' ہم سب اسلام کے دائرے میں آنے کے بعد سب کے نیازمند ہیں۔ سب کے لئے متوازن ہیں' سب کے سب مسلمان ہیں اور ہمارے یہاں جو کربلا ہے اس میں وہ چیز نظر آئے گی جو کہیں نظر نہیں آئی۔ جناب حسینؑ نے اس شخص کے ساتھ جو غلام تھا اور کالا تھا اس کے ساتھ وہ سلوک کیا جو عباسؑ کے ساتھ نہیں کیا' علی اکبرؑ کے ساتھ نہیں کیا۔ وہ کوئی نہیں تھا' وہ کوئی نہیں تھا' قریشی نہیں تھا ایک غلام تھا جس کا نام جون تھا۔ اب جب آیا ہے اجازت لینے کے لئے کہ

''مولاؑ اجازت دے دیجئے۔''

آپؑ نے فرمایا:

''جون ہمارے حالات اب خراب ہو گئے ہیں۔ ہمارے گھر میں
پانی اور کھانا بھی نہیں' لہٰذا تمہاری غلامی ختم اور تم چلے جاؤ۔''

مولاؑ کی یہ بات سن کر جون نے کہا:

''میں سمجھ گیا کہ یہ کالا خون آپؑ کے خون میں شریک نہ ہو۔ یہ
بدبودار آپؑ کے ساتھ اس زمین میں دفن نہ ہو' تو قسم بخدا میں اپنا
خون آپؑ کے خون میں ملا کے رہوں گا' اپنی زندگی کو مٹا کے
رہوں گا۔''

تاریخ بتاتی ہے کہ جب جون نے کہا:

السلام علیکم یا ابا عبداللہ

تو حضور گھوڑے سے اتر کر امام حسینؑ پہنچے اور کہا:

''جون برا آخری وقت ہے۔''

نیچے اترے اور جون کے سر کو اپنے زانو پر رکھا اور اپنے رخسار کو جون کے
رخسار پر رکھا اور کہا:

''بارالہا! اس کی خوشبو کو بلند کر...... بارالہا! اس کے چہرے کو سفید
کر دے۔''

تو جون کی لاش اس طرح پہچانی جاتی تھی کہ خوشبو کہاں ہے؟ تو ہمارا ایمان تو
ان چیزوں سے بہت بلند تھا کہ وہ غلام تھا یا کرچین ہے یا وحشی یا کلمہ گو ہے۔ تو اس کا
لاشہ اکبرؑ کے ساتھ دفن ہے۔ تاریخ تو اضع میں اس کا نام ہے اور امام زمانہؑ اس پر سلام
کرتے ہیں۔

ہاں! ہم شامِ غریباں میں آ چکے ہیں۔ چاند بھی مدھم مدھم نکل رہا ہے' کبھی
اس کی نظر نہ پڑ جائے' کبھی آفتاب نے نہیں دیکھا...... سیدانیاںؑ بال بکھرائے بیٹھی ہیں'

مگر ایک شہزادیؑ ہے جو کبھی اس خیمے جاتی ہے' کبھی اس خیمے جاتی ہے' کبھی اس خیمے جاتی ہے۔ یہ کون ہے؟ کسی نے پوچھا:

"یہ زینب کبریٰؑ ہے۔ امام حسینؑ کی شریکہ ہے۔"

اکبرؑ مرے' لاشہ لائے' ماتم زینبؑ کرے' عباسؑ مرے' علم آئے' ماتم زینبؑ کرے...... عونؑ و محمدؑ کے لاشے آئے بین زینبؑ کرے۔ بھائی بھوکا ہے تو بہن بھی بھوکی ہے' بھائی پانی نہیں پی رہا ہے تو بہن بھی پانی نہیں پی رہی ہے۔ ہر چیز میں حسینؑ کی شریک ہے۔ لیکن حسینؑ زینبؑ کے حال میں شریک نہیں۔ وہ بھی تنہا...... کہاں کہاں جا رہی ہے؟ میں کیا بتاؤں؟ ایک خیمے میں پہنچی جس میں امام سجادؑ لیٹے ہوئے تھے اور حمید بن مسلم لکھتا ہے کہ میں نے دیکھا ایک عورت بار بار خیمے میں گھستی ہے اور باہر نکل آتی ہے...... گھستی ہے اور باہر نکل آتی ہے۔ میں نے پوچھا:

"اے خاتون! اس میں آپؑ کا کیا ہے؟"

کہا:

"میرے بھیا کی امانت اس میں ہے' اس کو لینے آتی ہوں۔"

پھر میں نے دیکھا کہ دونوں ہاتھوں پر اس جوان کو لئے چلی آ رہی ہے:

"اے حسینؑ تھوڑی دیر کے لئے آ جا...... اکبرؑ کا لاشہ تم سے نہیں اٹھتا تھا اب دیکھ! زینبؑ بیس سال کے جوان کو اپنے ہاتھوں پر لا رہی ہے۔"

اس کے بعد جناب زینبؑ کی توجہ نہ رہی کہ سکینہؑ کی خبر گیری کا وقت نہیں رہا کہ خیموں میں آگ لگی اور سکینہؑ کب نکل گئی۔ حمید ابن مسلم راوی ہے۔ وہ لکھتا ہے میں نے دیکھا کہ ایک خیمہ سے ایک پانچ سال کی لڑکی جس کے دامن میں آگ لگی ہوئی تھی اور کانوں سے تازہ خون بہہ رہا تھا۔ دوڑتی ہوئی آئی اور کہتی جاتی تھی:

"یا چچا عباسؑ! مدد کیجئے...... چچا عباسؑ مدد کیجئے...... چچا

عباسؑ مدد کیجئے۔"

حمید کہتا ہے جب میں نے اس کو دوڑتے ہوئے دیکھا جو پیچھے جا کر دیکھا تو اس کی قمیض آگ سے بہت جل رہی...... میں نے چاہا آگ بجھاؤں تو اس نے ننھے ننھے ہاتھ جوڑے:

"دیکھ مجھے ہاتھ نہ لگانا' میں سیدہ زہراؑ کی پوتی ہوں...... میں سیدہ زہراؑ کی پوتی ہوں' میں سیدہ زہراؑ کی پوتی......"

اب دوستو!

آخری جملے...... حمید کہتا ہے میں نے ایک سرخ چادر میں ایک عورت دیکھی تو جب مدینے میں پوچھا گیا:

"وہ سرخ چادر اوڑھے ہوئے عورت کون تھی؟"

کہا:

"وہ میری پھوپھی زینب کبریٰؑ تھی۔"

کہا:

"اسے سرخ چادر پہننے کی ضرورت کیا تھی؟"

کہا:

"تو نے میرا کلیجہ کاٹ دیا' چادر تو سفید تھی تو جب گری اکبرؑ کے لاشے پر تو جوان خون سے سفید چادر سرخ ہو گئی۔"

پانچویں مجلس
معراجِ مصطفیٰ

پانچویں مجلس

معراجِ مصطفیٰ ؐ

خداوند عالم اپنے کلام میں اپنے حبیبؐ کی گفتگو کر رہا ہے۔ (سبحان اللہ!)
ایک طویل عرصے کے بعد یہ خوبصورت اور پر جوش مجمع دیکھنے کا موقع مل رہا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ لاہور سے یہ موقع مل رہا ہے اور جس طرح کا مجمع لاہور میں ہوتا ہے یہ سب جانتے ہیں پورا پاکستان جانتا ہے۔

پاکستان کا دل جو ہے وہ لاہور ہے اور لاہور کی یہ دھڑکن ہے موچی دروازہ...... (سبحان اللہ' سبحان اللہ!)

میں اس دھڑکتے ہوئے لاہور میں تقریر کر رہا ہوں اور کیوں کہ اس تقریر میں خاص چیز کا خیال رکھنا ہے کہ ہر طبقے' ہر عقیدے کے لوگ سنتے ہیں۔ ہمارا مقصد کسی کے اصولوں' کسی کے نظریات کو ترک کرنا یا تکلیف دینا نہیں۔ (ماشاء اللہ!)

یا یہ تقریر اسلامی ہوگی' اس میں سیاسی باتیں نہ ہوں گی تو ارشاد ہوتا ہے:
"قسم ہے ستارے کی' جب وہ جھکا
ماضل صاحبکم و ماغوی

تمہارا یہ جو رفیق ہے اے خدا! نہ کہیں بھٹکا' نہ کہیں بہکا اور اپنی
جانب سے کچھ نہیں کہتا' یہ وہی کہتا ہے جو ہم کہتے ہیں' یہ وہی کہتا
ہے جو وحی کہتی ہے۔ اس کو قوت والی ذات نے تعلیم دی ہے کہ وہ
اس مقام پر مستفید ہوا اور وہ مقامِ شکر پر پہنچا۔ یہاں تک کہ اور
قریب ہوا' اور قریب ہوا...... اور قریب ہوا۔ یہاں تک کہ دو
کمانوں کا فاصلہ رہ گیا۔"

جو اللہ نے اپنے بندے سے کہنا چاہا' وہ کہہ دیا۔ تو اب چند چیزیں آپ کے سامنے رکھنا چاہئیں' ایک یہ کہ رسولؐ اپنی جانب سے کچھ نہیں کہتا۔ پہلی چیز آپ کے سامنے قرآن ہے' وہ اپنی جانب سے کچھ نہیں کہتا جو کچھ وہ کہتا ہے صحیح یا غلط' وہ اپنی جانب سے نہیں کہتا' وہ خدا کی جانب سے کہتا ہے۔ اب اگر خدا غلطی کر سکتا ہے تو رسولؐ غلطی کر سکتا ہے۔ (آہا' آہا' آہا...... واہ' واہ' واہ!)

اپنی جانب سے وہ کچھ نہیں کہتا' وہ جو کچھ کہتا ہے وہ اللہ کی جانب سے کہتا ہے۔ لہٰذا اس میں بگڑنے کی' جلنے' گھبرانے کی' پریشان ہونے کی بات نہیں ہے کہ یہ کیوں کہا؟ اس کے لئے کیوں نہیں کہا......؟ اس کے لئے کیوں نہیں کہا؟ اس کی تعریف کیوں کی......؟ اس کی تعریف کیوں نہیں کی؟ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے' اس کی تعظیم کے لئے کیوں نہیں کھڑے ہوئے؟ اس کو ہاتھوں پر کیوں اٹھایا' اس کو محفل سے کیوں اٹھایا؟ (نعرۂ حیدریؑ)

یہ ساری ذمہ داری جو ہے وہ صرف اللہ کے رسولؐ کی بحیثیت محرم رازِ نطقِ الٰہی کے...... جیسے اللہ کہتا ہے' وہی رسولؐ کہتا ہے' اس سے الگ کچھ نہیں کہتا۔ یہ ہے مقامِ مصطفیٰؐ! ہم لوگ تو بہت آگے چلے جاتے ہیں کہ "نظامِ مصطفیٰؐ"...... وہ تو بہت بڑی چیز ہے۔ پہلے مقامِ مصطفیٰؐ تو جان لیجئے' پھر نظامِ مصطفیٰؐ کی بات کیجئے گا' جب ہم مقامِ مصطفیٰؐ ہی نہیں پہنچانتے...... رسولؐ کے تابع جو ہمارا عقیدہ ہے وہ صحت مندانہ نہیں

یہ درست نہیں ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ رسولؐ کیا ہے؟

رسولؐ جتنا بلند ہے...... کاش! اس کو ہم سمجھتے کہ وہ کتنا بلند ہے۔ پہلے آپ رسولؐ کو تو، مصطفیٰؐ کو تو جان لیں کہ مقام مصطفیٰؐ کیا ہے؟

فی الحال بات تو نظام مصطفیٰؐ کی نہیں کی جا رہی ہے...... یہاں بات ہے مقام مصطفیٰؐ کی...... مقام تو تو جانتا نہیں' نظام کی سارے لوگوں میں باتیں ہوتی ہیں اور اسی کی وجہ سے آپ دیکھتے ہیں کہ وہ نظام آپ کو دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے کہ کبھی مقام کا تعین نہیں ہوا۔ (واہ واہ واہ...... سبحان اللہ' سبحان اللہ!)

ہماری جو کچھ بھی جدوجہد ہے وہ چودہ صدیوں کی ہے۔ وہ یہی ہے' ہر صدی میں ہم اکثر یہی کرتے ہیں۔ اپنے سلسلوں سے کہ ہم نے مقام مصطفیٰؐ کی عظمت بتائی ہے وہ بہت بلند ہے...... بہت اونچے ہیں...... بہت بلند ہے' بہت ہی اونچے ہیں' وہ بہت بلند ہیں۔

وہ رات آ گئی' حکم ہوا کہ جبرائیلؑ جاؤ اور کہو ابھی...... ہم تمہاری ملاقات کے خواہش مند ہیں۔ جبرائیلؑ کو رسالت پر ناز تھا۔ جبرائیلؑ کو ہمت نہیں پڑی کہ رسولؐ کو جگا دیتے۔ یہ ہے مقام مصطفیٰؐ کہ بھیجا ہوا ہے خدا کا...... بلایا رسولؐ کو...... معمور ہے کہ پیغام پہنچانے پر...... لیکن ادب شناس اتنا ہے...... (ماشاء اللہ!) کہ آواز بھی بلند نہیں کرتا۔ (واہ واہ واہ) کہ آواز بھی بلند نہیں کرتا کہ کہیں آواز سے خلل پیدا نہ ہو' مزاج نبوت میں...... (اللھم صل علی محمد و آلِ محمدؐ)

جبرائیلؑ وہاں پر آواز بھی دے سکتے تھے اور اپنی مجبوری پر رو بھی سکتے تھے۔ (واہ واہ واہ...... سبحان اللہ' سبحان اللہ)

لیکن حضورؐ کی عظمت مقام کا احترام کرتے تھے۔ جبرائیلؑ خاموش ہیں' بس اتنا کیا کہ اپنے رخسار کو پاؤں مبارک سے مس کیا اور حضورؐ کی آنکھ کھل گئی۔

حضورؐ نے فرمایا:

''کیا ہے؟''

کہا:

''خالق کو ملاقات کا اشتیاق ہے۔''

اس کے بعد سواری' جس کا نام ''براق'' ہے۔ اس سواری کی پیشانی پر لکھا تھا:

لا الہ الا اللہ

گویا سواری بھی پیدائشی مسلمان تھی۔ (واہ' واہ' واہ...... اللہ اکبر...... سبحان اللہ)

حضورؐ چلے اس رات کو...... یہی وہ رات تھی جس کے لئے ستارے تابش میں تھے۔ یہی وہ رات تھی جس مقام کی تلاش کے لئے نوحؑ دریا کے اوپر' یعقوبؑ دریا کے نیچے گئے۔ اسی مقام کی تلاش کے لئے یعقوبؑ نے اشک باری کی اور یوسفؑ نے مصر کا سفر اختیار کیا۔ اسی مقام کے لئے موسیٰؑ کوہ طور پر' ابراہیمؑ بیت المعمور میں' ادریسؑ عالم نور میں گئے۔ یہی وہ رات تھی جس میں کہا گیا کہ کہہ دو ابراہیمؑ سے کہ اسرافیلؑ سے کہہ دو کہ صور قیامت اٹھا کر رکھ دیں کہ آج رسالت خود قیامت بن کر آ رہی ہے اور میکائیلؑ سے کہہ دو کہ پیمانہ رزق رکھ دو کہ آج پیمانوں کا نہیں لٹانے کا وقت ہے اور سورج سے کہا' اب تو نہ گھبرا تیرا پلٹانے والا آ رہا ہے...... چاند سے کہا' جس کے ہجر میں تیرا سینہ شق تھا وہ گلے لگانے آ رہا ہے...... ستاروں سے کہا' تمہاری قسمت کا ستارہ گردش سے نکل چکا ہے' وہ مقدر کا ستارہ چمکانے والا آ رہا ہے...... اور محکم ہیں صفا جھاڑ دو کش۔

اور حضورؐ جا رہے ہیں' چل رہے ہیں' یہاں تک کہ حضورؐ مدینہ طیبہ پہنچے اور یہاں دو رکعت نماز پڑھی۔ جبرائیلؑ سے کہا:

''کیا بات ہے؟''

کہا:

''یہیں آپؐ کا روضہ بنے گا' اس لئے آپ نماز پڑھئے۔''

معلوم ہوا جہاں روضہ ہوتا ہے وہاں نماز پڑھنا بدعت نہیں ہے۔ آپؐ مقام سیف اللہ پر پہنچے تو کہا:

"یہاں نماز پڑھئے کیوں کہ یہاں عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔"

معلوم ہوا کہ جو مقدس انسانوں سے چیز وابستہ ہوتی ہے وہ احترام کے لائق ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپؐ مسجد اقصیٰ پہنچے وہاں جبرائیلؑ نے اذان دی اور انبیاءؑ نے نماز پڑھی' حضورؐ نے نماز پڑھائی۔ ایسی نماز کہ چشم فلک نے پھر نہیں دیکھی جس میں موذن جبرائیلؑ ہو' امام رسولؐ ہو' نمازی انبیاء کرام (اجمعین علیہم السلام)...... کسی نبیؑ کی مجال نہ تھی کہ رسولؐ کے آگے ابراہیمؑ بھی تھے جو خلیلؑ بھی تھے وہ آگے نہ بڑھ سکے تو کسی گنہگار کو یہ جرات کیسے ہوتی؟ (نعرۂ حیدریؑ ......خوشنودی محمدؐ و آل محمدؐ صلواۃ)

جبرائیلؑ نے پوچھا رحمان نے کہا:

"یا رسول اللہؐ کیا گزری؟"

کہا:

"جب میں چلا ہوں تو راہ میں' میں نے آواز سنی دائیں طرف سے' بہت انکساری کے ساتھ...... میں نے اس طرف نہیں دیکھا۔"

کہا:

"بہت اچھا کیا' اگر آپؐ ان کو دیکھ لیتے تو ساری امت آپؐ کی یہودی ہو جاتی۔"

کہا:

"پھر کیا ہوا؟"

کہا:

"میں نے آواز سنی بائیں طرف سے...... میں بولا نہیں۔"

کہا:

''اچھا کیا' اگر آپؐ کچھ کہتے تو آپؐ کی امت نصرانی ہو جاتی۔''

تو معراج میں جب چلے انسان تو نہ دائیں طرف دیکھے' نہ بائیں طرف دیکھے۔ (واہ' واہ' واہ)

معراج کا اصول کیا ہے؟ معراج کا اصول کیا ہے؟

رسولؐ اپنی معراج میں دائیں بائیں نہیں دیکھتے۔

اور مومن کیلئے:

الصلوۃ معراج المومن

''نماز جو ہے وہ مومن کی معراج ہے۔''

اس میں نہ دائیں طرف دیکھنا چاہئے اور نہ بائیں طرف دیکھنا چاہئے۔

(نعرۂ حیدریؑ)

حضورؐ چلے جا رہے ہیں۔ آگے بڑھ رہے ہیں اور پہلے آسمان پر پہنچے' آدمؑ سے ملاقات ہوئی' دوسرے آسمان پر پہنچے یوسفؑ سے ملاقات ہوئی' تیسرے آسمان پر پہنچے جناب یحییٰؑ سے ملاقات ہوئی' عیسیٰؑ اگرچہ چوتھے آسمان پر ہیں مگر تیسرے آسمان پر آپؐ کے لئے پروٹوکول ہوتا ہے۔ جب کوئی بڑا آدمی ہوتا ہے تو دوسرا نیچے اتر کر ملتا ہے اور پانچویں آسمان پر جناب ہارونؑ سے ملاقات ہوئی' چھٹے آسمان پر جناب موسیٰؑ اور ساتویں آسمان پر جا کر دیکھا' ابراہیمؑ بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے ہیں۔

اب حضورؐ آگے چلتے ہیں۔ منزل سخت ہے...... منزل سخت ہے۔ سدرۃ کا مقام آتا ہے تو جبرائیلؑ کہتے ہیں:

''اگر میں اس سے آگے بڑھوں تو بال و پر جل جائیں گے۔''

لہٰذا آپؐ سے معافی مانگتے ہیں اور اب حضورؐ کو عالم ملکوت میں چھوڑتے

ہیں۔ الفاظ نہیں مل رہے ہیں' خطابت کو زبان نہیں مل رہی ہے' زبان کو بیان نہیں مل رہا ہے' فصاحت کو لہجہ نہیں ملتا' بلاغت کو اذان نہیں ملتی' ادا کو صدا نہیں ملتی...... ہوش اڑ جاتے ہیں' پرواز انسانی کہاں اور پرواز ظل سبحانی کہاں...... پیغام انجیلی کہاں' قرآن طولانی کہاں...... ایمان کی بساط کہاں' ارض و سما کی حکمرانی کہاں...... طور مکانی کہاں' لامکانی کہاں...... لن ترانی کہاں' من یوحانی کہاں...... طور پر مہربانی کہاں' نور پر مہمانی کہاں...... اور جس کا سایہ نہیں اس کا ثانی کہاں...... اور جو عالم ملکوت میں ہو' بشر کہاں...... بشر انسانی کہاں!

حضورؐ چلتے ہیں...... اب وہ مقام ہے' نہ زمین ہے' نہ آسمان ہے...... نہ مکاں ہے' نہ زماں ہے...... نہ انس ہے' نہ جان ہے...... نہ خلق ہے' نہ ملک ہے...... نہ سطح ہے' نہ ارض...... نہ فتح ہے' نہ قید...... نہ چاندنی' نہ نور...... نہ سایہ' نہ دھوپ...... نہ موت' نہ حیات...... نہ ذات' نہ کتاب...... نہ قلعہ' نہ ملاح...... نہ خوشی' نہ غم...... نہ لوح' نہ قلم...... نہ دم' نہ عدم...... اور جو ممکن نہیں حضورؐ پرواز کر رہے ہیں۔ آگے بڑھتے ہیں' چلے جا رہے ہیں حضورؐ پہنچتے پہنچتے کہاں آ پہنچے کہ جہاں...... حضورؐ ایک طرف ہیں اور دوسری طرف ثاقب واجب ہے۔ کوئی ملک نہیں' کوئی خلق نہیں کوئی بشر نہیں...... دل ٹوٹ رہا ہے' کلیجہ تڑپ رہا ہے' نادیدہ منزل ہے' اجنبی راہیں ہیں' تنہائی کا عالم ہے...... ادھر مصطفیٰؐ کا راج ہے' ادھر تنہا صاحب معراج ہے:

ھذا تو منی

کی صدا سے انسان کا لہجے سے ہیکل کھل گیا۔ اب حضورؐ کہاں پہنچتے ہیں کہ ارشاد ہوتا ہے کہ

کان قاب قوسین

ایک محاورہ ہے عرب میں جو اس وقت استعمال ہوتا ہے جب دو بادشاہ ایک میدان میں آتے ہیں اور دونوں دو کمانوں میں ایک ایک تیر جوڑتے ہیں اور اس کو کھینچتے

ہیں' اس کو "قاب قوسین" کہتے ہیں۔ اس کا مطلب ہوتا ہے جس سے تمہاری صلح' اس سے ہماری صلح...... جس سے تمہاری جنگ' اس سے ہماری جنگ...... تو یہ قاب قوسین کی منزل ہے۔ وعدہ ہو رہا ہے خدا اور رسولؐ کے درمیان...... جس سے تمہاری صلح' اس سے ہماری صلح...... جس سے تمہاری جنگ' اس سے ہماری جنگ۔

اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ خدا نے کہا ہوگا:

"اے رسولؐ! تیرے بت میں میرا جمال ہے اور تیرے عمل میں میرا کردار ہے...... میری تحریر' تیری تقریر کے ساتھ...... یعنی میرا قرآن تیری تفسیر کے ساتھ۔ جو قرآن میں سورت ہے' وہ میدان میں تیری سیرت ہے اور جو تیری سنت ہے' وہ عین مشیت ہے...... جو تیرا ارمان' وہ میرا فرمان ہے...... جو تیری خواہش ہے' وہ عین عرفان ہے...... جو تجھ پر یقین کامل کرے' وہ کل ایمان ہے...... جو تجھ پر شک کرے' وہ بے ایمان ہے......"

(نعرۂ حیدریؑ)

"میرا کرم تیرے جمال میں ہے...... میرا کرم تیرے جمال میں ہے...... میرا ادب تیرے کمال میں ہے...... میرا سوز تیری آہوں میں ہے...... میری رحمت تیری بانہوں میں ہے...... میری منزل تیری راہوں میں ہے...... سجدہ تیرا' آستانہ میرا...... ہاتھ تیرا' خزانہ میرا...... جنت میری' پروانہ تیرا...... میرا گھر تیرا' تیرا گھر میرا...... اے رسولؐ میں تجھ سے جدا نہیں' تو سب کچھ ہے مگر خدا نہیں...... تو ظاہر ہے' میں راز ہوں...... تو لہجہ ہے' میں آواز ہوں...... تو سراپا نیاز ہے' میں بے نیاز ہوں...... تو نہ ہوتا تو خدائی کا راز آشکار نہ ہوتا' مصور ہوتا شاہکار نہ ہوتا...... حسن ہوتا طرف

دار نہ ہوتا یوسفؑ ہوتا مصر کا بازار نہ ہوتا...... معبود ہوتا عبادت
گزار نہ ہوتا' گنہگار ہوتے شفاعت کا کاروبار نہ ہوتا...... تم آ
گئے تو ارض و سماں کو قرار آ گیا' اور رحمت کو جہاں پہ پیار آ
گیا......(نعرۂ رسالتؐ......نعرۂ حیدریؑ)
کفر کا دامن تار تار ہو گیا...... ملت اسلامیہ کا بیڑا پار ہو گیا......
حضورؐ اس مقام پر پہنچے اور ارشاد ہوا کہ
''اے رسولؐ ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ اب تم مدینے جا
رہے ہو اور جہاں تمہارا ناصر و مددگار مر چکا ہے (ابو طالبؑ)'
اب مکہ رہنے کے قابل نہیں رہا ہے' لہٰذا مدینے جاؤ''

چودہ اصول جو سورۂ بنی اسرائیل میں موجود ہیں' اللہ نے حضورؐ کو دیئے کہ ان چودہ اصولوں پر تم مدینے کا نظام بنانا۔ وہ جو مدینے کا نظام ہے وہی نظام ہے ''نظام مصطفیٰؐ'' ان چودہ اصولوں پر......

فرمایا کہ
میں چلا تو جاؤں گا مدینے...... لیکن تنہا اتنا بڑا انظام قائم کرنا بہت
مشکل ہے۔''

جواب ملا:
''تم کیسی باتیں کر رہے ہو......؟ ہم نے تمہیں کبھی تنہا چھوڑا......
ہم نے تمہیں کبھی تنہا چھوڑا...... اگر ممکن ہوتا تو ہم خود تمہارے
ساتھ چلتے لیکن وجود کی پابندیاں مجبور کر رہی ہیں کہ ہم عالم فرشی
پر جا نہیں سکتے' لیکن ہم اپنا نمائندہ بھیجیں گے تمہارے ساتھ! ہم
نے سوچا فرشتے کو نمائندہ بنا کر بھیجتے ہیں' لیکن ابھی تم نے دیکھا'
فرشتے نے سدرہ کے مقام سے تمہیں تنہا چھوڑ دیا اور ہم

چھوڑنے والوں کو اپنا نمائندہ نہیں بناتے......"

(واہ واہ واہ......نعرۂ حیدریؑ)

"ہم اسے تیرا نمائندہ بنا کر بھیجیں گے جو نہ کبھی تم کو چھوڑے گا

اور نہ کبھی تم سے رخ موڑے گا اور جو تیرے مقابل آئے گا اس کا

سر توڑے گا...... وہ تمہارے ساتھ ہوگا' ہمارا ہاتھ ہوگا اور اس کو ہم

نے نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔"

جب حضورؐ آ رہے ہیں...... پلٹ رہے ہیں...... جب پلٹے ہیں تو راستے

میں جناب موسیٰؑ نے چھٹے آسمان پر پوچھا ہے' کہا:

"کیا لے کر آئے ہو......؟"

کہا:

"نماز لایا ہوں اور یہ آیات لایا ہوں۔"

کہا:

"نمازیں کتنی ہیں؟"

کہا:

"پچاس ہیں۔"

کہا:

"واپس جایئے......! پچاس نمازیں بہت ہوتی ہیں۔"

گئے:

"بارالہا! پچاس بہت ہیں۔"

"چالیس لے لے۔"

واپس آئے......پھر جناب موسیٰؑ ملے۔ کہا:

"بھائی آپؐ کیسی باتیں کرتے ہیں' نئے نئے نبی بنے ہیں

چالیس نہیں پڑھی جائیں گی' جائیں انہیں کم کر کے آئیں۔"

پھر گئے...... تیس ہو گئیں...... اور یہ بھی کہا انہوں نے:

"آپ نہیں سمجھتے امت کو...... میں نے بیس سال تک امت سے ڈیلنگ (Dealing) کی۔ مجھے پتہ ہے آپ جائیں' ان کو کم کر کے آئیں۔"

دس ہو گئیں...... کہا:

"یہ دس بھی بہت ہیں ابھی آپ کا ان سے سابقہ پڑا ہے۔ پہلے سے سابقہ نہیں پڑا۔ آپ نہیں جانتے کوئی پڑھے گا۔"

آخر میں پانچ ہو کر آئیں۔ کہا:

"اب بھی بہت ہیں۔"

کہا:

"اب مجھے شرم آتی ہے۔"

تو آج مسلمانو! دعائیں دو موسیٰ کو' تمہارے نبیؐ نے تو مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ حقیقت ہے کہ نہیں...... یہ ساری کتابوں میں موجود ہے۔ شیعہ' سنی سب کتابوں میں موجود ہے۔ تمہاری کس نے مدد کی؟ موسیٰ نے مدد کی اور تم تو کہتے ہو کہ کوئی مر جاتا ہے تو مدد نہیں کرتا۔ موسیٰ نے تمہاری مدد کی یا نہیں کی؟ اگر موسیٰ مدد کر سکتا ہے تو کیا عیسیٰ مدد نہیں کر سکتا۔

اور اگر رسولؐ کی نمازیں آ جاتیں' پچاس نمازیں تو جنرل ضیاء الحق ساری توپوں کا منہ بھی ادھر کر دیتے پاکستانیوں کی طرف تو بھی ایک نماز نہ پڑھتا۔ پچاس نمازیں آسان تھیں پڑھنا...... یہ موسیٰ کا خوف تھا کہ پانچ' پانچ بھی مشکل ہیں لیکن آج میں کہوں گا کہ آپ نمازیں اس لئے نہ پڑھیں کہ یہ جنرل ضیاء الحق کا آرڈر ہے ورنہ نمازیں قضاء ہو جائیں گی' اس کی بات صاف ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے نماز پڑھی۔ کہا:

"کیسی نماز پڑھی ہے...... صحیح پڑھ!"

اس نے پھر نماز پڑھی۔ کہا:

"پہلی نماز اچھی تھی یا یہ......!"

کہا:

"اچھی تو پہلی تھی۔"

کہا:

"پہلی نماز خدا کے ڈر سے پڑھی تھی اور یہ آپ کے ڈر سے......"

تو دوستو!

اللہ کے لئے پڑھنا' یہ کوئی بڑی چیز نہیں۔ کسی کی نماز کی تقلید کرنا...... لیکن نماز...... آپ کو بتایا کہ ایسی کیفیت پیدا کر دی جائے کہ خود بخود نماز پڑھتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ حضورؐ اس نماز کو لائے ہیں اور اسی نظام کو ہم جو حضورؐ مدینے میں لائے تھے پاکستان میں لانا چاہتے ہیں اور نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ نظام جو ہے وہ نظر نہیں آتا۔ یہی سنا تھا کہ اب وہ آ جائے گا۔ وعدہ تھا کہ کچھ ہی مہینے میں آ جائے گا۔ مہینے' سال بھر کیا' دو سال ہوئے...... تین سال ہو گئے ہیں اور یہی ہو رہا ہے کہ اب آ رہا ہے' آ گیا ہے' آنے والا ہے' کیوں کہ افغانستان کا جھگڑا آ گیا ہے بیچ میں' اس لئے رک گیا ہے' ورنہ اب تک پہنچ چکا ہوتا...... تو اس لئے میں نے کہا کہ جب تک مقام مصطفیٰؐ نہیں سمجھو گے۔ نظام مصطفیٰؐ سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ میں یہ کہتا ہوں...... ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ واقعی پاکستانی اس قابل ہیں کہ نظام مصطفیٰؐ کو ہینڈل کر سکیں۔ پہلے تو یہ دیکھیں کہ وہ دعائیں' لیکن وہ دعائیں ہم بھی کر سکتے ہیں یا نہیں۔ پہلے تو یہ دیکھئے کہ آپ نظام مصطفیٰؐ ......

کھڑے ہیں   سے نکلا تو آنے نہیں دیں گے۔ کہا' دیوار سے آ جایئے۔ کہا چور نہیں کہلا سکتا۔ یوں آؤں گا تو لڑکھڑاؤں گا' کل یہاں نہیں آنے دیں گے' آج یہاں کیسے؟ (نعرۂ حیدریؑ)

جب بھی یہاں آئے گا تو کل سے آئے گا۔ نظام مصطفیؐ ہو گا اور انتظام مرتضیٰؑ ہو گا اور اگر یہ ہو گا انتظام مرتضیٰؑ تو نظام پرانا ہو گا اور یہ جو آج کل لوگ وزارت کے لئے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں۔ ایک وزیر بھی اگر وزارت کی خواہش کرے ضیاء الحق صاحب! بھائی وزیر بننا ہے۔ آپ در در جائیں گے' آواز دیں گے کہ بھائی وزیر بننا ہے۔ اندر سے آواز آئے گی کہ کہہ دو صاحب سے کہ اندر کوئی نہیں ہے۔ اگر انتظام مرتضیٰؑ ہو گا' کیوں کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں' جو حاکم ہو......

یہ بتلا چکا ہوں کہ جب ہارون بن انترا حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے ہیں تو دیکھا کہ "جو" کی روٹی رکھی ہے۔ تو کہا:

> "مولاؑ یہ "جو" کی روٹی کیسی ہے؟ عید کا دن ہے کوئی اچھی سی چیز کھلایئے...... کوئی اچھی سی چیز۔"

تو آپؑ نے فرمایا:

> "ہارون! ہمارے ساتھ 'جو' تناول فرمایئے۔"

کہا:

> "مولاؑ ایک مسئلہ بتائیں اللہ کی نعمتیں گوشت' گھی' روٹی حرام ہیں؟"

آپؑ نے کہا:

> "یہ حرام نہیں ہیں (یہ سب سنیں آپ لوگ) بلکہ اللہ خوش ہوتا ہے جب مومن اللہ کی نعمتیں کھاتا ہے اور جب کافر کھاتا ہے تو اللہ کو اذیت محسوس ہوتی ہے۔"

کہا:

"جب سارے مومنین کھاتے ہیں تو آپؑ کیوں نہیں کھاتے؟"

کہا:

"میں مومن نہیں ہوں، میں مومن نہیں ہوں میں امیرالمومنینؑ ہوں۔" (سبحان اللہ، سبحان اللہ...... نعرۂ حیدریؑ)

اور امیرالمومنین جو بھی ہو...... جو بھی وقت کا حاکم ہو اس کی خوراک اور اس کی پوشاک وہ ہو جو اس ملک کے ادنیٰ ترین طبقے کی ہوتی ہے۔ تو اگر یہاں نظام مصطفیؐ آئے گا تو پھر صدر محترم کو جھونپڑی میں رہنا پڑے گا۔

سمجھے نا! آپ......

مذاق نہیں ہے انتظام مرتضیٰؑ ...... کوئی اور نعمت جو کھانا پڑے گی، اگر نعمت "جو" نہیں کھاتے کسی وجہ سے تو راشن کا آٹا ہی کھا کر دکھا دیں...... ہم خوش!

اب جو وزیر بنے گا اسے یہی کھانا پڑے گا۔ اگر وہ وزیر نہیں ہے تو مرغا بھی کھا، بریانی بھی کھا، اگر وہ وزیر نہیں ہے۔ لیکن اگر وہ وزیر ہے تو یہ کھائے۔ اب بتایئے جنرل صاحب! کہیں کہ وزیر بننا ہے تو کیا جواب دیں گے؟ کہہ دو صاحب اندر نہیں ہے۔ انتظام مرتضیٰؑ کا فائدہ یہ ہے کہ کوئی شخص بھی استقلال نہیں کرتا اور غذا کھا نہیں سکتا اور یہی نہیں کہ مفلس کے لئے بلکہ نظام مصطفیؐ ......

اس کی صورت یہ ہے کہ وہ کائنات کے لئے رحمت ہے۔ انسانوں کے لئے ہی نہیں بلکہ حیوانوں کے لئے بھی رحمت ہے۔ حضرت علیؑ کا فتویٰ...... "نہج البلاغہ"...... آپؑ نے اس میں لکھا ہے:

"دیکھو! اونٹنیوں کو اگر زکوٰۃ کی صورت میں لاؤ تو دو سو اونٹنیوں کے ساتھ اگر ایک بچہ ہے، بھوکا نہ رہ جائے۔ دودھ اتنا دھونا کہ

بچے کے لئے باقی رہ جائے۔ ان کو دیر تک نہ چرانا اور ہر رات ٹھہرانا اور انہیں وہاں چرانا جہاں چراگاہیں ہوتی ہیں۔"

تو نظام مصطفیٰؐ میں تو حیوانوں کے لئے رحمت ہے۔ انسان تو بڑی چیز ہے وہاں حیوان کے ساتھ بھی ظلم نہیں ہوسکتا۔ اگر نظام مصطفیٰؐ چاہتے ہو تو عین رحمت ہے۔ مگر اگر چاہتے ہو تو عین رحمت ہے اور یہ جب بھی آئے گا تو اسی خاندان کے ذریعے آئے گا۔ اس سے تم کہتے ہو کہ ہم اس خاندان کو تو نہیں آنے دیں گے۔ اہل بیتؑ کے بغیر تو نظام مصطفیٰؐ نہیں آ سکتا۔ یہاں ملوکیت کا نظام تو نہیں آئے گا۔ یہ اگر سوچو کہ ادھر ادھر سے لے آؤ گے تو وہ اسلام نہیں۔ یہاں آئے گا نظام تو اہل بیتؑ کے راستے آئے گا۔ اہل بیتؑ سے ہٹ کر تو نظام نہیں آئے گا۔ اہل بیتؑ کا نظام ہی لانا چاہتے ہیں۔ جس میں دردمندی ہے' اس میں غریبوں کے لئے عزت ہے...... عزت ہے۔ یہ آپ کہیں نہیں پائیں گے' لوگ سخی بھی ہوتے ہیں' دیار بھی ہوتے ہیں' بانٹنے والے بھی ہوتے ہیں' لیکن عزت نہیں دیتے۔ امامؑ عزت دیتا ہے' کیوں کہ امامؑ اقتدار میں نہیں' کسی پر نہیں' لہٰذا نظام میں تبدیلی نہیں لاتا۔ وہ اپنی عوام کے لئے اعزاز عزت پیدا کرتا ہے۔

امام سجاد علیہ السلام (صلواۃ) کے پاس ایک سائل آیا' اس نے سوال کیا۔ امام علیہ السلام نے ایک تھیلی رکھی ہوئی تھی' امامؑ پر سائل کے سوال کے بعد کیا کیفیت گزری...... کیا کیفیت گزری؟

تھیلی رکھی ہوئی تھی' اس نے تھیلی لی اور چلنے لگا کہ امامؑ نے آواز دی:

"رک جا......"

وہ رک گیا۔ اس نے خیال کیا کہ شاید امامؑ مال واپس لینا چاہتے ہیں۔

امامؑ نے کہا:

"ہاتھ بڑھا۔"

اس نے ہاتھ بڑھایا' امامؑ نے بوسے لئے۔ کہا:

"آپؑ کے ہاتھوں کا بوسہ مجھے لینے چاہئے تھا۔"

کہا:

"تو نے حدیث نہیں سنی' جو فقیر ہوتا ہے وہ اللہ کا بھیجا ہوا ہوتا ہے

میں نے اس لئے تیرے ہاتھ کا بوسہ لیا ہے کہ تو اللہ کا بھیجا ہوا

ہے۔"

یہاں دولت ہی نہیں ملتی عزت بھی ملتی ہے۔(واہ جی واہ!) اہل بیتؑ کے

نظام میں......اہل بیتؑ کے فکر میں......

ایک مرتبہ حضرت علیؑ نے دیکھا کہ ایک عیسائی جو ہے وہ بھیک مانگ رہا

تھا۔ کہا:

"یہ ہمارے ہوتے ہوئے بھیک مانگ رہا ہے' کیوں بھیک مانگ

رہا ہے؟"

کہا:

"یہ عیسائی ہے۔"

فرمایا:

"عیسائی ہے تو کیا ہوا' انسان تو ہے۔ اس کو وہی ملے گا جو

مسلمانوں کو ملتا تھا۔"

یہ نظام ہوگا تو رحمت بھی ہوگی' عنایت بھی ہوگی اور پاکستان ترقی بھی کرے
گا۔ اس لئے ہم اس نظام کی باتیں کرتے ہیں اور چودہ صدیوں سے دن بھر یہی فریضہ
انجام دے رہے ہیں اور جب بھی آئے گا یہی نظام آئے گا۔ ہمارے پاس وقت فالتو
نہیں ہے' ہماری قوم کے پاس وقت فالتو نہیں ہے کہ اپنی نیند آرام' اپنا بستر' بیوی بچے
چھوڑ کر آیا کریں اور اجتماع کریں۔ ہم بھی اپنے عیال رکھتے ہیں' ہم بھی آرام کرنا

چاہتے ہیں لیکن ہماری قوم مسلسل احتجاج کرتی ہے۔ صرف اس لئے کہ صحیح اسلام معلوم ہو...... صحیح معلوم ہو اور یہی ہے اہل بیتؑ کا نظام......

ابھی تو ہمارا ایمان ہے کہ صحیح اسلام نافذ ہو...... صحیح نظام نافذ ہو۔ اس کو روک دیا گیا' اس کو روک دیا گیا' صحیح اسلام جو تھا وہ یہاں نہ آ سکا' اس کو روک دیا گیا۔ ہم اس کے لئے روتے ہیں' یہ ٹھیک ہے پانی بند ہو گیا۔ عباسؑ قتل ہو گئے' اکبرؑ کے سینے پر برچھی لگ گئی' قاسمؑ کا لاشہ پامال ہو گیا' عورتوں کی بے حرمتی ہوئی' چادریں چھن گئیں' گوشوارے چھن گئے' اتنی بات ہے......؟ اصل بات کا رونا ہے کہ حسینؑ نے جس اسلام کے لئے سر کٹایا' وہ آ نہ سکا...... وہ اسلام نہ آ سکا۔

اور ہم آج ۸۰ کروڑ انسان غلام بنے ہوئے ہیں' سپر پاور کے...... اسی لئے کہ ہم نے اہل بیتؑ کو چھوڑ دیا۔ اہل بیتؑ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچا' نقصان پہنچا ہے تو مسلمانوں کو...... مسلمان سمجھے کہ ہم نے اہل بیتؑ کو اقتدار سے ہٹا دیا۔ تم نے نہیں ہٹایا۔

اہل بیتؑ کا اقتدار اسی طرح قائم ہے' ان کو اقتدار کے لئے تخت' کرسی کی ضرورت نہیں ہے' اس کا اقتدار تو قانون عرش پر قائم ہے۔

آپ کو کونسی سوغات ملنے والی ہے...... کونسی سوغات ملنے والی ہے جو آپ یہاں آئے ہیں۔ ذرا یہاں وزیر اپنے نام کا اجتماع کر کے دکھا دے' کوئی نہیں آئے گا...... مگر اس جگہ آپ آتے ہیں' کیوں آتے ہیں؟ خود پیسے خرچ کر کے آتے ہیں یہاں تو عوام ہے' احکام بھی ہے' امن بھی ہے' ڈی سی بھی ہے' کمشنر بھی ہے۔

وہ کربلا کی زمین پر ہمیشہ کے لئے سو جانے والا...... اس کے لئے اس جگہ آتے ہیں' روتے آتے ہیں' اس لئے کہ ان کی شاہی ہر جگہ نظر آتی ہے۔ انہیں کرسی کی ضرورت نہیں' اہل بیتؑ کو کرسی کی ضرورت نہیں۔

کسی نے پوچھا:

''حسینؑ کا سر کہاں دفن ہوا؟''

کہا:

''کربلا میں۔''

کوئی کہتا ہے شام میں' کوئی کہتا ہے مصر میں کوئی کہتا ہے دمشق میں' کوئی کہتا...... میں نے کہا بات اتنی ہے وہ تو ایک ہی جگہ دفن ہوا۔ لیکن اب ہر ایک کہتا ہے نہیں' یہاں نہیں وہاں ہوگا...... یہاں نہیں وہاں ہوگا...... کیوں؟

میں نے کہا بات یہی ہے کہ ایک وقت وہ تھا کہ حسینؑ کو کہیں سر چھپانے کی جگہ نہیں ملتی تھی' اب شاہی دیکھو اس کی...... اب سر تو ایک ہی جگہ ہے لیکن ہر قوم چاہتی ہے کہ سر ہمارے یہاں ہو' ہمارے یہاں ہو۔

لیکن یہ حسینؑ کی شاہی ہے۔ ہر ایک چاہتا ہے کہ ہمارے یہاں ہو...... ہمارے یہاں ہو۔ اب حسینؑ سب کو یاد آتے ہیں لیکن جب حسینؑ تھا تو کسی نے یاد نہیں کیا۔ آج اس کے لئے قدم قدم پر سبیلیں لگاتے ہیں' جب وہ ایک گھونٹ پانی مانگ رہا تھا تو اس وقت کہیں پانی نہ تھا' آج اس کے نام پر لاکھوں دیگیں پکتی ہیں لیکن جب وہ تین دن کا بھوکا تھا تو کسی نے ایک لقمہ نہیں دیا۔

تو...... ہر طرف ہم حسینؑ کا ذکر اس لئے کرتے ہیں کہ امان پیدا ہوتا ہے اور نظام مصطفیٰ ؐ ہمارے یقین نیزہ پر ہوتا ہے۔ ہم بیوقوف نہیں' نادان نہیں' اپنا وقت ضائع کریں ہم اس لئے آتے ہیں تاکہ صحیح اسلام کا تعارف ہوتا رہے۔ صحیح اسلام کیا ہے؟ یہ بتاتے رہتے ہیں۔ چودہ صدیوں سے ہماری یہی روایت ہے کہ اسلام صحیح کیا ہے؟ بس اور کچھ نہیں صحیح...... اسلام اہل بیت مصطفیٰ ؐ نے ہمیں بتایا' اہل بیتؑ نے ہمیں سکھایا۔

مولاؑ نے تو یہاں تک کہا:

''کسی پر زبردستی نہیں جو نظام مصطفیٰ ؐ کے لئے اٹھا ہو' جو قائل ہونا چاہتا ہو اور تم میں سے کوئی جانا چاہے چلا جائے' کسی پر زبردستی

نہیں' کسی پر سختی نہیں' کوئی دشواری نہیں اور میں نے اپنی بیعت کا
خلاصہ تمہاری گردن سے اٹھالیا اور دیکھنا اگر تمہارا خیال یہ ہے کہ
مجھے جاتے ہوئے شرم آئے گی' تمہیں دیکھتے ہوئے تو میں چراغ
بجھا دیتا ہوں۔"

آپ اگر کربلا گئے ہوں تو وہ جگہ آج بھی موجود ہے کہ جہاں حسینؑ نے آخری خطبہ دیا تھا اور کہا تھا کہ چراغ بجھاتا ہوں۔

تو سب سے پہلے عباسؑ نے کہا:

"مولاؑ!"

عباسؑ بولے:

"آپؑ کیسی باتیں کرتے ہیں۔"

یہ ارشاد ہے:

"ایک جان تو کیا ستر جانیں بھی ہوں تو آپؑ پر قربان......"

یہ تھا حسینؑ ...... یہ تھا نظام مصطفیؐ کا بانی......

تو دوستو!

میں اپنی منزل پر آ رہا ہوں یہاں شبیہ بھی نکلنے والی ہے۔ آپ جانتے ہیں' آپ منتظر ہوں گے۔ ہم تو ایک بات جانتے ہیں کہ ہم بے وقوف نہیں ہیں اور پاگل نہیں ہیں' ہم سب دلال ہیں' ہم سب کاروباری ہیں' سب کاروباری لوگ جو ہیں وہ وزیر بنے' ہم نے ایسے سے ناطہ جوڑا' ایسے سے ناطہ جوڑا' جو کبھی پوچھ نہیں سکتا۔ دنیا تو چار روز کی ہے' چلی جائے گی جہاں ہمیشہ رہنا ہے وہاں کا بندوبست کریں۔ جب آپ کویت جاتے ہیں' کویت میں تمہارا کوئی جان پہچان والا ہے۔ جب ادھر جاتے ہیں تو کہتے ہیں جان پہچان تو ہے۔ خط لکھتے ہیں' سفارش کر دو کہ ہمارے تو آپ پاکستانی کو

کیوں تلاش نہیں کرتے؟ کویت والے کو کیوں پوچھتے ہیں؟ دبئی والے سے کیوں کہتے ہیں؟ سعودی عرب والے سے کیوں پوچھتے ہیں؟ اس لئے کہ جانا وہاں ہے تو جہاں جانا ہوتا ہے' تلاش وہاں ہوتی ہے کہ کوئی سفارشی ہے کہ نہیں؟ ہمیں رہنا دنیا میں نہیں ہے' ہمیں جانا تو وہاں ہے تو وہاں سفارشی کی تلاش کرو کہ وہاں کون ہے؟ اگر جنت جانا چاہتے ہو تو ہم جنت کے داروغہ سے کہتے ہیں کہ وہاں ہمیں آرام اور اچھی جگہ ملے گی۔ تو اگر کہا' بھائی تو جنت کے داروغہ کو تلاش کر سکتے ہو تو جنت کے داروغہ کی تلاش کیا کرتے ہو' ہم جنت کے سردار کو بلائے دیتے ہیں۔ تو کون نہیں پسند کرے گا کہ بانی کوثر سے رابطہ ہے تو ملک کیا ضرورت ہے؟ تو ہمیں ہر جگہ سے مدد ملتی ہے۔ جہاں کوئی مدد نہیں دیتا' اب قبر میں دفنا کر آ جاتے ہیں تو کون پوچھتا ہے؟ بیٹا' باپ' ماں یہ جو سب رشتے ہیں' اس کا کوئی رشتہ نہیں...... نہ دولت' نہ عزت' نہ شاہی' نہ وقار...... ہم بڑے کاروباری ہیں' بڑے دلال ہیں' یہ جو یہاں آتے ہیں اور وقت اپنا ضائع کرتے ہیں' ہم بیوقوف نہیں ہیں' بڑے نادان نہیں ہیں۔ ہم اس موقع کے لئے سب کچھ کر رہے ہیں کہ جب ہم قبر میں جائیں گے اور منکر نکیر آئیں گے اور پوچھیں گے کہ

"تیرا پہلا امامؑ کون ہے؟"

تو...... آواز آئے گی قبر میں:

"میرے چاہنے والے گھبرا نہیں' میں آ گیا...... میں آ گیا ہوں آرام سے جواب دو' منکر نکیر سے کہیں گے کہ آہستہ بول' آہستہ سوال کر' ابھی نادیدہ منزل ہے' نہ عرش کا مقام ہے' آہستہ بات کرو۔"

پھر آئے گا:

"دوسرے امامؑ کا نام......"

پھر آئے گا:

"تیرے امامؑ کا نام......"

کیوں کہ برسوں سے عادت تھی کہ جب تیرے امامؑ کا نام آیا تو رو پڑتا...... عادت تھی...... تو پھر وہ جواب نہیں دے گا' رونا شروع کرے گا۔ عادت جو تھی...... روایت ہے کہ ایک عورت کی آواز آئے گی...... عورت کی کہ

"تم کیا سوال کر رہے ہو؟ تم نے دیکھا نہیں میرے لال" کا رونے والا ہے۔"

بس ہم انہیں کے پیچھے دیوانے ہیں' انہیں کے پیچھے دیوانے ہیں' انہیں کے پیچھے جا رہے ہیں......

تو دوستو!

وقت بڑھتا جا رہا ہے' عاشورہ کا دن تیزی سے گزر رہا ہے۔ عاشورہ کی صبح عجیب صبح تھی' جس میں ایک طرف نماز پڑھنے کے بعد صفیں باندھی جا رہی تھیں' مائیں اپنے بیٹوں کو آخری بار دیکھ رہی تھیں۔ حسینؑ کے شہوار میدان میں موجود تھے۔ حبیب ابن مظاہرؓ سے کہہ رہے تھے۔ مذاق کر رہے تھے حبیب ابن مظاہرؓ کے ساتھ...... کہا:

"مذاق کر رہے ہو عاشورہ کے دن؟"

کہا:

"اس سے بہتر کون سا دن ہے؟"

دیکھیے کیا یقین ہے' کیا عقیدہ ہے...... ایک گیا' دوسرا گیا' تیسرا گیا...... جہاں چہل پہل تھی وہاں سناٹا ہوتا جا رہا ہے۔ ایک کے بعد دوسرا جا رہا ہے' دوسرے کے بعد تیسرا جا رہا ہے۔ حمید ابن مسلم راوی ہے واقعہ کربلا کا کہ

"سب سے زیادہ ہنگامہ کس وقت ہوا؟"

کہا:

""علی اکبرؑ نکلے ہیں، میں نے دیکھا کہ ۷۰ بار پردہ اٹھا، کبھی
بہنیں لپٹ جاتی تھیں، کبھی......""

یہ منزل بھی گزر گئی، یہ قیام بھی گزر گیا اور اس کے بعد منزل آئی، ادھر اکبرؑ
بھی نہیں، قاسمؑ بھی نہیں، عونؑ و محمدؑ بھی نہیں۔ عباسؑ خیمے میں آئے کہا:

""شہزادیؑ! میرا سلام قبول ہو۔""

کہا:

""بھیا کہاں جاتے ہو؟""

کہا:

""مقتل جا رہا ہوں۔""

کہا:

""جاؤ خدا حافظ...... جاؤ خدا حافظ! ہمیں یقین ہو گیا، ہمیں یقین
ہو گیا......""

عباسؑ پلٹے:

""شہزادیؑ! کس بات کا یقین ہو گیا؟""

کہا:

""نہیں عباسؑ یہ موقع نہیں بات کرنے کا، یہ محل نہیں ہے گفتگو کا،
جاؤ، جلدی جاؤ...... جان دینا ہے، جو ہوتا ہے وہ تو ہوتا رہے گا۔""

کہا:

""شہزادیؑ! میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک آپؑ بتا
نہیں دیتیں۔""

کہا:

""عباسؑ ماضی کا ورق پلٹنے مدینے جانا پڑے گا۔ مجھے چھوٹی سی یاد

تازہ کرنا پڑی ہے۔ میں اپنے بابا کے پاس بیٹھی ہوئی تھی' میری
عباء میں میرے بابا نے میرے بازو پکڑے اور کہا بیٹی! یہاں
تیرے رسیاں باندھی جائیں گی۔ میں نے کہا' ٹھیک یہ کچھ ہو گا۔
مگر میں بات کروں گی عباسؑ حقیقت یہ ہے کہ یہ تو مجھے یقین تھا
کہ بابا جھوٹ نہیں بول سکتے' میرے رسیاں باندھی جائیں گی۔
یہ مجھے بچپنے میں یقین تھا لیکن جب تم مدینے میں چلتے تھے' بار بار
گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔ پورا بازار بند ہو جاتا تھا اور میں کہتی
تھی' جس کا عباسؑ جیسا بھائی ہو' اس کی بہن کے بازو باندھ
دیئے جائیں؟ اب مجھے یقین ہو گیا۔"
عباسؑ گئے......

مولاؑ سے ایک مرتبہ میں نے دل ہی دل میں کہا کہ مولاؑ ہم آپؑ سے محبت
کرتے ہیں' آپؑ ہمارے گھر آیئے۔ صبح سے لے کر شام تک گھر کا دروازہ کھلا
رکھا...... ہماری عورتیں ہمارے بچے ہر وقت آپؑ کے منتظر رہتے ہیں' مولاؑ ہر وقت
ہماری زبان پر دن میں سو بار نکلتا ہے۔ مولاؑ ہم آپؑ سے محبت کرتے ہیں۔ مولاؑ ہمیں
یہ بتایئے کہ آپؑ بھی ہم سے محبت کرتے ہیں یا نہیں؟

تو...... یہ میں نے سوال دل ہی دل میں کیا۔ میں مخاطب تھا کہ آپ مجھے
جواب دیں گے۔

تم مجھ سے صرف اس لئے محبت کرتے ہو کہ اس وقت تم گھر میں آرام سے
بیٹھے ہوئے ہو' میں نے تم سے محبت کی جب ہر امید ٹوٹ چکی تھی۔ جب میرا سینہ زار
زار' جب میرے زخموں کے نشاں ایک ہزار پانچ کے قریب اور اس وقت میں نے تمہیں
یاد کیا اور زینبؑ سجادؑ کس کے ذمے ہے؟ جناب زینبؑ نے ہاتھ پکڑا بھائی کے ساتھ
سجادؑ کے خیمے میں آئی۔ صورت حال یہ ہے کہ سجادؑ لیٹے ہوئے ہیں اور غشی طاری ہے۔

امامؑ نے دیکھا اور دیکھتے رہے...... پھر آپؑ کے آنسو رواں ہوئے' آپؑ کے آنسو اتنے گرے کہ ریش مقدس بھیگ گئی۔ پھر آواز گریہ بلند کی' پھر ہچکیوں میں سلسلہ تبدیل ہو گیا۔ جناب زینبؑ کہتی ہیں:

"بھیا! اتنا تو تم کبھی نہیں روئے...... کیا بات ہوئی؟"

کہا:

"میں اتنی دیر سے کھڑا ہوں' سجادؑ تعظیم کے لئے اٹھا نہیں۔"

کہا:

"بھیا! اسے غشی طاری ہے۔"

کہا:

"کیا یہ اٹھ سکتا ہے؟"

کہا:

"میں اسے اٹھاتی ہوں۔"

کہا:

"نہیں زینبؑ...... بس اتنا جو اٹھ نہیں سکتا' یہ چودہ سو میل کا سفر کیسے کرے گا؟"

اٹھایا' کہا:

"سجادؑ بیٹے' سجادؑ بیٹے' سجادؑ بیٹے......"

سجادؑ نے آنکھیں کھولیں' حیرت کا سراپا بنے دیکھتے رہے۔ کہا:

"میں حسینؑ ابن علیؑ ہوں' سجادؑ میں حسینؑ ہوں...... میں حسینؑ ہوں۔ میں نے مدینے میں ایک سوال کیا تھا۔"

"آقا و مولاؑ ایک سوال کیا ہے۔ آپؑ نے اپنے آپ کو پہچانا نہیں' آپؑ نے اپنی انگوٹھی اتاری۔ مٹھی بند کی اور کہا اس کا

سکینہ کتنا بڑا ہے؟"

کہا:

"وہ مقام آ گیا' جس کی اجازت دے دی۔"

اس کے بعد کہا:

"سجادؑ! اب دیکھئے عباسؑ نہیں ہے' اکبرؑ نہیں ہے' نور نظر میں کمی ہے...... قاسمؑ نہیں ہے' اس کا لاشہ پامال ہو گیا ہے۔"

کہا:

"مدینے جانا اور میرے شیعوں کو سلام کہنا' میرے شیعوں کو میرا سلام کہنا اور ٹھنڈا پانی پینا' ٹھنڈا پانی پینا......"

حسینؑ باہر آئے اور کہا:

"سجادؑ خدا حافظ...... زینبؑ خدا حافظ...... سکینہؑ خدا حافظ...... اُم ربابؑ خدا حافظ...... اُم کلثومؑ' رقیہؑ' لیلیٰؑ' فروہؑ خدا حافظ......"

فضہؓ ماں کی کنیز کھڑی ہے' خیمے کے دروازے میں' کہا:

"فضہؓ! خدا حافظ......"

جب سب کو خدا حافظ کہہ چکے' جناب زینبؑ آگے بڑھیں اور کہا:

"بھیا! کیا بات ہے......؟"

کہا:

"میں مقتل جا رہا ہوں۔"

کہا:

"مقتل تو تم کئی مرتبہ جا چکے ہو' ستر مرتبہ جا چکے ہو' پہلی مرتبہ نہیں ستر مرتبہ جا چکے ہو۔ اب کیا مطلب ہے؟"

کہا:

"اب جاؤں گا تو پھر واپس نہ آؤں گا' پھر واپس نہ آؤں گا۔"

کہا:

"قریب آؤ' حسینؑ آگے بڑھے۔"

کہا:

"آؤ قریب آؤ۔"

اور آگے بڑھے اور آگے بڑھے...... کہا:

"رک جاؤ۔"

کہا:

"کیا بات ہے زینبؑ! کیسے بات کر رہی ہو؟"

کہا:

"اس وقت زینبؑ نہیں فاطمہؑ تیری ماں کھڑی ہے...... تیری ماں تیرے سامنے کھڑی ہے۔ میری ماں نے کہا تھا کہ جب حسینؑ جانے لگے تو میں تیرے گلے پر بوسہ دوں۔"

چھٹی مجلس
حسین علیہ السلام اور بیعت

چھٹی مجلس

حسینؑ اور بیعت

عقیدے میں اور ایمان میں زبردستی نہیں چل سکتی اور چونکہ ایمان و مذہب کا تعلق دین کا تعلق حیوان سے نہیں ہوتا' دماغ سے نہیں ہوتا' زبان سے نہیں ہوتا بلکہ انسان سے ہوتا ہے اور انسان صاحب عقل ہوتا ہے اور عقل کا مزاج یہ ہے کہ وہ جبر کو برداشت نہیں کرتی۔

عقل کی فطرت اور عقل کا مزاج یہ ہے کہ وہ زور و جبر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ بعض وقت کسی قوت قاہرہ کے سامنے...... کسی حکمران کے سامنے' کسی بادشاہ کے سامنے انسان سر جھکا دے مگر اس کا ضمیر عقل پھر بھی نہ سر جھکائے گا۔ جب بھی وہ قوت' وہ طاقت ہٹے گی' زبان کھل جائے گی اور جو کچھ اس نے پہلے کہا ہے اس کی وہ تردید کرے گا' کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ آپ نے بازور شمشیر بات منوائی تھی اور بازور شمشیر بات مانی جا سکتی ہے۔ زبان سے قلب اور دماغ سے نہیں مانی جا سکتی ہے۔ (نعرۂ حیدری)

اسلام ہمارا دین ہے اس میں کوئی سختی نہیں کہ تم ایما لاؤ' اس میں کوئی سختی

نہیں کہ تم جی دار بنو' کوئی سختی نہیں کہ تم مسلمان بنو۔ صاف صاف ہے کہ

قل الحق من ربکم دہ فمن شاء فلیومن و من شاء فلیکفر الیقین

"اے رسولؐ! کہہ دو کہ حق تمہارے سامنے ہے' دل چاہے تو مان لو' دل چاہے تو نہ مانو۔"

ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا

"یہ کھلا ہوا صحیفہ ہے' جو چاہتا ہے رب کا رستہ اختیار کرے (جبر نہیں' سختی نہیں ہے۔) اگر چاہو تو اختیار کر لو' چاہو تو اختیار نہ کرو۔"

اعملوا ماشئتم انہ بما تعلمون بصیر

"جو چاہے کرو' اجازت ہے۔ یاد رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔"

و اعبدوا ماشئتم من دونہ

"اللہ کے سوا تم جس کی چاہو پرستش کرو' اجازت ہے۔ پھر یہ سمجھ لو کہ انجام اس کا کیا ہوگا' دنیا میں ہم کوئی سختی نہیں کریں گے۔"

لا اکراہ فی الدین قدتبین الرشد من الغی فمن یکفر بالطاغوت و یومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی' لا انفصام لھا و اللہ سمیع علیم

"دیکھو! دین میں کوئی جبر نہیں ہے' کوئی اقرار نہیں ہے۔ یہ اور بات ہے جو طاغوت کا دامن پکڑے گا وہ ختم ہو جائے گا' جو اللہ کا دامن پکڑے گا وہ دامن مضبوط رہے گا۔"

کہہ دو:

یا ایھا الکافرون لا اعبدما تعبدون

”اے کافرو! ہم جس کی عبادت کرتے ہیں اس کی تم نہیں کرتے
اور تم جس کی کرتے ہو اس کی ہم نہیں کرتے۔“

لکم دینکم ولی دین

”تمہارا دین تمہارے ساتھ ہمارا دین ہمارے ساتھ!“

(نعرۂ حیدریؑ)

اسلام میں کوئی جبر نہیں ہے' اسلام میں کوئی جبر نہیں ہے اور کوئی سختی نہیں ہے کہ ضرور مسلمان ہو' ضرور دیندار ہو...... صرف کام یہ ہے کہ وہ بتا دیتا ہے کہ وہ راستہ یہ ہے وہ رسولؐ کو بھی روکتا ہے کہ تم تبلیغ میں سختی کیوں کر رہے ہو:

ولو شاء ربک

”اگر اللہ چاہتا تو سب مومن ہو جاتے' تمہیں کیا ہو گیا ہے رسول!
تم زبردستی لوگوں کو مومن بنانا چاہتے ہو؟“

اور پھر اس کی وجہ بھی بتا دی:

ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولا یزالون
مختلفین الامن رحم ربک

”اے رسولؐ! اگر اللہ چاہتا تو سارے انسانوں کو ایک امت بنا دیتا' مگر وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے' کیونکہ وہ پیدا ہی اسی لئے ہوئے ہیں کہ اختلاف کرتے رہیں۔“ (نعرۂ حیدریؑ)

اگر ہمیں انسان کے اندر یہ چیز نہیں پیدا کرنی تھی بغاوت! تو یہ ملائکہ کم تھے' جمادات کم تھے' عبادت کیلئے! سورج' چاند' ستارے کم تھے' عبادت کیلئے! ہم تو خود چاہتے تھے کہ سرکش کوئی بندہ پیدا ہوتا تاکہ تمیز ہو کہ اطاعت کرنے والا کون ہے اور بغاوت کرنے والا کون ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

ہم تو چاہتے ہیں...... ہم تو چاہتے ہیں کہ سرکشی ہو' اختیار کے ساتھ کہ لوگ

آئیں تا کہ فرق معلوم ہو کہ کون اطاعت کر رہا ہے اور کون بغاوت کر رہا ہے' کون سجدہ کر رہا ہے' کون سجدے سے ہٹ رہا ہے' کون ایمان لا رہا ہے' کون کفر اختیار کر رہا ہے' کون یقین کی منزل پر ہے' کون شک کی منزل پر ہے۔ یہ ہم چاہتے ہیں کہ پتہ چلے لوگوں کو! ورنہ فرق نظر نہیں آئے گا جماعت میں' نماز میں اور حیوان و انسان میں......

انسان کا کمال تو یہ ہے کہ وہ جانتا سب کچھ ہو پھر راہ حق اختیار کرے۔ جبر نہیں اسلام کے اندر' کوئی زبردستی اور سختی نہیں ہے اور آزادی ہے کہ جو مذہب چاہے اختیار کرو' جو دین چاہے اختیار کرو' جو مسجد چاہے اختیار کرو' جو مسلک چاہے اختیار کرو' جو فقہ چاہے اختیار کرو' جو دینیات چاہے اختیار کرو...... (نعرۂ حیدریؑ)

کوئی سختی نہیں ہے' کوئی جبر نہیں ہے۔ یہ جو حدیث ہے:

"مجھے حکم ملا ہے کہ میں اس وقت جنگ کرتا رہوں جب تک لوگ لا الہ الا اللہ نہ کہہ دیں۔"

یہ جعلی حدیث ہے' حکومت کی ساختہ برساختہ ہے وہاں تو قرآن میں یہ ہے کہ

"اگر وہ اصولوں کے لئے جھکتے ہیں تو تو بھی جھک جا۔"

فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ لکم علیھم سبیلا

"اے رسولؐ! یہ کفار اگر تم سے کنارہ کش ہوتے ہیں اور تم سے لڑنا نہیں چاہتے اور صلح چاہتے ہیں تو تم کو کوئی حق نہیں کہ ان پر ہاتھ اٹھاؤ۔"

ہم حدیث کو دیکھیں کہ قرآن کو دیکھیں...... تو زمامہ بن عفان حضورؐ کے پاس گرفتار ہو کر آتا ہے کہ یمامہ کا سردار ہے' بہت بڑا اور قبیلہ حنیفہ سے ہے۔ حضورؐ کے پاس صحابہؓ گرفتار کر کے لاتے ہیں۔ حضورؐ مسجد کے ستون سے باندھ دیتے ہیں' تین

دن تک بندھا رہتا ہے۔ حضورؐ آتے ہیں' کہتے ہیں:

"زمامہ! کیا حال ہے؟"

زمامہ کہتا ہے:

"اگر قتل کر دیجئے تو ٹھیک ہے میں خونی ہوں' اگر چھوڑ دیجئے تو میں شکرگزار رہوں گا' فدیہ چاہئے حاضر ہے۔"

حضورؐ چپ رہتے ہیں' نماز پڑھاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ تیسرے دن آ کر کہتے ہیں:

"زمامہ کو چھوڑ دو۔"

زمامہ چھوڑ دیے جاتے ہیں اور زمامہ جب چھٹتے ہیں تو پہلے جا کر نخلستان میں غسل کرتے ہیں' وضو کرتے ہیں پھر آ کر رسولؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔

(نعرۂ حیدریؑ)

بتانا یہ ہے کہ ہم سختی اور جبر سے نہیں اسلام پھیلاتے' پکڑ کر زنجیر پیروں میں نہیں ڈالتے' ہم تقریر سے متاثر کرتے ہیں' کردار سے متاثر کرتے ہیں' سختی سے متاثر نہیں کرتے ہیں اور اسلام میں کہیں نہیں ہے کہ غیر ملکوں پر قبضہ کر کے تم اسلام کی اشاعت کرو۔ جب رسولؐ نہیں کرتا تو تم رسولؐ سے زیادہ اسلام کے ٹھیکیدار ہو؟

(نعرۂ حیدریؑ)

دوستو!

بات یہ ہے جو لوگ کہتے ہیں اقتدار کے لئے' قوت کے لئے اسلام......

اسلام نہیں چاہتا کہ زبردستی کسی کو مسلمان کرے وہ نہیں چاہتا کہ کسی سے زبردستی کرو اور نہ اس کا مقصد ہے۔ وہ جو کچھ پروپیگنڈہ ہوتا رہا یہ سب ملوکیت کی سازش ہے اور اسلام کو بدنام کرنے کی بات ہے۔

یہ آج پہلی محرم ۱۴۰۱ ہجری ہے۔ ہم پندرھویں ہجری میں قدم رکھ رہے ہیں۔ یہ پندرھویں ہجری ہم سے سنو کہ کیا ہے؟ (نعرۂ حیدری)

یہ پندرھویں ہجری یہ بتانے آئی ہے کہ اس قوم کا مسلک صحیح تھا اور قوموں کا مسلک صحیح نہیں ہے۔ جو کہتے تھے اسلام فتوحات کے ذریعے پھیلا ہے' ۱۴ صدیوں سے ہم یہ کہتے آئے ہیں کہ اسلام تلوار کے ذریعے نہیں پھیلا اور آج پندرھویں صدی میں بھی یہی کہتے ہیں۔

چودہ صدیوں سے علم کلام کی بات کون کر رہا ہے؟ کون......؟ حضورؐ پر جو اعتراض ہوتا تھا اور اس کو رد کرتا رہا ہے۔ رسالتؐ کے دامن کے داغ کون دور کرتا رہا ہے؟ وہ ہم تھے جو کہتے تھے کہ اسلام کا تصور غلط ہے؟ جو تم کہتے ہو کہ تلوار سے پھیلانا چاہئے' یہ غلط ہے۔ تم کہتے تھے نہیں' آپ رونے والی قوم ہیں آپ کو کیا پتہ کہ بغیر فتوحات کے اسلام نہیں پھیل سکتا؟ ٹھیک ہے نا! اب یہ پندرھویں صدی بتائے گی کہ ہم سچے ہیں یا دوسرے سچے ہیں۔ اگر اسلام نام فتوحات کا ہے اور بقول جنرل ضیاء الحق کے......(نعرۂ حیدری)

(ہمارا مقصد کسی......ہمیں وہ بات نہیں کرنا ہے!)

اگر اسلام تلوار کے زور پر پھیلا اور غیر ملکوں پر قبضہ کرنا اسلام میں داخل ہوتا تو پھر صدر صاحب کی تقریر میں یہ آتا......اور اب پندرھویں صدی میں کہا کہ یہ کریں گے' یہ کریں گے تو وہاں یہ بھی کہا جاتا کہ ہم دوسرے ملکوں پر قبضہ بھی کریں گے۔

(نعرۂ حیدری)

انہوں نے یہ نہیں کہا......انہوں نے یہ کہا کہ پاکستان ایک مضبوط قلعہ ہوگا۔ ان کو یہ کہنا چاہئے تھا جب کہ وہ یہ کہتے تھے کہ ماضی پر نظر ڈالو...... ماضی پر نظر ڈالو! ماضی کے اندر تو فتوحات ہیں۔ ان کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ ہم کوشش کریں گے ہم ہندوستان پر بھی قبضہ کریں گے تاکہ وہاں کے لوگوں کو بھی مسلمان بنائیں' چین پر بھی

قبضہ کریں گے تاکہ اسلام پھیلے' روس پر بھی قبضہ کریں......اب کیوں چپ بیٹھے ہیں؟ کیوں نہیں قبضے کی بات کرتے؟ اگر ایک ملک بھی وہ فتح کر لیں تو ان کی صدارت کی عمر' عمر نوح' بن سکتی ہے۔ مگر فتح کرنے کی بات تو علیحدہ ہے وہ تو کسی ملک پر قبضہ کرنے کی بات بھی نہیں کرتے' کسی کا علم کلام ٹھیک رہا۔ تم یہ کہتے تھے قبضہ کرنا چاہیے۔ اب قبضہ کر لو اور تمہیں تو زیادہ حق ہے' نوے کروڑ مسلمانوں کے نمائندہ ہو۔(نعرۂ حیدریؑ)

تمہارے پیچھے تو نوے کروڑ کا اجتماع ہے۔ یہ سارا اجتماع تمہیں کچھ نہیں بنا سکا۔ نوے کروڑ کا اجتماع جب کچھ نہیں بنا سکتا' تو پھر تو کچھ شہر کے لوگوں کا اجتماع کیا بگاڑ سکتا ہے؟

ہمارا مقصد......ہم اپنے حجرے سے علمی باتیں کرنے کے عادی ہیں' لیکن ہم وہ بات ضرور کرتے ہیں جس سے ہم کو یا......ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کو تکلیف پہنچی۔ ہم یہ سی آئی ڈی (C.I.D.) کو بتانا چاہتے ہیں کہ وہ لکھ کر بھیجیں اوپر کہ ضیاء الحق کی تقریر سے ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے۔(نعرۂ حیدریؑ)

یا......تو یہ کہہ دیں صدر صاحب کہ مسلمان حسینؑ کو نہیں مانتے۔ کہہ دیں' صاف صاف کہہ دیں کہ مسلمان حسینؑ کو نہیں مانتے۔ تو پھر کون حسینؑ کو مانتا ہے؟ کہہ دیں......مگر حقیقت یہ ہے کہ سارے مسلمان حسینؑ کو مانتے ہیں' بلکہ کراچی میں تو تازیے دار زیادہ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کے دلوں کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ اپنی تقریر میں انہوں نے دنیا بھر کے لوگوں کا ذکر کیا' لیکن ان کی زبان سے خالق تکبیر پاکستان کے حسینؑ کا نام نہیں آیا۔

(نعرۂ حیدریؑ)

کیا وجہ ہے......؟ کیا چیز ہے کہ آپ علامہ اقبالؒ کی مناسبت بھی رکھ سکتے تھے۔ علامہ اقبالؒ آپ کے محسن ہیں' کرم فرما ہیں۔ جب وہ کہہ سکتے ہیں حسینؑ کے

بارے میں۔

نقش الا للہ بر صحرا نوشت

سطر عنوان نجات ما نوشت

اس نے ہماری نجات کا نوشتہ لکھ دیا۔ جس کو علامہ اقبالؒ نجات کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں۔ آپ اس کے دل کا لحاظ کرتے ہو۔ علامہ اقبال کا بھی احترام نہیں کرتے۔ علامہ اقبال خود انہیں بانی لا الہ...... آپ بات کرتے ہیں کہ ہم اسلام کو' پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنائیں گے۔ قلعہ تو آپ کو یاد ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

آپ کو قلعہ یاد ہے...... قلعہ یاد ہے! قلعے کا دروازہ اکھاڑنے والا نہیں یاد ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

یہ آدمی کو سوچ کر بات کرنی چاہیے اور سوچے کہ وہ کون ہے......؟

تم اس ملک کے سربراہ ہو' ہم تمہارا احترام کرتے ہیں۔ تم صدر ہو' تمہیں نہیں سمجھ آتی کہ یہاں سارے مسلمان جو ہیں وہ حسینؑ کے ساتھ عقیدت رکھتے ہیں اور اگر فرض کرلو کہ تمہاری نگاہ میں سارے مسلمان عقیدت نہیں رکھتے تو کم از کم ایک تہائی اکثریت حسینؑ کو اپنا سب کچھ مانتی ہے۔ تو...... تمہیں سوچنا چاہیے تھا کہ جب تم ہجرت کی بات کر رہے ہو اور ساری باتیں تمہارے ذہن میں ہیں' تو محرم! تمہیں نظر نہیں آتا' محرم تمہیں دکھائی نہیں دیتا۔ تمہیں طارق اور خالد نظر آتے ہیں اور جو خالد کو مسلمان بنانے والے ہیں وہ تمہیں نظر آتے...... تو...... یہ کون سا طریقہ کار ہے؟ تم نے سارے سواد اعظم کے دل کو ٹھیس پہنچائی' تم نے خلفاء راشدین جو تمہاری نگاہ میں...... تم نے ان کا ذکر کیا۔ تم نے تو صرف دو کا کیا' دو کا تم نے نہیں کیا۔ تو یہ صرف ہم کو جلانے کی بات نہیں' تم نے سارے مسلمانوں کو ٹھیس پہنچائی ہے یا دونوں کو تم خلفاء راشدین میں نہیں سمجھتے...... تو...... تمہیں سوچنا تھا کہ تم اسلام کی بات تو کرتے ہو' اسلام کی...... کہ اسلام کو ہم مل کر مضبوط بنائیں گے...... آگے لے جائیں گے۔ مگر تم ان کو بھول جاتے

ہو جنہوں نے اسلام کو مضبوط کیا تھا' اسلام کے لئے قربانیاں دی تھیں۔ تمہیں ہر شخص کا نام یاد ہے اور اس کا نام یاد نہیں ہے جو (جماعت) غزوات رسولؐ میں ہر جگہ علم لئے آگے بڑھتا رہا۔ طارق تک تمہیں یاد ہے' اتنی دور تک تمہاری نگاہیں بول سکتی ہیں اور سامنے کا آدمی تمہیں نظر نہیں آتا۔ بصارت کمزور ہو تو اتنی بری چیز نہیں' بصیرت کمزور نہیں ہونا چاہئے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

مجھے افسوس ہوا ہے' صدمہ ہوا ہے میں نے بڑی توقع سے اپنا وقت...... قیمتی جو تھا وہ صرف کیا تھا کہ سنوں کہ کیا ارشاد ہوتا ہے۔ میرا وقت ضائع کیا۔

(نعرۂ حیدریؑ)

اتنا تھا کہ آپ کچھ ہجرت کی بات کریں گے' کچھ آپ محرم کی بات کریں گے۔ آپ محرم کی شب کو تقریر کر رہے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا محرم کوئی چیز ہے ہی نہیں' حسینؑ کچھ ہے ہی نہیں۔ اتنا نہیں انسان کو اندھا ہونا چاہئے۔

(نعرۂ حیدریؑ)

تکلیف پہنچائی...... تکلیف پہنچائی' تم اگر دو جملے کہہ دیتے کہ بھائی محرم کا مقدس مہینہ ہے اور اس میں آپ میل جول کے ساتھ رہیں' اتحاد کے ساتھ رہیں' اتفاق کے ساتھ رہیں تو کیا ہو جاتا؟ مگر...... تم نے نہیں کہا۔ تم نے سوچا کہ تم نے نہیں کہا' تو...... گویا حسینؑ دنیا سے ختم ہو گیا' تمہارے کہنے سے......

گاندھی نے بھی تو کہا تھا کہ

"ہندوستان میں صرف دو قومیں رہتی ہیں ایک انگریز اور ایک ہندو!"

قائداعظم نے کہا:

"نہیں! تیسری قوم بھی رہتی ہے...... مسلمان!"

تو گاندھی جی بھی مسلمانوں کو چھپا نہیں سکے۔ اگر کوئی سوچتا ہے کہ ہم

حسینؑ کا نام نہیں لیں گے تو حسینؑ کا نام نہیں لیا جائے گا۔ یہ غلط فہمی ہے' ان کو چاہیے کہ وہ اپنی اصلاح کریں اور ایسی تقریریں کریں جس میں وہ محرم کی عظمت بتائیں۔ رمضان کی عظمت تو وہ بہت بتاتے ہیں' محرم کی عظمت نہیں بتاتے۔ جو ہجرت کا ابتدائی مہینہ ہے جب کہ ابتداء ہو رہی ہے محرم سے ہر چیز کا...... اور شکرانے کی نمازیں بھی پڑھی جا رہی ہیں۔ ابھی ہم سے تو کہا گیا تھا کہ پہلی محرم کو فلاں صاحب شہید ہوئے' یعنی ابھی میں اگر ٹی وی پر یہ بات کہتا کہ پہلی محرم کو شکرانے کی نماز پڑھی جائے تو سارا سواد اعظم یہ شور مچاتا کہ دیکھئے خوش ہو رہے ہیں۔ آپ کو نہ اپنے ہیروز کا پتہ ہے' نہ اپنے بزرگوں کا پتہ ہے' نہ ہمارے بزرگوں کا پتہ ہے۔ آپ کو پتہ کیا ہے؟

اس لئے اے دوستو!

ہم کہتے ہیں کہ پہلی محرم کو شکرانے کی نماز ضرور پڑھنا اس سے بہتر تو کوئی دن ہے ہی نہیں۔ پہلی محرم سے بہتر...... لیکن یہاں ہم جو کہتے کہ شکرانے کی نماز پڑھیں تو فوراً یہ کہتے کہ جلتے ہیں یہ! اب تمہاری سمجھ میں نہیں آتا تم اتنی بڑی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہو' تمہیں جو تقریریں لکھ کر دیتے ہیں ان کے پاس بھی علم نہیں۔ پتہ نہیں کہ کس دن کون مرا ہے' کون جیا ہے؟ (نعرۂ حیدریؑ)

دوستو!

سچی بات تو یہ ہے کہ میں نہیں چاہتا تھا۔ ایمان سے میں آپ سے کہتا ہوں کہ میں یہ نہیں کروں گا' نہ اس موضوع پر بولوں گا۔ میں مجالس کو ان چیزوں سے دور رکھنا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں' علمی باتیں بیان کی جائیں' لیکن مسئلہ یہ ہے کل مجھے بہت اذیت اور تکلیف محسوس ہوئی۔ میں نے سوچا اگر میں نہیں کہوں گا تو ان کو علم نہیں ہوگا۔ اب یہ سی آئی ڈی بیٹھی ہوئی ہے۔ یہ جا کر بتائے گی کہ یہ کہا گیا' یہ ہوا۔ یا تو کہنے والے کی زبان بندی کی جائے یا جس نے کہا ہے اس کی اصلاح ہو جائے۔

(نعرۂ حیدری)

ہمارا فرض ہے...... ہمارا فرض ہے کہ اگر ان کا وزیر اعظم یا صدر کوئی غلط کام کرتا ہے تو ہمیں اس کی کرسی سے غرض نہیں۔ وہ کرسی پر بیٹھا ہے' لیکن اسے کسی کے آداب کا پتہ ضرور ہونا چاہئے۔ ایک صدر جو ہوتا ہے وہ پورے ملک کا سربراہ ہوتا ہے' اس کو ایسی بات بھی نہیں کہنا چاہئے کہ ہندوؤں کو بھی تکلیف ہو' عیسائیوں کو بھی تکلیف ہو۔ غیر مسلم کے بھی جذبات کا احترام کرنا چاہئے۔ اس کو اتنی بڑی قوم' اتنی بڑی شخصیت نظر نہیں آتی۔ یہ کاہے کا غصہ ہے' کاہے کا غصہ ہے؟ ہم جانتے ہیں کس بات کا غصہ ہے۔ جب کسی کو مال نہ ملے تو اس کو غصہ آ ہی جاتا ہے۔ ہماری خطا یہی ہے کہ ہم نے ان کی جھولی میں زکوٰۃ نہیں ڈالی۔ مال دے دیتے تو غصہ ختم ہو جاتا۔ غصہ اس بات کا ہے' لیکن ان کو سوچنا چاہئے تھا جو کچھ بھی ان کو تکلیف پہنچی ہے ہم اس کے معذرت خواہ ہیں' لیکن وہ ہمارے عقیدے کی بات ہے۔ اگر وہ خیرات کہتے تو دے دیتے' زکوٰۃ کیسے دے دیتے وہ ہمارے عقیدے کی بات ہے' ورنہ کوئی بات نہیں۔ ہم نے ان کی اور الٹی سیدھی باتیں مان لی ہیں تو یہ بھی مان لیتے ہم! لیکن یہ عقیدے کی بات تھی۔ کہتے کہ خیرات میں ہمیں دے دو' ہم دے دیتے۔ جب عقیدے کی بات تھی...... ہم نے کسی بھی دور میں بھی آسانی اور آرام کی زندگی نہیں گزاری اور آج بھی جانتے ہیں اور ہمارے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے ہمیں پتہ ہے' کیوں ہو رہا ہے؟

اور کس لئے کیا جا رہا ہے؟ ہم نے تو بہت سے لوگ دیکھے ہیں۔ سوچتے ہیں کہ ان باتوں سے شاید یہ ڈر جائیں گے' سہم جائیں گے۔ نہیں سوال ہی نہیں پیدا ہوتا' ڈرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ان کو چاہئے کہ قوم کے جذبات کا لحاظ کریں اور اپنی کرسی کا احترام کریں تاکہ دوسرے ان کی بات نہ کریں اور حسینؑ کا ذکر تو ہمیشہ ہوتا رہے گا...... مگر حسینؑ کا سورج کبھی غروب نہیں ہوا۔ وہ فرات میں ڈوب کے بھی ابھرا۔

آپ سوچتے تھے کہ ایسے جلسے ہوں گے کہ جس سے ہمارے دلوں کو سکون

محسوس ہو گا۔ اتنی اعتنائی' اتنی بے پروائی...... حسینؑ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ حسینؑ خود مستقل ذکر ہے اور جس نے حسینؑ کا دامن پکڑ لیا' وہ دنیا میں مشہور ہو گیا۔ جس نے حسینؑ سے وابستگی کر لی وہ مشہور ہو گیا۔ تو حسینؑ کی شہرت کون ختم کر سکتا ہے؟ اس کا چرچا کون مٹا سکتا ہے؟

جس کا ذاکر رسولؐ ہو...... جس کا ذاکر رسولؐ ہو اس کا ذکر کون مٹا سکتا ہے؟ حسینؑ کا پہلا ذاکر تو رسولؐ ہے ہم تو بعد کے ذاکر ہیں۔ سب سے پہلا ذکر کرنے والا کون ہے؟ میرے حسینؑ کا کون ذکر کرنے والا ہے؟

یہ بات نہ ہوتی اگر آج پہلی محرم نہ ہوتی...... تو یہ جلال نہ ہوتا' مگر جب دل غم زدہ ہو تو کوئی ذرا سی بات کر دیتا ہے تو تکلیف ہو جاتی ہے۔ یہ ہمارے غم کے دن ہیں...... غم کے دن ہیں...... میرا آقا ۲۸ رجب سے سفر میں ہے' محرم ہمارا ۲۸ رجب سے شروع ہو جاتا ہے۔ جب سے حسینؑ نے مدینہ چھوڑا ہے اور حسینؑ کربلا کی طرف آ رہے ہیں...... تب سے ہمارے لئے محرم ہے اور پہلی محرم تو اس لئے ہے کہ اب حسینؑ کربلا پہنچنے والے ہیں۔ حسینؑ کربلا پہنچنے والے ہیں اور بات صرف اتنی ہے کہ حسینؑ کو کیوں جانا پڑا؟ حسینؑ کہتے تھے کہ اسلام زور و طاقت سے نہیں پھیلایا جاتا' قوت استعمال نہیں کرنی چاہئے۔ اگر کوئی بیعت نہیں کرتا تو بیعت نہ کرے' اس کا حق ہے نہیں مانتا' نہیں مانتا یہ اس کا حق ہے۔ حضرت علی علیہ السلام کی کتنے لوگوں نے بیعت نہیں کی تھی کہ علیؑ سے کہا گیا کہ اس نے' اس نے بیعت نہیں کی۔

تو...... کہا گیا جانے دو......! یہ اسلامی نظام کا اصول ہے کہ اگر خلیفہ برحق کی بھی کوئی بیعت نہیں کرتا' وہ بھی زبردستی نہ کرے۔ پھر یزید بیعت کا طلب گار ہے تو حسینؑ بیعت کرتے۔ کیسے ہو سکتی......؟

آواز آئی:

''ایک قاصد آیا ہے' نمائندہ آیا ہے۔''

عباسؑ گئے...... دروازہ کھولا' کہا:

"کیا بات ہے......؟"

کہا:

"حاکم وقت نے حسینؑ کو طلب کیا ہے۔"

جناب عباسؑ آئے' کہا:

"آقا! ولید نے آپؑ کو بلایا ہے۔"

کہا:

"میں جانتا ہوں کہ کیوں بلایا ہے؟ سب تیار ہو جائیں بنی ہاشمؑ!"

سارے بنی ہاشمؑ (ماشاء اللہ یہ دسویں محرم نہیں ہے' یہ کربلا نہیں ہے یہ مدینے کی بات کر رہا ہوں!) سارے بنی ہاشمؑ موجود ہیں۔ وہ چودہ سال کا قاسمؑ بھی' وہ اٹھارہ سال کا اکبرؑ بھی' وہ چونتیس سال کا عباسؑ بھی...... سارے بنی ہاشمؑ کے جوان موجود ہیں' پیچھے پیچھے جوانان بنی ہاشمؑ جب چلنے لگے تو زینبؑ نے کہا:

"عباسؑ! ذرا خیال رکھنا بھیا کا...... بھیا کا خیال رکھنا' حاکم وقت کے سامنے جا رہے ہیں۔"

سب ساتھ ساتھ ہیں اور ادھر ڈیوڑھی پر سیدانیؑ بال کھولے ہوئے دعائیں کر رہی ہے کہ

"بارالہا! میرا بھائی ہر مصیبت سے محفوظ رہے۔"

اور ادھر جوانان بنی ہاشمؑ تلواروں کے قبضہ پر ہاتھ رکھے پیچھے پیچھے سر جھکائے ہوئے جا رہے ہیں۔ دروازے کے پاس آئے تو حسینؑ رک گئے:

"بس اب رک جاؤ' کوئی آگے نہ بڑھے...... میں اکیلا اندر جاؤں گا۔ ہاں! اگر میری آواز بلند ہو تب ضرور اندر آ جانا ورنہ باہر رہو۔"

سب مودب باہر کھڑے ہوئے ہیں۔ اندر پہنچے' ولید نے کہا:

''آپؑ سے یزید نے بیعت طلب کیا ہے۔''

آپؑ نے کہا:

مثلی لا یبایع سراً

''مجھ جیسا آدمی چھپ کر بیعت نہیں کرتا۔''

مطلب یہ کہ فلسفہ بتا دیا کہ جب بھی بیعت ہو گی تو کھلی ہو گی کہ کوئی کہہ نہ سکے کہ انہوں نے بیعت کر لی' انہوں نے کر لی' بیعت کر لی......

مثلی

''مجھ جیسا......

اب جتنے بھی مجھ سے ہوں چھپ کر بیعت نہیں کرتے۔ تم باہر میدان میں آنا' بات کرنا' جواب دوں گا۔''

یہ کہہ کر اٹھے اور چلنے لگے......تو مروان نے کہا:

''ولید! اگر حسینؑ چلے گئے تو ہاتھ نہیں آئیں گے' ابھی قتل کر دے۔''

یہ سننا تھا کہ حسینؑ پلٹے اور کہا:

یا ابن الزرقا!

''تیری یہ مجال......''

تو......آواز کا بلند ہونا تھا کہ راوی کہتا ہے کہ

اول من کسر الباب

''جس نے پہلے دروازہ توڑا وہ عباسؑ تھے۔''

اور...... عباسؑ کے پیچھے اکبرؑ اور اکبرؑ کے پیچھے قاسمؑ اور سارے بنی ہاشمؑ آگے آگئے اور تلواریں کھینچیں تو...... حسینؑ آگے بڑھے اور کہا:

"عباسؑ ......عباسؑ ......"

اور عباسؑ تلوار لئے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے ہیں......اور حسینؑ کہہ رہے تھے:

"عباسؑ ...... عباسؑ رک جاؤ...... عباسؑ ...... عباسؑ رک جاؤ"

عباسؑ رک جاؤ......!"

❁ ❁ ❁

حسینؑ صبر کی دنیا کا تاجدار ہے تو
خدا کے دین کی عظمت کا پاسدار ہے تو
جہان عزم میں کچھ انبیاءؑ ضرور آئے
مگر وفا کا اولوالعزم کردگار ہے تو

ساتویں مجلس

ایمان اور عقیدے میں زبردستی نہیں ہوتی

تقریر کا عنوان یہ تھا کہ چونکہ ہمارے منبر جو ہیں' وہ علم کے مینارے ہیں اور ہم ان دس دنوں میں اپنی قوم کی ذہنی اور فکری تشکیل و تکمیل کرتے ہیں۔ اس لئے علمی باتیں کرنا مقصود ہے جو ہماری خصوصیت ہے' چونکہ ہماری وابستگی علم کے در سے ہے۔(نعرۂ حیدریؑ)

ہمارے نظریات کیا ہیں؟ تو جوانوں کو معلوم ہونا چاہئے جو بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں ان سے معافی کا خواستگار ہوں' ان کو بہت کچھ معلوم ہے۔ لیکن ہمارے نوجوان کو کیا علم ہے کیا معلومات ہے؟

وہ اسی منبر کے ذریعے سے ہوں گے۔ اس لئے ان کو بتانا ہے کہ ہمارا مکتبہ فکر کیا ہے۔ یہ جو ہم اسلام میں (توسل) تحفظ اور انفرادیت رکھتے ہیں اور سارے فرقِ اسلامی ہمیں حیرت سے اور دہشت سے دیکھتے ہیں۔
(نعرۂ حیدریؑ)

بات کیا ہے......؟

بات کیا ہے؟ آخر ہماری بات کیا ہے؟

تو...... ہماری بات یہ ہے کہ ہم اس نظریے کے قائل ہیں کہ ایمان اور مذہب میں اور عقیدے میں زبردستی نہیں ہوتی۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ایمان میں اور نظریے میں زبردستی نہیں ہوتی۔ اور...... یہ کہنا کہ حضورؐ نے تلوار سے لڑائی سے اور جنگ سے اسلام پھیلایا' بالکل جھوٹ ہے' افتراء ہے' تہمت ہے' الزام ہے' بہتان ہے۔

حضورؐ نہ کبھی لڑے تھے' نہ کبھی لڑائی ہوئی تھی' بلکہ حضورؐ سے لوگ لڑے تھے۔ حضورؐ لڑتے تھے تو...... اصل میں بادشاہوں نے اپنی فتوحات کا جواز بنانے کے لئے ایسا کیا کہ اسلام کو تلوار کا مذہب بتایا جائے۔ یہ بادشاہوں نے اپنی فتوحات کا جواز مہیا کرنے کے لئے ایسا کیا۔

تو...... ہم اپنے رسولؐ کو اور اس کے ناموس کو بچانے کے لئے چودہ صدیوں سے پندرھویں صدی میں آ گئے ہیں اور ہماری فکر اسی طرح متوازی چل رہی ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے۔ کبھی دین کے علمبرداروں نے سختی نہیں کی' تشدد نہیں کیا' یہ شیوۂ کفر ہے نہ کہ شعارِ مومن ہے۔

آپ دیکھئے! تاریخ پڑھیں' حدیث پڑھیں' قرآن پڑھیں کہ کیا انبیاءؑ نے سختی کی ہے یا کافروں نے سختی کی ہے؟ تشدد کدھر سے ہوا ہے:

قال اعلا الذین انتکبروا من قومہ لنخرجنک یا شعیب والذین آمنوا معک

تاریخ پڑھو! اگر تمہیں معتبر تاریخ نہیں ملتی تو قرآن پڑھا کرو کہ جو لوگ کافر تھے انہوں نے جناب شعیبؑ سے کہا کہ

"ہم تمہیں نکال دیں گے اپنے گاؤں سے اگر تم نے اپنا راستہ نہ بدلا۔"

تو یہ نکالنے کی بات کون کرتا ہے؟ نبی نہیں کرتا ہے' نبی تو بس اس وقت نکالتا

ہے جب ان کو پتہ چل جائے کہ یہ نکلنے کے قائل ہے:

قال اولو کنا کرھین

"یا تم ہماری ملت میں واپس آ جاؤ۔"

شعیبؑ نے ایک ہی جواب دیا:

"کیا زبردستی یہ کام تم مجھ سے لے لو گے' مجبور کر کے؟"

قالو ما انتم الا بشر مثلنا

تو...... معلوم ہوا کہ جبر جو ہے وہ شعارِ پیغمبر نہیں ہے۔

کافروں نے کہا کہ

"تم ہم جیسے بشر ہو۔ کوئی تم میں اور ہم میں فرق نہیں ہے۔"

وما انزل الرحمن وا من شئی ان انتم الا تکذبون

"اور کچھ اللہ نے نازل نہیں کیا' تم جھوٹ بولتے ہو۔"

قالو ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین

"انبیاءؑ نے بہت میٹھے انداز سے جواب دیا خدا گواہ ہے کہ ہم اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور ہمارا کام صرف تبلیغ کرنا ہے' تمہیں ڈرانا یا دہشت زدہ کرنا نہیں ہے۔"

تو یہ کافر کہتے رہے کہ تم بشر نہیں ہو اور اس کے بعد دھمکی دے رہے ہیں......

دھمکی دے رہے ہیں:

قالو انا تطیرنا بکم لئن لم تنتھو الزجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم

"اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کریں گے اور تم کو ہم سے دردناک عذاب ملے گا۔"

اور..... سنگسار کرنا کس کی فطرت ہے؟ انبیاءؑ کی فطرت نہیں ہے' بلکہ یہ ان کی فطرت ہے جو کافر ہیں۔ تو انبیاءؑ سختی نہیں کرتے' کافر سختی کرتے ہیں:

قالو لئن لم تنتہ ینوح لنکونن من المرجومین

"جب نوحؑ کی قوم آئی تو انہوں نے بھی یہ کہا' نوحؑ! باز رہو اپنے مقصد سے ورنہ ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔"

اور یہی بات آذر نے..... جب چچا نے..... جب ابراہیمؑ سے کہی:

یا ابراھیم لئن لم تنتہ لارجمنک

"اے ابراہیمؑ! اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔"

کون ہے آذر؟ کون ہے..... ابراہیمؑ کا چچا! ابراہیمؑ بھتیجا' آذر چچا ہے۔ آذر کہتا ہے باز نہ آئے سنگسار کر دوں گا۔ یہ کیسا چچا ہے جو سنگسار کر رہا ہے؟ اس لئے کہ چچا صحیح ہے' چچا کی بات صحیح ہے' چچا کا مسلک اور ہے بھتیجے کا مسلک اور ہے۔ جہاں چچا کا مسلک اور ہو وہاں سنگسار ہوتا ہے اور جہاں چچا اور بھتیجا ایک ہوں وہاں پیار ہوتا ہے۔

ابراہیمؑ کی بات ہو گئی' اب موسیٰؑ کی بھی سن لیں۔ فرعون کہتا ہے موسیٰؑ سے کہ

"اگر تو نے میرے غیر کو خدا کہا تو میں تجھے قید خانے میں ڈال دوں گا۔"

تو قید خانے میں کون ڈالتا ہے؟ سنگسار کون کرتا ہے؟ وطن سے کون نکالتا ہے؟ قریے سے دربدر کون کرتا ہے؟ کافر کرتا ہے یا نبی کرتا ہے......؟

تم کہتے ہو دین سختی سے..... پورا قرآن چیلنج ہے۔ تو بتاؤ کہیں کسی نبی نے سختی کی ہو۔ نبی نے سختی کہیں نہیں کی' ہمیشہ سختی کافروں کی طرف سے ہوتی ہے۔ معلوم ہوا تشدد سے مذہب نہیں پھیلتا' سختی سے مذہب نہیں پھیلتا۔ کیا کہہ رہا ہے موسیٰؑ سے فرعون

کہ اگر تم نے کسی اور کو رب کہا تو میں قید میں ڈال دوں گا۔ سوچتا تھا فرعون کہ موسیٰؑ ڈر کے مارے مسلک بدل دے گا۔ مگر قید خانوں سے اللہ والے نہیں ڈرتے اور جب دیکھا کہ موسیٰؑ قابو میں نہیں آ رہا ہے تو جادوگروں کو بلایا تا کہ موسیٰؑ کو پبلک (عوام) میں ذلیل کیا جائے' رسوا کیا جائے:

فلما جاء السحرة قالوا لفرعون ائن لنا اجرا ان كنا نحن الغالبين

"اللہ...... اللہ یہ کیسا خدا ہے جو جادوگروں کو مدد کے لئے پکار رہا ہے؟"

یہ کیوں ہوا؟ خدا کی مسجد پر بیٹھ کر اور یہ بھکاری کیوں بن گئے آپ؟ اس لئے جب کوئی غلط مسند پر بیٹھتا ہے تو بھکاری ہو جاتا ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

جادوگر کہتے ہیں:

"ہم اگر غالب آ جائیں اور ہم نے اگر موسیٰؑ کا طلسم توڑ دیا تو ہمیں کیا ملے گا؟"

سودے ہو رہے ہیں حکومت سے...... کیا ملے گا ہمیں:

قال نعم و انكم اذا لمن المقربين

"ٹھیک ہے تم ہمارے قریب ہو جاؤ۔"

یہ تقرب شاہی جو ہے شاہی سے قربت' شاہی سے قریب ہونا' حاکم سے قریب ہونا...... کون چاہتا ہے جو جادوگر ہوتا ہے۔ وہ چاہتا ہے حاکم سے قریب ہو کر ہمیں کچھ ملے کیوں کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ حاکم کے پاس پاور (Power) ہے۔ اگر ہم لڑیں گے تو یہ ہمارا کاروبار چھین لے گا' ہماری صنعت تباہ کر دے گا' ہمارا منصب چھین لے گا' ہمارا عہدہ چھین لے گا اس لئے چاہتے ہیں حاکم سے قریب جائیں' حاکم کی قربت حاصل کریں۔ لیکن یہ وہ ہیں جن کے پاس کفر ہوتا ہے مگر ایمان والے حکومت

کی پرستش نہیں کرتے' ایمان والے کبھی حصار حکومت کا طواف نہیں کرتے' کیوں کہ ان کو پتہ ہے کہ یہ جو حاکم ہے یہ کیا ہے......؟

وہ جانتے ہیں کہ یہ حاکم ہمیں کیا بنا دے گا اسے تو خود پتہ نہیں کہ کل اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ کتنے تھے جو منصوبے بناتے تھے کہ کل یہ کریں گے' پرسوں یہ کریں گے لیکن نہ وہ پرسوں رہے نہ وہ ترسوں رہے' نہ وہ برسوں رہے۔

کوئی پتہ نہیں چلتا...... حاکم کے پاس کوئی قوت نہیں ہوتی' کوئی طاقت نہیں ہوتی اس کے پاس تو اتنی طاقت نہیں کہ ایک مکھی کو ہٹا سکے اور مچھر کو جدا کر سکے۔ اسی لئے تو جب ایک موقع پر بلایا' منصور نے امام صادقؑ کو...... (صلواۃ)

اور وہ آئے' امام جعفر صادق علیہ السلام کی بات ہے' آپؑ تشریف لائے ہیں منصور کی طلبی پر! اور منصور کو ایک مکھی پریشان کر رہی ہے تو پہلا ہی سوال کرتا ہے:

"یا ابا عبداللہ! اللہ نے مکھی کیوں پیدا کی؟"

کہا:

"یہ بتانے کے لئے کہ حاکموں کی قوت کتنی ہوتی ہے۔"

اور...... حاکم کیا ہے؟ اس کی کرسی چند روزہ ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں' اس کو خود پتہ نہیں' اس کی کرسی کتنے روز کے لئے ہے تو پھر اس کے گرد جانا' اس سے کچھ مانگنا' اس سے کچھ سوال کرنا۔ اس سے تو وہ انسان بہت اچھا تھا جو اکبر (بادشاہ) کے پاس آیا تھا۔ اکبر کو دیکھا کہ ہاتھ اٹھائے ہوئے وہ پلٹ گیا۔

اکبر نے کہا:

"بلاؤ اس کو۔"

وہ آیا' کہا:

"کیا بات ہے؟"

کہا:

"لینے آیا تھا کہ کچھ دے گا' دیکھا آپ خود مانگ رہے ہیں تو
آپ نے کیا دینا؟"

تو...... یہ خود جو بھکاری ہو اور بین الاقوامی بھکاری ہو۔ ان سے ہمیں کیا لینا ہے' کیا کرنا ہے' تو...... ہمیشہ قرب شاہی کی جستجو اس لئے ہوتی ہے تاکہ کچھ ملے۔ لیکن جب تک کفر ہوتا ہے یہ انداز رہتا ہے۔ جب ایمان ہوتا ہے تو ایسا نہیں ہوتا' تو اب صرف قرب شاہی کی جستجو اور تلاش میں جادوگر زمین پر کھڑے ہو گئے۔ چشم فلک نے ایسا منظر کم دیکھا' سلام کہتے ہیں کہ ستر ہزار تھے مگر ہمیں کلبی کی روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کہ صرف بہتر (۷۲)...... بہتر (۷۲) جادوگر تھے' تو آ گئے میدان میں! چشم فلک نے دیکھا' ایک طرف اعیان سلطنت' ارباب حکومت' ایوان حشمت اور فرعون تخت و پر جلال پر بیٹھا ہوا جادوگر فرش پر کھڑے ہوئے منتظر حکم شاہی کے' ایک طرف فرعون تخت پر بیٹھا ہوا اور جادوگر دائیں طرف کھڑے ہوئے اور سامنے دو انسان تنہا' پھٹی ہوئی قمیصیں پہنے ہوئے' ہاتھ میں عصا لئے ہوئے! پوری دنیا دیکھ رہی ہے ایک طرف فرعون ہے' ساز و سامان سلطانی کے ساتھ اور ایک طرف موسیٰؑ ہے جاہ و جلال ایمانی کے ساتھ...... ایک طرف فرعون ہے مادی جبر و جبروت کے ساتھ ایک طرف موسیٰؑ ہے روحانی فقر و لاہوت کے ساتھ! ایک طرف سارے عوام ہیں' ایک طرف تنہا امام ہے...... ایک طرف رنگ سکندری اور ایک طرف نظر قلندری...... ایک طرف ساری خدائی اور ایک طرف نور الٰہی..... اور وہ جادوگر اشارہ پاتے ہی آگے بڑھے اور کہا:

"موسیٰؑ! تم پہل کرو گے کہ ہم......؟"

موسیٰؑ نے کہا:

"نہیں پہل کفر کرتا ہے تاکہ برباد رہے' پھر ایمان وار کرتا ہے کہ
یاد رہے۔"

ایک مرتبہ انہوں نے اپنی رسیاں اور اپنی لکڑیاں پھینکیں زمین پر اور سب

سانپ بن کر لہرانے لگیں اور جادوگر چیخے:

عزت و اقبال فرعونی زندہ

''ہم غالب آ گئے۔''

اعیانِ حکومت مصر کے چہرے دمکنے لگے' اراکین سلطنت کے چہرے پر خوشیوں کی شعاعیں پھوٹنے لگیں۔ فرعون تخت غرور پر بیٹھا ہوا مسرور جھوم رہا ہے۔ ہم غالب ہو گئے......

فاوجس فی نفسہ خیفۃ موسیٰ

''موسیٰؑ نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا۔''

موسیٰؑ نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا...... تو پھر یہ تفسیر کرنے والے کیا کہتے ہیں کہ موسیٰؑ اس ہیبت ناک منظر سے ڈر گئے اور ان کو ہلاکت کا خوف ہوا' ناکامی کا ہوا' شان موسوی خطرے میں تھی۔ اگر ہم نہ ہوتے تو شان موسوی خطرے میں تھی۔

قرآن تو کہتا:

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

''اللہ کے ولی نہ خوف زدہ ہوتے ہیں' نہ رنج ان کو ہوتا ہے۔''

یہ تو ولی نہیں بلکہ نبی ہیں۔ جب ولی نہیں ڈرتا تو نبی کیسے ڈرتا ہے؟ لیکن تفسیریں دی جا رہی ہیں کہ نبی ڈر گیا تاکہ ولایت کے درجے کو اتنا گھٹا دیا جائے یا ہر ڈرنے والا ولی بن سکے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

حالانکہ جو اللہ کا ولی ہے نہ وہ آگ سے ڈرتا ہے' نہ غار سے ڈرتا ہے' موت سے ڈرتا ہے' کسی چیز سے نہیں ڈرتا۔ وہ نہیں ڈرتا تو پھر یہ قرآن جہاں اترا ہے اس سے پوچھو۔

حضرت امام سلونی فرماتے ہیں:

لم یوجد موسیٰ خیفۃ نفسہ

''موسیٰ کو جان کا خوف نہیں تھا۔''

بلکہ! وہ ڈرے کہ لوگ گمراہ نہ ہو جائیں' کہیں بہک نہ جائیں' پبلک کے فساد ایمان کے خطرے کا خوف تھا' اپنی جان کا خوف تھا' بھلا موسیٰ کیا ڈر سکتا ہے؟ موسیٰ ڈرنے والوں میں نہیں ہے۔ خوف صرف اس خیال سے کہ کہیں پبلک گمراہ نہ ہو جائے' تو پھر آواز آئی:

لا تخف انک انت الا علی

کوئی ڈرنے کی بات نہیں ہے۔ پبلک گمراہ نہیں ہو گی' تم ہی غالب ہو گے' تم ہی بلند ہو گے' پھینکو عصا!''

اور ایک مرتبہ بسم اللہ کہہ کے جو عصا پھینکا تو نیزوں کی طرح اس کے بال نکلے اور آنکھیں شعلہ بار' دہن کھلا ہوا' سارے سانپوں کو نگلتا رہا اور اس کے بعد وہ مجسم عصا بن گیا:

والقی السحرة ساجدین' قالوا امنا برب العلمین رب موسیٰ و هارون

سارے جادوگر سجدے میں جھک گئے' کہا:

امنا برب موسیٰ و هارون

''ہم ایمان لائے رب ہارون و موسیٰ پر!''

علامہ رازی لکھتے ہیں کہ فرعون نہیں جھکا' جادوگر جھک گئے۔ اس لئے کہ جادوگر عالم تھے' فرعون جاہل تھا۔ جادوگر جانتے تھے کہ جادوگری میں حالات کا انداز تو بدل سکتا' لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کہ سامان جادوگری ہی ختم ہو جائے' جسم تحویل ہو جائے۔

تو...... فرماتے ہیں علامہ رازی:

فعلموا بتغير الاجسام على الصانع القادر

"تو انہوں نے اجسام کے بدلنے سے یہ سمجھا کہ اس کے پیچھے کوئی غیبی طاقت ہے' بشری قوت نہیں ہے۔"

معلوم ہوا جہاں جسم بدل جاتا ہے' وہاں بشری قوت نہیں ہوتی غیبی طاقت ہوتی ہے۔

سمجھ گئے نا دوستو!

ان چیزوں کو یاد رکھا کرو! تو جو کہتے ہیں کہ موسیٰؑ کا عصا اژدھا بنا' پھر وہ عصا بن گیا۔ دلیل اس بات کی ہے کہ موسیٰؑ خدا کا بنایا ہوا۔ اب اگر کوئی شیر قالین کو اشارہ کر دے۔ (میں چاہتا ہوں) اب یہ اشارہ تو وہ لوگ تو سمجھ گئے جو بڑے ہیں' بزرگ ہیں لیکن یہ نوجوان بیٹھے ہیں ان کی بات سمجھ میں نہیں آئی کہ کیا بات ہے؟

میرے نوجوانو!

یہ تمہارے آٹھویں مولاؑ کی بات ہے اور یہ روایت کس کی ہے؟ ان کے بیٹے امام محمد تقیؑ کی...... انہوں نے کہا کہ ماموں کے ہاں حاجب نے کہا...... بلا کر دربار میں' اس کا انداز تو گستاخانہ تھا۔ کہا:

"اے موسیٰؑ کے فرزند! ماموں نے تجھے یہ عزت دی ہے' یہ مقام دیا ہے اور ایک تم نے دعا کیا کی پانی کیا برسایا' تمہارے چاہنے والے ہر طرف بھونکتے رہتے ہیں کہ ہمارے امامؑ نے پانی برسایا' ہمارے امامؑ نے پانی برسایا۔ پانی تو برستا ہی رہتا ہے' لہٰذا ان کی زبانیں روک دو۔"

امامؑ نے بہت ٹھنڈے انداز سے کہا: (یہی تو میں نے کہا جبر و تشدد نہیں ہے دین میں!)

"بھئی! بات یہ ہے کہ اگر اللہ نے ہمیں کچھ نعمتیں دی ہیں اور مومنین اس کی تعریف کرتے ہیں تو ہم روکنے والے کون ہوتے ہیں؟ تم روک دو۔"

کہا:

"پانی آپ نے نہیں برسایا' اگر آپ میں کوئی پاور (Power) اور قوت ہے تو آپ اس شیر قالین کو کہیے......"

بس صبر کی انتہا ہوتی ہے۔ جب جبر بہت بڑھ جاتا ہے تو صبر ہٹ جاتا ہے۔ بس امامؑ کے ایک مرتبہ تیوریوں پر بل پڑ گئے۔ ایسا معلوم ہوا کہ ذوالفقار نمودار ہو گئی۔ آنکھوں سے بجلیاں نکلیں اور شیر قالین کی طرف اشارہ کیا:

کن فیکون

ادھر الفاظ نکلے کن فیکون' ادھر کن فیکون کے ساغر میں چھلک آ گیا۔ ادھر نقوش میں زندگی اور خطوط میں تحریک پیدا ہوئی۔ تصویر میں صورت پیدا ہوئی' صورت میں سیرت پیدا ہوئی' تصویر حقیقت بن گئی اور امامت کی زبان مشیت بن گئی۔ (نعرۂ حیدریؑ)

شیر بڑھا اور اس نے نگل لیا حاجب کو...... ماموں غش میں گر گیا' کہیں میری نوبت نہ آ جائے۔ تھوڑی دیر بعد اٹھا' کہا:

"مولاؑ! گستاخی ہوئی۔"

کہا:

"کوئی بات نہیں۔"

کہا:

"یہ سب حکومت آپؑ کی اور آپؑ کے جد کی۔"

کہا:

"جو حکومت آپ کے پاس ہے تو ہم لینا نہیں چاہتے۔ وہ ہمارے پاس خود موجود ہے' یہ ظاہری حکومت تجھے مبارک ہو۔"

کہا:

"مولا! گستاخی کی' اس کو واپس کر دیجئے۔"

کہا:

"اگر موسیٰؑ کے عصا نے واپس کیا ہوتا......"

تو اب یہ وجہ تھی کہ وہ جادوگر مان گئے کہ (کوئی) غیبی قوت کوئی پیچھے ہے:

امنا برب موسیٰ و هارون

کہا:

"ہم ایمان لائے رب ہارونؑ اور موسیٰؑ پر!"

اب سوال یہ ہے کہ موسیٰؑ نے عصا ڈالا۔ یہ تو تھا موسیٰؑ کے پاس...... عصا موسیٰؑ کے پاس...... لیکن یہ ہارونؑ کہاں سے آ گئے؟ یہ کیوں کہا کہ

رب هارون و موسیٰ

ہارونؑ کو موسیٰؑ سے کیوں ملا دیا؟ کیوں ملایا......؟

کہہ دیتے کہ

رب موسیٰ

"موسیٰؑ کے رب پر ہم ایمان لائے۔"

ہارونؑ کا کیا کارنامہ ہے؟ عصا اٹھائے تو موسیٰؑ' ید بیضا (معجزہ) دکھائے تو موسیٰؑ ...... تو ہارونؑ کیا کرتے ہیں؟ مگر ہارونؑ چونکہ ساتھ ہیں' رفیق ہیں اور کار رسالت میں شریک ہیں اس لئے جب بھی موسیٰؑ کا نام لیا جائے گا تو ہارونؑ کا بھی نام لیا جائے گا۔

اب آپ سمجھے...... اب آپ سمجھے کہ بغیر کسی کارنامے کے نہ عصا اٹھایا' نہ

تلوار اٹھائی' پھر بھی ہارونؑ کا موسیٰؑ کے ساتھ ساتھ نام ہے' جو تلوار اٹھائے ہوئے ہر غزوہ میں رسولؐ کے ساتھ ہو۔ (نعرۂ حیدریؑ)

تو...... تلوار اٹھائے ہوئے ہر غزوہ میں ساتھ ہو' عصا اٹھائے ہوئے نہیں' تلوار اٹھائے ہوئے ہر غزوہ میں ساتھ ہو۔ چاہے لوگوں کو اس کی تلوار نظر نہ آتی ہو' لوگوں کو تو خالد کی تلوار نظر آتی ہے' علیؑ کی تلوار نظر نہیں آتی؟ ٹھیک ہے...... ذوالفقار میں چمک ہی اتنی ہے کہ آنکھوں کی بینائی چھن جائے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

اور...... حضورؐ نے بھی فرمایا:

یاعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ للا انه لا نبی بعدی

''تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے ہے۔''

تو...... جب جادوگر موسیٰؑ کا نام لیتے ہیں تو بلا فصل ہارونؑ کا بھی نام لیتے ہیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ جب ایمان لے آئے تو ہارونؑ و موسیٰؑ نے فصل نہیں کیا۔ تو جو بھی صاحبان ایمان ہوتے ہیں تو بلا فصل ہوتے ہیں۔ تو...... اب وہ...... اب وہ عالم یہ ہے کہ جب سجدے میں سر رکھا تو غصہ آ گیا اور فرعون نے کہا:

''تم بغیر پوچھے ایمان لے آئے؟''

اس پاگل سے کوئی پوچھے کہ ایمان لانے کے لئے بھی کوئی پوچھنے کی ضرورت ہے:

لا قطعن ایدیکم و ارجلکم من خلاف

''کاٹ دوں گا ہاتھ پیر تمہارے' کیسے ایمان لے آئے؟''

ثم لا صلبنکم اجمعین

''اور تم کو کھجور کے تنوں پر سولی دے دوں گا۔''

اب یہ وہی تھے جو چند لمحے پہلے کہہ رہے تھے:

ان لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین

''غریب و مساکین بے چارے جادوگر' ہمیں کیا ملے گا اگر ہم غالب آ گئے؟''

اب عقیدہ بدلا تو ذہن بدلا' ذہن بدلا تو سخن بدلا' گوہر بدلا تو صدق بدلا' نظر بدلی تو ہدف بدلا' مے بدلی تو جام بدلا' شے بدلی تو دام بدلا۔ اس دام کی بات نہیں کہ کیا بدلے گا؟ اب تیور بگڑے ہوئے ہیں' اب ایمان آ گیا ہے' کفر نہیں ہے جو شاہی تقرب کی جستجو ہو۔ اب حکومت کچھ نظر نہیں آتی' جب ایمان آ جاتا ہے تو حکومت ختم ہے۔

اب جلال ہے' وہی ظلِ ہمائی' دسترخوان حاماتی' وہی مختصر الطاف سلطانی' وہی کشت بردار جہانبانی' وہی تکے تکے پر ناچنے والے مداری' وہی منظور نظر مکتوب بازاری' اب کس جلالت تصوف سے بات کرتے ہیں۔ فرعون کیا بکتا جو چاہے کرے:

انما تجزھتی میاتھ الدنیا

''تو جو کچھ چاہتا ہے وہ کرے۔''

قالوا انا الی ربنا منقلبون

''کوئی پرواہ نہیں ہم اپنے پروردگار کی طرف جا رہے ہیں۔''

(نعرۂ حیدریؑ ......صلواۃ)

جو پروردگار کی طرف جاتا ہے اس کو حکومت کی کوئی فکر نہیں' کیا کرے گا تو......سولی دے گا' کیا کرے گا؟ کوئی فکر نہیں۔ مار دے جان سے' کوئی فکر نہیں! ہم پروردگار کی طرف جا رہے ہیں۔ جو پروردگار کی طرف (جو) جاتے ہیں وہ حکومت سے نہیں ڈرتے' سلطنت سے نہیں ڈرتے۔ آہ...... بڑی منزل ہے' بڑی منزل ہے۔

علامہ کشاف لکھتے ہیں:

''ابھی چند گھنٹے پہلے یہود کے رسیاں ڈالی تھیں' اب سجود میں سر ڈال رہے ہیں۔''

اور پھر فرماتے ہیں:

لم یرفعوا عندھم الی روا الجنۃ

"ابھی سر اٹھایا نہیں تھا کہ جنت کو سامنے دیکھ لیا۔"

میں پوچھتا ہوں کہ کتنی نمازیں پڑھیں جادوگروں نے؟ کتنے روزے رکھے، کتنے حج کئے، کتنی توریت پڑھی، کتنی موسیٰؑ کی تقلید کی؟ صرف موسیٰؑ کی نبوت پر ایمان لائے، ابھی تھوڑی دیر پہلے کافر تھے۔ ادھر ایمان لائے، جو سر اٹھایا تو سامنے جنت تھی۔ اب کوئی اعتراض نہیں کرتا کہ اتنی جلدی جنت کیسے دیکھ لی؟ لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ حسینؑ نے عاشورہ کی شب ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں سے کہا:

"دیکھو! اپنی منزلیں۔"

تو سامنے دیکھا تو جنت سامنے کھڑی تھی۔ پھر یہ کہتے ہو کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے......؟

لا زلی الی ربک لمنقلبون

"اللہ کی طرف جانے والوں کی یہی شان ہوتی ہے۔"

یہی شان ہوتی ہے۔ انہوں نے جنت دیکھ لی، سویرے وہ دوزخی تھے دن ڈھلتے ڈھلتے وہ جنتی ہو گئے، کیوں......؟ اس لئے کہ ہادیٔ وقت کے ہاتھ پر بیعت ہو گئے۔ جب تک ہادیٔ زمانہ کے ہاتھ پر بیعت نہ ہو، اعمال کام نہیں دیتے۔ اس کا ثبوت تم پوچھ لو حُر سے! دیکھو خود سوچو، حُر نمازی تھا۔ تمہیں خود معلوم ہے، حُر نمازی تھا بلکہ حُر نے امام حسین علیہ السلام کے پیچھے بھی نماز پڑھی۔ ظاہر ہے جب نمازی تھا تو روزے دار بھی ہوگا، ہو سکتا ہے حاجی بھی ہو، ہو سکتا ہے زکوٰۃ دہندہ بھی ہو۔ لیکن پھر کیا بات ہے کہ جو ہمارا نظریہ ہے کہ بغیر ہادیٔ زمانہ کے ایمان لائے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا، پھر کیا بات ہے......؟

حُر کھڑا ہوا کربلا میں فرات کے کنارے پر سوچ رہا ہے، ایک شخص نے کہا:

''کیا سوچ رہا ہو؟''

کہا:

''میں جنت اور جہنم کو سامنے دیکھ رہا ہوں۔ جنت کی طرف
جاؤں کہ جہنم کی طرف......''

کہا:

''کیا بات ہے؟ نمازیں کہاں گئیں' روزے کہاں گئے' حج کہاں
گیا' زکوٰۃ کہاں گئی؟''

جب تک کہ ہادی زمانہ کے ہاتھ پر بیعت نہ ہو' کوئی چیز قبول نہیں ہوتی'
چاہے کتنی نمازیں پڑھو' کتنے روزے رکھو' ہادی زمانہ کے ہاتھ پر بیعت ضروری ہے اس
پر ایمان لانا ضروری ہے۔

کہا:

''میں جنت کو دیکھنا چاہتا ہوں۔''

گھوڑے کو بڑھایا' جنت کی طرف جا رہا ہے۔ صبح تک جہنمی تھا' ادھر قدم
بڑھے' ادھر استقبال ہو رہا ہے۔

مجھے صرف اپنا موقف بتانا ہے' حُر کی بات نہیں کرتا ہے۔ حُر کیوں بدلا؟ کیسے
بدلا؟ یہ آپ کو معلوم ہے' وہ کیوں بدل گیا؟ آٹھویں...... وہ تو امام حسینؑ کے ساتھ پہلی
سے پہلے تھا' کون تھا......؟ وہی کربلا لایا......! کربلا لانے والا حُر تھا۔ ہم اس کو معاف
نہیں کرتے' اگر حسینؑ نے معاف نہ کیا ہوتا۔

اور...... جب یہ آیا' تو پیاس سے اس کے...... اس کے گھوڑوں کی زبانیں نکلی
ہوئی تھیں تو...... حسینؑ نے کہا:

''ان کو پانی پلاؤ۔''

اور کہا:

”عباسؑ! پانی اس طرح پلانا گھوڑوں کو کہ ایک مرتبہ لگن سامنے نہ رکھنا‘ کیوں کہ گھوڑے کئی بار پانی پیتے ہیں۔“

غور کیا کہ امامؑ گھوڑوں کے لئے کیا کہہ رہے ہیں کہ عباسؑ جلدی نہ کرنا سامنے قاصد ہے‘ گھوڑے بار بار پانی پیتے ہیں اور علی بن حُر کہتا ہے:

”میں آخر میں تھا اور میری زبان نکلی ہوئی تھی اور حسینؑ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے اور میں نے دیکھا بنی ہاشمؑ چاروں طرف پانی لئے ہوئے دوڑ رہے ہیں۔ تو میری حالت جو بدل ہوئی دیکھی تو حسینؑ خود اٹھے اور قریب آئے۔“

اب یہ جملہ...... ساری تاریخ اسلام لے آؤ‘ اس جملے کا قرض اٹھا نہیں سکتے۔

دیکھو یہ بھوکا پیاسا آیا ہے‘ قتل کرنے حسینؑ کو آیا ہے۔

تو...... فرماتے ہیں:

یا ابن الاخ

”میرے بھتیجے! میرے بھائی کے بیٹے...... اونٹ کو بیٹھا دے۔“

کہا:

”میں سمجھا نہیں امامؑ کا مطلب!“

آپؑ نے اشارے سے کہا:

”اونٹ کو بٹھا دے۔“

تو میں نے بٹھایا۔ پھر کہا:

”پانی پی۔“

تو کہا:

”میرا ہاتھ نہیں سنبھل رہا۔“

تو...... مولاؑ نے خود اپنے ہاتھوں سے مجھے پانی پلایا۔

میرے بھائی کے بیٹے...... یہ دشمن کو کہہ رہے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے پانی پلایا' بھائی ہوتے...... یاد نہیں...... کیا حُر کو یاد نہیں۔ مگر حُر نے دیکھا' کیا بات ہے پوری آٹھویں گزر گئی' نویں گزر گئی' دسویں گزر گئی' حسینؑ سب کو کہتے ہیں پانی دے دو' میرے بچے پیاسے ہیں' میری سکینہؑ پیاسی ہے' میرا اصغر پیاسا ہے' مگر ایک بار بھی نہیں کہتے۔ اے حُر یاد کر میں نے تجھے پانی پلایا تھا' نہیں کہتے۔ معلوم ہوا کہ امامؑ کا دل کتنا بڑا ہوتا ہے۔ بس یہ چیز تھی کہ جب خیموں سے آوازیں آئیں:

العطش...... العطش...... العطش

تو حُر سے اتنی بات ہوئی:

"حُر تو فاطمہؑ کو کیا منہ دکھائے گا؟"

دوستو!

آج محرم کی دوسری ہے اور آپ کے تیور ابھی سے بہت بدلے ہوئے ہیں۔ اتنا رونا اگر آغاز میں ہوگیا تو آپ ساتویں کو کیا کریں گے؟ آٹھویں کو کیا کریں گے؟ کل میں نے کہا تھا کہ ذکرِ حسینؑ باقی ہے' باقی رہے گا۔ خدا ذکرِ حسینؑ باقی رکھنے والوں کو سلامت رکھے۔ ذکرِ حسینؑ کو اب کسی کی احتیاج نہیں' کسی کی ضرورت نہیں۔

میں نے کہا تھا حسینؑ کا ذاکر خود رسولؐ ہے۔ اب دیکھو! یہ حسینؑ ہے' ابھی پیدا ہوا' ابھی پیدا ہوا۔ ماں دوڑی آئی ہے:

"بابا! یہ میرا بیٹا دیکھئے کتنا خوبصورت ہے۔"

اور رسولؐ نے آنکھیں پھیر لیں اور فاطمہؑ نے رخ بدل دیا:

"بابا! دیکھئے میرا بیٹا کتنا خوبصورت ہے۔"

رسولؐ نے پھر آنکھیں پھیر لیں۔ فاطمہؑ سمجھیں کوئی نقص ہے' رسولؐ اس لئے منہ چھپا رہے ہیں کہ کہیں آنکھوں میں آنسو نہ دیکھ لے۔

ایک دم سے جھلا گئیں' کہا:

"بابا! کیا بات ہے......؟ میں کہتی ہوں میرا بیٹا دیکھئے آپ......"

کہا:

"فاطمہؑ ...... فاطمہؑ! تم دیر میں آئیں...... تم دیر میں آئیں اور جبرائیلؑ تم سے پہلے آ گئے۔"

فاطمہؑ تم دیر سے آئیں اور جبرائیلؑ تم سے پہلے آ گئے......

"بابا! کیا بات ہے...... جبرائیلؑ نے کیا کہا؟"

کہا:

"جبرائیلؑ نے کہا خدائے ذوالجلال آپ کو تحفہ درود و سلام بھیجتا ہے۔ آپ کے بیٹے پر مبارکباد! لیکن آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے تاکہ آپ بھی اس کے غم میں شریک ہو جائیں کہ یہ بیٹا آپ کا' تین دن کا بھوکا پیاسا زمین نینوا میں ذبح کیا جائے گا۔"

اب بتاؤ دوستو کہ سیدہ زہراؑ کے دل پر کیا گزری ہو گی؟ جس کا بیٹا اس کی منتوں کا ہے اور جس کا باپ جو سچا ہے وہ سنا رہا ہے کہ اس کے ساتھ یہ ہو گا۔ اب زہراؑ یہ تو نہیں کہہ سکتی کہ ایسا نہیں ہو گا' کیوں کہ زہراؑ کو ایمان ہے اپنے باپ پر کہ اللہ کا رسولؐ ہے' غلط بات نہیں کر سکتا تو...... اب ماتا سہارے تلاش کرتی ہے' ماتا سہارے تلاش کرتی ہے۔

پوچھتی ہے:

"یہ تو حقیقت ہے' یہ بتایئے کیا آپؐ زندہ ہوں گے؟"

کہا:

"بیٹا!......"

دیکھئے! ماتا کیسے سہارے تلاش کرتی ہے' حسینؑ کو...... رسول کریمؐ نے ایک

مرتبہ زہراؑ کو دیکھا' اس کا مطلب یہ تھا کہ

"زہراؑ اگر میں زندہ ہوتا تو کسی کی مجال تھی کہ کوئی حسینؑ کو ہاتھ لگا جاتا۔"

اتنی محبت تھی رسولؐ کو کہ مسجد میں رسولؐ ہیں اور خانہ زہراؑ میں حسینؑ کے رونے کی آواز آئی' تو مسجد سے آئے اور کہا:

"زہراؑ! تمہیں پتہ نہیں کہ حسینؑ کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔"

دوستو!

سیدہؑ نے سوچا اگر باپ ہوگا تو باپ بہادر ہے بچالے گا۔ کہا:

"بابا! کیا اس کا باپ تو ہوگا؟"

کہا:

"نہیں اس کا باپ بھی نہیں ہوگا۔"

کہا:

"بابا! اس کا بھائی حسنؑ تو ہوگا......؟"

سوچا کہ بھائی بھائی کو مرنے نہیں دے گا۔ کہا:

"نہیں' کوئی نہیں ہوگا۔"

تو...... آخر میں کہا:

"یہ چکی پیسنے والی ماں تو ہوگی؟"

کہا:

"نہیں...... تو بھی نہیں ہوگی......!"

❀ ❀ ❀

آٹھویں مجلس

رسالت اور امامت کو اقتدار کی ضرورت نہیں

اسلام سختی اور تشدد سے نہیں پھیلا اور نہ کوئی دین' نہ کوئی دھرم' نہ کوئی مذہب پھیل سکتا ہے اور دوسری چیز جو آج خاص طور پر کہنا ہے' وہ یہ ہے کہ رسولوں کا مقصد' انبیاء کا مقصد اقتدار نہیں ہوتا' رسالت کا مقصد اقتدار نہیں ہوتا۔ بعض مفکرین اور نام نہاد دانشور' اسلام پسند رسول اکرمؐ کو بتاتے ہیں کہ وہ ایک اسٹیٹ بنانا چاہتے تھے' ریاست بنانا چاہتے تھے' حکومت چاہتے تھے۔ تو ہم چاہتے ہیں جو چودہ صدیوں سے غلطیاں ہوتی رہیں وہ پندرھویں صدی میں ختم ہو جائیں۔ (صلوٰۃ)

سوال یہ ہے لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کی ٹھیکیداری صرف علماء جعفریہ نے اٹھا رکھی ہے' ہم عالم نہیں ہیں؟ ٹھیک ہے تم ہی عالم ہو' ہم نے تمہارے علم سے کب انکار کیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ تم کوئی بات قرآن سے ہٹ کر کیوں کہتے رہو؟ قرآن کو' حسبنا کتاب اللہ کہا تم بھول گئے۔ کتاب خدا کو تم سب کچھ سمجھتے تھے کہ کتاب کافی ہے۔ اب وہ تمہاری کافی کہاں گئی......؟

تو...... سوچنا چاہئے کہ سوال یہ ہے کہ اگر بادشاہ بنانا تھا' اقتدار دینا تھا'

حکومت بنانی تھی تو قرآن میں کوئی چھوٹے سے چھوٹا اشارہ' کوئی معمولی سا کنایہ' کوئی تمثیلی لفظ' کوئی استعارے کا جملہ' کوئی وضاحتی بیان' کچھ تو کہتا قرآن کہ رسولؐ تمہارا کام یہ بھی ہے۔ قرآن حکیم میں تو کہیں نہیں ہے رسولوں کا کام اقتدار ہے:

''ہم نے رسولؐ کو صرف اس لئے بھیجا' (ایک کام نہیں دو کام)

کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بغاوت کرو۔''

صرف اطاعت ہی نہیں ہے بلکہ بغاوت بھی ہے' طاغوت سے بغاوت کرو اور اللہ کی عبادت کرو:

وجعلنا هم آئمة يهدون بامرنا

''ہم نے انبیاء کو امام بنایا تاکہ وہ ہمارے ..... تاکہ وہ ہمارے امر کی ہدایت کریں۔''

کہیں ذکر نہیں ہے کہ اقتدار ہو' قوت ہو:

يا ايها النبي انا ارسلنك شاهداً و مبشراً و نذيراً و داعياً الى الله باذنه سراجاً منيرا

''اے رسولؐ! ہم نے تم کو شاہد بنایا' مبشر بنایا' نذیر بنایا اور سراج منیر بنایا۔'' (صلوٰۃ ..... نعرۂ حیدری)

اور ایسا چراغ بنایا جو روشن نہیں ہے بلکہ روشن کرتا ہے۔ تو جو رسولؐ چراغ ہو' روشن ہو' روشن کرتا ہو' ایسا نور ہو' اس کو خاکی کہنا اپنے عقیدت کے مزار پر خاک اڑانا ہے۔ کہیں قرآن میں نہیں:

هو الذي بعث في الامين رسولاً منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم و يعلمهم الكتاب و الحكمته و ان كانوا من قبل لفي ضلال مبين

''وہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسولؐ کو بھیجا' کیوں؟ تاکہ آیات

کی تلاوت کرے' نفسوں کو پاک کرے' کتاب و حکمت کی تعلیم
دے۔''

اقتدار کہاں ہے؟ حکومت کہاں ہے؟ اس کا کام تو صرف تلاوت آیات ہے اور نفوس کو پاک کرنا ہے۔ حکومت کرنا تو بہت آسان ہے' دلوں کو پاک کرنا بہت مشکل ہے۔ اب آپ دیکھئے! سارے وسائل حکومت کے پاس محفوظ ہیں۔ ساڑھے سات کروڑ مسلمانوں کی حکومت ہاتھ میں ہے' ہر چیز موجود ہے لیکن اس کے بعد اسلام نہیں آتا۔ کیوں......؟ اس لئے کہ تفصیل نفوس جب تک نہ ہو' دل صاف نہ ہو' بیچارے کی زبان خشک ہوتی جارہی ہے' اسلام کہتے کہتے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

اس لئے کہ اسلام جو ہے وہ یوں نہیں آتا۔ (دین) پہلے دلوں کو صاف کیا جاتا ہے' پچھلی گرد جو ہے جمی ہوئی' وہ ہٹائی جاتی ہے' تب جا کر اسلام آتا ہے۔ حکومت کرنا مشکل کام نہیں ہے' دلوں کا صاف کرنا مشکل کام ہے' اور رسولؐ کے لئے بہت مشکل تھی۔ اگر کوئی کورا کاغذ ہو تو نقش آسانی سے جمتا ہے اور چالیس چالیس سال سے گرد پڑی ہوئی ہو...... (نعرۂ حیدریؑ)

یسین و القران الحکیمO انک لمن المرسلین علی صراط مستقیمO

''قسم ہے قرآن حکیم کی کہ تم مرسل ہو' رسولؐ ہو اور سیدھے راستے پر ہو۔''

کہیں قرآن میں نہیں آتا کہ تم اقتدار کی کرسی پر ہو۔

قرآن کہتا ہے:

وما محمد

''محمدؐ کچھ نہیں ہے۔'' (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

محمدؐ کچھ نہیں ہے...... قرآن کہتا ہے:

الا رسول

''صرف رسول ہے۔''

صرف رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول گزرے ہیں تم جو عقیدہ اپنائے پھرتے ہو' وہ بشر بھی ہے' بشر بھی ہے۔ خدا تو کہتا ہے وہ صرف رسول ہے تو ہم ان کی بات مانیں یا اللہ کی بات مانیں۔ کہیں ذکر نہیں ہے' کہیں ذکر نہیں ہے سوائے رسول ہے' مبشر ہے' نذیر ہے:

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين

''محمدؐ تم میں سے کسی کا باپ نہیں ہے' کسی کا باپ نہیں ہے' تم میں سے کسی کا باپ نہیں ہے لیکن اللہ کا رسول ہے اور خاتم النبیین ہے۔ تم میں سے کسی کا باپ نہیں ہے...... ہاں ہم جس کو چاہیں اس کو اس کا بیٹا بنا دیں جو تم میں سے کسی کو حق نہیں کہ کسی کو بیٹا کہو۔ تم اس کی بیویوں کو ماں تو کہہ سکتے ہو مگر اس کو باپ نہیں کہہ سکتے' باپ نہیں کہہ سکتے...... مگر جسے ہم چاہیں۔''

تم میں سے کسی کا باپ نہیں ہے' تم اور ہو جس کا باپ نہیں ہے' وہ اور ہے جس کا باپ ہے۔ (صلواۃ...... نعرۂ حیدریؑ)

کہیں ذکر نہیں ہے' کہیں آیات میں ذکر نہیں ہے اتنی آیتیں میں نے پڑھیں کہ رسول! رسول کے سوا کچھ نہیں۔ جہاں بھی ہے وہ یہی رسول ہے' مبشر ہے' نذیر ہے' سراج منیر ہے' ہادی ہے' رہبر ہے' پیغمبر ہے۔ تو اقتدار کہاں گیا؟ اقتدار رسولوں کا کبھی ملتجائے ہدف نہیں رہا۔ یہ وہ جماعتیں رسولؐ کی سوانح عمری اس انداز سے مرتب کرتی ہیں۔ جو اقتدار چاہتی ہیں اور ملوکیت کے دور میں ایسی کتابیں اس لئے لکھی گئیں تا کہ ان کی فتوحات کا جواز پیدا ہو سکے' ورنہ رسولؐ کو اقتدار سے غرض کیا

ہے؟ کبھی انہوں نے اقتدار چاہا ہی نہیں بلکہ اقتدار ان کو پیش کیا۔ اقتدار رسولؐ کو پیش کیا گیا لیکن حضورؐ نے انکار کر دیا کہ اقتدار تو میرا مقصود ہے ہی نہیں۔ پھر غلط فہمی کیوں......؟

کافر یہ سمجھتے تھے یہ کارخانہ نبوت سے یہ چاہتا ہے کہ نگارخانہ سلطنت تک پہنچے۔ مگر رسولؐ اور اللہ کا رسولؐ بہتر جانتا ہے کہ یہ اقتدار کے لئے نہیں آیا۔ عتبہ! تاریخ میں موجود ہے' سیرت ابن حسام! عتبہ حرم میں بیٹھا ہوا تھا سب خانہ خدا میں...... کہا:

"بھئی! اس نے بہت تنگ کیا ہے۔ اگر تم کہو تو اس کو سمجھاؤں۔"

کہا:

"بہتر ہے۔"

عتبہ رسولؐ کے پاس آئے' کہا:

"میرے بھتیجے! تم نے ہمیں گالیاں دیں' ہماری جماعت میں انتشار پھیلا' ہمارے بتوں کو تم نے برا بھلا کہا اور تم نے ہمارے مردوں کو جہنمی کہا۔ ہم کو تم بے ایمان سمجھتے ہو' بہت انتشار ہے' بہت خرابی ہے۔ اگر تمہارا اس نبوت کے دعوے سے قصد مال ہے تو ہم تم کو جتنا کہتے ہو' مال دیتے ہیں' اگر تم نبوت کے بہانے سے شرف چاہتے ہو ہم تجھے اپنا سردار بنانے کو تیار ہیں' اگر تم ملک چاہتے ہو تو تم کو ہم اپنا بادشاہ بھی بنانے کو تیار ہیں۔"

تو رسولؐ نے کہا:

"عتبہ! میں اس لئے نہیں آیا ہوں کہ مال لے لوں' شرف لے لوں اور ملک لے لوں۔

انما بعثنی رسولا و بشیرا و نذیرا

"ہم کو خدا نے صرف رسول بنایا ہے' بشیر بنایا ہے' نذیر بنایا ہے

اور کچھ نہیں بنایا ہے۔'' لہٰذا ہم حکومت نہیں چاہتے' اقتدار نہیں
چاہتے' نہ ہم چاہتے ہیں اور نہ ہمارے خاندان میں کوئی چاہتا
ہے۔''

یہی تو تھا نا! کہ اقتدار کی خواہش ہے' اقتدار چاہتے ہیں' اقتدار......!
بتانا مجھے یہی ہے' لوگ کہتے ہیں آپ کے کیسے آئمہ علیہم السلام ہیں کہ جن کو اقتدار نہیں ملا۔ امام تو وہ ہوتا ہے جس کو اقتدار ملتا ہے' تو...... ہم بتانا چاہتے ہیں کہ رسالت کا اور امامت کا اقتدار سے کوئی تعلق نہیں' کوئی تعلق نہیں یہاں اقتدار کی بات کرو' رسالت کے پیغام کا مقصد اور مقصود اقتدار نہیں ہوتا' بلکہ کیا ہوتا ہے؟ عدل کا قیام:

لقد ارسلنا رسولاً بالبینت و انزلنا معاھم الکتاب و
المیزان ولیقوم الناس بالقسط

''ہم نے انبیاء کو اس لئے بھیجا اور ان کو کتاب بھی دی' میزان بھی
دی تاکہ معاشرے میں انصاف قائم ہو۔''

تو مقصود انبیاء اقتدار نہیں ہے بلکہ عدل ہے اور عدل جہاں نہیں ہے وہاں اسلام بھی نہیں ہے۔ (نعرۂ حیدری)

حضورؐ کو عدل پسند ہے۔ انبیاء عدل چاہتے ہیں اس کے سوا کچھ نہیں چاہتے' عدل چاہتے ہیں اور ہم بھی عدل چاہتے ہیں' انبیاء بھی عدل چاہتے ہیں' اولیاء بھی عدل چاہتے ہیں' اقتدار نہیں چاہتے۔ اقتدار تم چاہتے ہو' تم کہتے ہو کہ اقتدار کے حریص ہیں' خلافت کے حریص ہیں۔ خلافت کا حریص' بھلا وہ تم نے اپنے پیمانے پر ولایت کے جام کو ناپا' تم نے اپنی کتابوں میں لکھا' خلافت کے امیدوار تھے' خواستگار تھے' خلافت ان کا حق تھا۔ امیدواری ان کو ہوتی ہے جن کو حق نہیں ہوتا' خلافت ان کا حق تھا اگر وہ خلافت نہیں چاہتے تھے' اقتدار نہیں چاہتے تھے...... وہ تمہارے اقتدار کو سمجھتے ہی کیا تھے بھلا سمندر کی نگاہ میں قطرے کی کیا حیثیت؟ تاریخی جملے کہہ رہا ہوں۔ لوگ جب کہتے

ہیں تو میرا دل جلتا ہے' علیؑ اور اقتدار...... سمندر کی نگاہ میں قطرے کی کیا حیثیت؟ اور امامت کی نگاہ میں سیاست کی حیثیت اور ولایت کی نگاہ میں حکومت کی کیا حیثیت؟ اور جو "انما ولیکم اللہ" کی ولایت کا تاجدار ہو' وہ تمہاری حکومت کو کیا سمجھے۔

(نعرۂ حیدریؑ)

وہ تمہاری حکومت کو کیا سمجھے اور جو خراج حقوق حکومت سلیمان بصورت انگشتری فقیر کو دے دے۔ (نعرۂ حیدریؑ ...... چمن چمن' کلی کلی' علیؑ علیؑ ...... نگر نگر' گلی گلی' علیؑ علیؑ ...... نعرۂ حیدریؑ)

وہ تمہاری حکومت کو کیا سمجھے' جس کے دروازے پر ستارے سجدہ ریزی کرتے ہوں' تمہاری اطاعت کو کیا سمجھیں' جن کی چاکری فلک کرتا ہو' وہ تمہاری نوکری کو کیا سمجھے...... (نعرۂ حیدریؑ) اور جس کی ایک انگلی کے اشارے سے آفتاب پلٹتا ہو اور جس قلم کی رو میں کبھی آفتاب نہ ڈوبے وہ تمہاری ڈوبتی ہوئی حکومت کو کیا سمجھے؟ اور نگاہ سے دیوار کو سونے کی کر دے وہ لعل و جواہر کو کیا سمجھے؟ اور جو ابوذرؓ کا آقا ہو وہ زر کو کیا سمجھے؟ اور جو کوہ نبوت پر قدم رکھے وہ جہاں کی حکومت کو کیا سمجھے؟

رسولؐ اس لئے نہیں آیا تھا اور آل رسولؐ اس لئے نہیں آئے تھے کہ اقتدار حاصل کریں۔ اقتدار کیا چیز ہے؟ ایک گریزاں چیز ہے۔ آج کسی کے پاس' کل کسی کے پاس تھی' کل کسی کے پاس ہوگی' لہٰذا اقتدار مطلوب انبیاء' مطلوب اولیاء نہیں ہوتا۔ وہ تو صرف معاشرے کو عدل عمرانی کی بنیادوں پر قائم کرنا چاہتے ہیں اور وہ اقتدار کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اس لئے جب تک مصلحت ہوتی ہے وہ تخت پر بیٹھتے ہیں اور جب وہ دیکھتے ہیں اب تخت اصول کے لئے آگ بنتا جاتا ہے' دیوار بنتا جاتا ہے تو تخت کو ٹھوکر مار دیتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ جی صلح کر لی' تمہیں قرار کیا ہے؟

تمہیں کہیں قرار نہیں آتا۔ اگر لڑتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں لڑنے کے لئے چلے گئے۔ فوج ساتھ نہیں' لشکر ساتھ نہیں' دیکھئے خاندان کو کٹوا دیا اور صلح کر لی تو کہہ دیا

کہ صلح کرتے ہیں۔ نہ تم...... صلح پر تمہارا اکتفاء ہے نہ لڑائی تمہیں پسند ہے۔ تمہیں پسند کیا چیز ہے؟ اور صلح اگر تمہیں پسند نہیں ہے تو تنقید' کوئی برا ماننے کی بات نہیں۔ یہ بزرگوں کو بھی صلح کبھی پسند نہیں رہی۔ دیکھئے نا! ایمان کی بات تو یہ ہے کہ جس کو مانتے ہو وہ لڑے تو کہو بس! اور صلح کرے تو کہو بس۔ یہ نہیں کہ لڑے تو مجبوری...... حالانکہ لڑنے میں کبھی خوش نہ تھے' جان کا خطرہ بہت ہوتا ہے لڑنے میں! اگر آپ دیکھئے اتنی لڑائیاں ہوئیں' کبھی بھی شک پیدا نہیں ہوا' مگر صلح آئی تو شک پیدا ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ ایمان کا امتحان یہ ہے کہ جس سے عقیدہ ہو وہ لڑے تو بھی یقین رکھو اور صلح کرے تو بھی یقین رکھو۔ تو ہم چونکہ ان کو امامؑ مانتے ہیں تو امام خواہ لڑے' خواہ صلح کرے' ہم دونوں چیزوں میں خوش ہیں اور ان کی صلح سمجھتے ہیں کہ یہ بتایا ہے اہل بیتؑ نے کہ ہم اقتدار کے قائل نہیں' اقدار کے قائل ہیں۔ جہاں اقدار اور اقتدار میں لڑائی ہو' تو اقتدار کو نظر انداز کرنا چاہئے اور حکومت دے دینا چاہئے' کہ ہم حکومت نہیں رکھ سکتے۔ کیوں نہیں رکھ سکتے؟ اس کی وجہ ہم بتاتے...... وجہ بہت...... لیکن ہم نہیں بتاتے۔ بس ہم حکومت رکھنا نہیں چاہتے' حکومت تم لے لو کیوں کہ حکومت کے ساتھ جو ذمہ داریاں ہیں...... ماحول کا تقاضا نہیں کہ ہم پورا کر سکیں۔ حکومت کی ہوس نہیں ہے' ورنہ لڑ بھی سکتے تھے' بنی ہاشمؑ لڑنے میں کبھی نہیں گھبرائے' کبھی نہیں گھبرائے...... چالیس ہزار کا لشکر تھا امام حسنؑ کے ساتھ! چالیس ہزار کا لشکر اور پھر صلح کی۔ اگر بنی ہاشمؑ لڑنے والے نہ ہوتے تو بہتر (۷۲) کے ۷۲ نکلتے۔ یہ دلیل ہے کہ ڈرنے والے نہیں' جب ۷۲ کے ساتھ نہ ڈرے تو چالیس ہزار کے ساتھ کیسے ڈر سکتے تھے؟ مگر دیکھ لیا کہ اب وقت کا تقاضا نہیں' حکومت جس طرح ہم چاہتے ہیں چل نہیں سکتی' لہٰذا حکومت کو ٹھکرا دو۔

لوگوں کو سبق لینا چاہئے' کرسی پر بیٹھ کر دیکھے کہ ہم سے حکومت چلتی ہے کہ نہیں۔ (نعرۂ حیدریؑ)

اگر دیکھے کہ ہم سے نہیں چلتی تو علیحدہ ہو جائے' کیوں کہ اسلام کا تقاضا یہی ہے کہ اقتدار عدل کے لئے ہے اور اگر عدل نہیں کر سکتے تو ہٹ جاؤ۔ عدل ہے تو اقتدار پر ہو' عدل نہیں ہے' اقتدار سے ہٹ جاؤ۔ عدل ہے تو رہو اور عدل نہیں کر سکتے تو ہٹ جاؤ۔ اب وہ کہتے ہیں جی کہ عدل کیا ہے؟

دیکھئے نا...... جو نعرہ لگاتے تھے کہ حکومت ہمیں دے دو' ہمیں حکومت دے دو' ہم یہاں خوب دوڑے...... خوب دوڑے۔ وہ دوڑے گا نہیں...... وہ عہدے آئیں گے۔ تو پھر دیکھئے میں اگر بگڑتا نہیں ہوں تو میری برہمی بھی آپ کو معلوم ہے۔ میں ڈرتا کسی سے نہیں' لیکن اگر کوئی بات صدر نے اچھی کہی ہو یا تعریف کی ہو' منبر پر بیٹھا ہوں نا...... منبر کا تقاضا یہ ہے حق بات کہو' سچ بات کہو۔

مولویوں نے کہا:

"ہمیں اقتدار دے ہم وہی پرانا عہد لے آئیں گے۔"

نو مہینے کے لئے اقتدار دے دیا اور پھر چپکے سے اقتدار لے لیا۔ کہا:

"میری خطا......"

کہا:

"نو مہینے میں تو عورت بھی کچھ نہ کچھ کام کر دیتی ہے' تو تم کچھ نہیں کر سکے۔ تو تم کیسے عدل لا سکتے ہو' جس کے اصول دین میں عدل داخل نہیں ہوتا؟" (نعرۂ حیدریؑ)

"عدل"...... تم کیا سمجھو کہ عدل کیا ہے؟ عدل سے حکومت قائم ہے' عدل سے حکومت قائم ہے' عدل سے رعایا شاد ہے' عدل سے حکومت آباد ہے۔ عدل جو ہے زبور کا لہجہ' خدا کی شریعت ہے' انبیاء کی ملت ہے' انجیل کی زبان ہے' توریت کی آیت ہے' قرآن کی صورت ہے' رسولؐ کی سیرت ہے۔ اگر یہ مادیت میں آ جائے تو میزان ہے اور روحانیت میں آ جائے تو کل ایمان ہے۔ عدل کیا ہے؟ خود عدل ہی نزول کا

حل کا عقدہ ہے' عدل ہی نظام مصطفیٰؐ ہے' عدل ہی انتظام مرتضیٰؑ ہے' عدل ہی قرآن کا پارہ ہے اور عدل ہی ہمارا نعرہ ہے۔

حسینؑ اقتدار کے طالب نہیں تھے' نہ رسولؐ اقتدار کا طالب تھا' نہ علیؑ نہ حسنؑ نہ حسینؑ ...... اگر اقتدار کے طالب ہوتے تو بہتر (۷۲) کے ساتھ نہ جاتے' بہت سے ساتھ لے جاتے۔ مگر مقصود اقتدار نہیں' مقصود تو یہ کہ ہم امام جہاں کو نہیں مانیں گے' تسلیم نہیں کریں گے۔ لیکن اہتمام حجت ہے' مسلمانوں کے خطوط آ رہے ہیں' آ رہے ہیں' مسلمانوں کے خطوط کہ یہ اہتمام حجت ہے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اگر اسباب پیدا ہو جائیں تو جنگ کی جا سکتی ہے' لہٰذا اسباب پیدا ہو رہے ہیں۔

دیکھو...... مسلمؑ! ایسا کرو یہ جو تم عباسؑ سے باتیں کر رہے تھے' کیا کر رہے تھے باتیں؟ جو چاہتے رہے تھے کہ میرا بھائی برسر اقتدار ہوں گے' آپؑ ہوں گے اور پھر ہم دیکھیں گے...... کیا میں نانا کی امت کٹوا دوں گا؟

خاندان بنی ہاشم میں دو بہادر گزرے ہیں ایک مسلمؑ ابن عقیلؑ اور ایک عباسؑ ابن علیؑ ...... دو بہادر! مگر ان کو کربلا میں جمع نہیں کیا۔

جا...... مسلمؑ کوفے...... کوفے...... مسلمؑ چلے گئے۔ اٹھارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی اور جب ابن زیاد آیا تو نقشہ بدل گیا۔ تو اب کیا کرے مسلمؑ بیچارہ' غریب الوطن' گلی گلی ٹھوکریں کھا رہا ہے اور کوئی پناہ گاہ نہیں ملتی۔ آخر تھک ہار کر ایک دروازے پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں ایک ضعیفہ نکلی' دیکھا کہ ایک قدآور جوان موجود ہے جس کے چہرے سے جلال خاندانی عظمت دودمانی نظر آ رہی ہے۔

کہا:

''اے مسافر کیا چاہتا ہے؟''

کہا:

''تھوڑا پانی ہے' تھوڑا پانی پلا دو۔''

اب دیکھو لوگو!

سبق لو عبرت لو حکومت کے ساتھ نہ جاؤ ولایت والوں کے ساتھ جاؤ۔ حکومت عارضی ہوتی ہے ولایت دائمی ہوتی ہے۔ ''طوعہ'' ایک معمولی کوئی نہیں جانتا تھا مگر اس نے ولایت والوں کا ساتھ دیا اور آج چودہ صدیاں گزر گئیں آج بھی اس کا نام منبر سے لیا جاتا ہے۔ دیکھا ولایت والوں کے ساتھ جاؤ حکومت کے ساتھ نہ جاؤ۔ ولایت والوں کے ساتھ جایا کرو سلام ہو تجھ پر اے طوعہ اے میزبان مسلمؑ تجھ پر سلام!

''پانی حاضر ہے۔''

پانی پی لیا۔ پھر بیٹھے ہیں کہا:

''اے جوان! زمانہ خراب ہے پانی پی چکا ہے تو اب چلا جا۔''

آپؑ اٹھے بے گھر جب بے چارگی لبوں پر مہر لگاتی ہے وقت کا تقاضا کچھ اور ہے۔ کہا:

''تو ٹھیک کہتی ہے زمانہ خراب ہے اور مجھے گھر جانا چاہیے مگر جس کا کوئی گھر نہ ہو؟''

کہا:

''تم کون ہو؟''

کہا:

''میں حسینؑ کا سفیر مسلمؑ ابن عقیلؑ ہوں۔''

یہ سنا تھا تو کہا:

''مولا! پھر باہر کیا کھڑے ہو؟''

صبح ہوتی ہے تو جناب مسلمؑ ہتھیار باندھتے ہیں اور نکلتے ہیں۔

کہا:

''مولاؑ کدھر چلے؟''

کہا:

''گھوڑوں کے ٹاپوں کی آواز نہیں سن رہی؟''

کہا:

''آقا میں سن رہی ہوں' میں بھی جانتی ہوں...... میں بھی جانتی ہوں لیکن...... باہر نہ نکلو' پیچھے میرا مکان ہوگا تو تمہاری پشت محفوظ ہو گی' میرے خاندان میں بھی بہادر گزرے ہیں میں بھی جنگی نقطہ نگاہ جانتی ہوں۔ پیچھے مکان کو رکھو' آگے تم رہو۔ ایسا نہ ہو کہ باہر جاؤ گے تو پیچھے سے بھی حملہ ہوگا اور آگے سے بھی حملہ ہوگا۔''

کہا:

''میں جانتا ہوں طوعہ! لیکن میں پسند نہیں کرتا' لوگ تیرے گھر میں گھس آئیں۔ میں تیری عزت میں کمی نہیں دیکھ سکتا' اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ یہاں عبادت ہے' لیکن تیری بے حرمتی ہو جائے گی۔ اس لئے مجھے باہر نکلنے دے' لڑنے دے۔''

ایسے بہادر اور جری تھے۔ تاریخ میں ایسا بہادر نظر نہیں آیا' سوار کو اٹھاتے تھے اور بالا خانہ سے اچھال دیتے تھے۔ سوار کو اٹھانا اور بالا خانے سے اچھال دینا کوئی آسان بات ہے؟ کیا بازو تھے' کیا قوت تھی...... اس طرح لڑتے ہوئے چلے' پندرہ سو سے اکیلا آدمی لڑ رہا ہے اور پیشانی پر شکن نہیں ہے اور اقتدار فوج پر فوج بلا رہا ہے اور مسلمؑ لڑتے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔

میں نے کہا نہیں' تاریخ بنی ہاشمؑ میں دو بہادر گزرے ہیں ایک مسلمؑ اور ایک عباسؑ...... مگر مسلمؑ اور عباسؑ میں فرق ہے! مسلمؑ اور عباسؑ میں فرق ہے۔ جب عباسؑ لڑ رہے تھے حسینؑ بھی دیکھ رہے تھے اور زینبؑ بھی دیکھ رہی تھی اور زینبؑ نے

کہا تھا' سکینہؑ ادھر آ! تو کہتی تھی پتہ نہیں دادا خیبر میں کیسے لڑے؟ دیکھ میرے عباسؑ کی جنگ کو...... دیکھ لے۔

عباسؑ لڑ رہے تھے تو زینبؑ بھی تعریف کر رہی تھی' حسینؑ بھی تعریف کر رہے تھے مگر جب مسلمؑ لڑ رہا تھا تو نہ عباسؑ تھے' نہ حسینؑ تھا' نہ زینبؑ تھی' نہ سکینہؑ...... تنہا کوفے کی فوجوں سے ٹکرا رہا تھا بس دو جملے......لڑے بھی...... قید بھی ہوئے اور قلعے کے اوپر بھی پہنچ گئے' تلوار کے نیچے سر بھی ہے اور ادھر حسینؑ سفر میں ہے۔ ایک مرتبہ گھوڑا تیز کیا' گھوڑا تیز کیا اور جناب زینبؑ کی عماری کے نزدیک گیا۔

کہا:

"زینبؑ ......زینبؑ!"

کہا:

"بھیا! کیا بات ہے؟"

کہا:

"مسلمؑ کو دیکھو گی؟"

کہا:

"بھیا! کیا مسلمؑ آ گئے؟"

کہا:

"آئے نہیں مگر میں دکھائے دیتا ہوں۔"

ایک مرتبہ اشارہ کیا تو دیکھا مسلمؑ تلوار کے نیچے کھڑے ہیں۔ کہا:

"السلام علیک یا ابا عبداللہ! السلام علیک یا ابن رسول اللہؐ!"

بکر بن حمران نے سر کو قطع کر دیا تھا...... دو جملے...... دو جملے......!

کہا:

''عباسؑ ...... عباسؑ! اب ہم آگے نہیں جائیں گے' عباسؑ ہم
آگے نہیں جائیں گے ہمارا بھائی شہید ہو گیا' ہمارا بھائی شہید ہو
گیا' عباسؑ تمہارا بھائی شہید ہو گیا۔ بڑی بے کسی کے ساتھ شہید
ہوا' ہم آگے نہیں جائیں گے۔ خیمے لگا دو' قناتیں لگا دو' آگے ہم
نہیں جائیں گے۔''

خیمے لگا دیے گئے' قناتیں لگا دی گئیں۔ ہم اپنے بھائی کا سوگ منائیں گے
عباسؑ! ہمیں اپنے مسلمؑ کا بہت افسوس ہے' ہمارا مسلمؑ شہید ہو گیا' آگے اب ہم نہیں
جائیں گے۔

خیمے لگا دیے' قناتیں لگا دیں تو حسینؑ خیمے میں آئے' زینبؑ کبریٰؑ نے بڑھ
کر استقبال کیا' بھائی کو تخت پر بٹھایا' آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

کہا:

''ذرا عاطقہ کو بلا لو' ذرا مسلمؑ کی بچی کو بلاؤ۔''

زینبؑ دوڑی گئیں' بچی چل...... چچا یاد کر رہے ہیں۔ بچی قریب آئی
اور قریب بڑھی' تو دیکھا حسینؑ نے......

''آ گئی میری عاطقہ آؤ میرے قریب آؤ' میرے چاند...... اور
میرے قریب آؤ۔''

اور قریب بڑھی' کہا:

''بچی آ...... قریب آ!''

اب پیچھے ہٹ گئی...... پیچھے ہٹ گئی' کہا:

''چچا آپ کی محبت سے مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے' یہ بتایئے میرا
بابا تو خیریت سے ہے؟''

حسینؑ نے کہا:

"بیٹی آج سے میں تیرا باپ ہوں...... آج سے میں تیرا باپ ہوں۔"

اور کہا:

"بیٹھو ہمارے قریب بیٹھو۔"

اور زانو پر بٹھا دیا اور کہا:

"زینبؑ! ہماری صندوقچی لاؤ۔"

صندوقچی آئی' اس میں سے دو بُندے نکالے ایک اس کان میں پہنایا' ایک اس کان میں پہنایا۔

صاحب روایت حمید ابن مسلم ہے کہ سکینہؑ ...... سکینہؑ دور کھڑی دیکھ رہی تھی کہ جو یتیمہ ہوتی ہے اس کو بُندے پہنائے جاتے ہیں۔

سکینہؑ کو یہ معلوم نہیں کہ یہ حسینؑ ہے' یہ شمر کا دربار نہیں ہے کہ جہاں یتیمہ کو طمانچے لگائے جائیں اور گوشوارے چھین لئے جائیں۔

نویں مجلس

حسینؑ پائندہ ہے تابندہ ہے

کل گفتگو کا نقطہ یہ تھا کہ انبیاء کرام اس لئے آئے ہیں کہ لوگوں کے لئے بشیر بنیں، نذیر بنیں، سراج منیر بنیں، ہادی بنیں، رہبر بنیں، رہنما بنیں، پیغمبر بنیں، مشکل کشا بنیں، دین کی ترویج کریں، علم کی تلقین کریں، حکمت کی تبلیغ کریں، منزہ کریں، مکرم کریں، بزرگ کریں، تکریم دیں، تعظیم دیں، صلاحیت دیں، تسلی دیں اور ان کا مقصد یہ نہیں تھا کہ تخت حکومت پر قبضہ کریں۔ تخت حکومت پر قبضہ کرنے کی پلاننگ کبھی انبیاء نہیں بناتے، وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ دنیا عدل کے نظام پر قائم ہو اور ہر ایک کو اس کا حق ملے۔ چونکہ فساد اس لئے ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کا حق نہیں دیتا، فساد کیوں ہوتا ہے؟

فساد وجہ صرف یہ ہے کہ انسان دوسرے کا حق لیتا ہے، اس کا حق نہیں دیتا۔ تو اب دوسرا کیا کرے؟ کبھی کبھی صبر کرتا ہے، مگر کبھی آستین الٹ کر سامنے آ جاتا ہے۔ اس لئے اس کا حق مارا گیا...... حق جس کا مارا وہ تو چیخے ہی گا، وہ تو شور کرے ہی گا، بر ہی یہ ہے کہ یہ شور کرتا ہے، یہ چیختا ہے، اپنے کو نہیں دیکھتے کہ تم نے کیا کیا ہے۔ بھئی کوئی پاگل تو نہیں ہے کہ خواہ مخواہ میں کہوں کہ میرا محل تھا، جس پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔ یہ

بات تو اس وقت برمحل ہو گی جب میرا محل ہو گا۔ جب محل نہیں تو بات نہیں کچھ! لیکن جس کی چیز ہو گی اگر اس سے کوئی چھینے گا تو وہ احتجاج کرے گا۔

اب لوگ جو شریف ہیں وہ بھی کہیں گے کہ بھئی حق تو اس کا ہے تم اس کا حق دو! تو وہ کہتے ہیں آپ پبلک کو جمع کر رہے ہیں ہمارے خلاف شورش کر رہے ہیں' یہ کوئی طریقہ ہے؟ (نعرۂ حیدریؑ)

آپ حق دے دیں' اگر چاہتی ہے دنیا کہ امن قائم ہو تو حق دے دیں' فساد ہوئے گا ہی نہیں...... حق دے دیں! آپ ایک معمولی سی بات دیکھئے بہت دھوم دھڑکے سے آپ ایک عورت کو بیاہ کے لاتے ہیں' بڑی محبت اور الفت کے ساتھ! اس کے بعد ایک دن' دو دن' تین دن گزرے اور ساس بہو کی جنگ شروع ہو گئی۔ یہ تو گھر گھر کی بات ہے' میاں بھی کچھ ناراض رہنے لگا۔ ان کی فرمائشیں بھی کچھ بڑھنے لگیں اور ادھر سے بے اعتنائی بھی برتی جانے لگی۔ نتیجہ کیا ہو گا؟ تلخی پیدا ہو گی...... بیوی کہتی ہے میرا حق نہیں دیا' شوہر کہتا ہے تم حد سے زیادہ مانگ رہی ہو' ساس کہتی ہے میرا احترام نہیں کرتی' بہو کہتی ہے مجھ سے محبت نہیں کرتی۔ ہر ایک اس بات پر بضد ہے کہ میرا حق مارا جا رہا ہے۔ تو پھر یہ ہوتا ہے کہ نتیجہ کبھی اتفاق پر ختم ہو جاتا ہے' کبھی طلاق پر ختم ہو جاتا ہے۔ سمجھیں نہ آپ...... بیویاں کسی کو بھی بڑا نہیں مانتیں۔ یہ آپ سمجھتے ہیں اگر آپ کو یہ غلط فہمی ہے کہ آپ کوئی سرتاج قسم کی کوئی ناؤ ہیں' ایسا نہیں ہے...... ایسا نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ یہ روایتی الفاظ ہیں۔ جیسا آپ دھوکہ دینے کے لئے اس سے کہتے ہیں کہ تیرا غلام ہوں اور اندر یہ ہے کہ میں تیرا امام ہوں۔ اسی طرح وہ آپ کو سرتاج کہتی ہے مگر اکثر ظالم سماج کہتی ہے تو بیوی کسی کو بھی اعتبار اور محبت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتی۔ عقیدت کی نگاہ سے' محبت کا لفظ ہے۔ عقیدت کی نگاہ سے...... بیوی کم از کم چاہے...... وہ مولوی ہو' عالم ہو' ولی ہو' نبی ہو...... کچھ دنیا میں عورتیں مستثنیٰ ہیں' کچھ عورتیں دنیا میں مستثنیٰ ہیں جنھوں نے نبی کو نبی سمجھا' امام کو امام سمجھا ورنہ تاریخ یہی بتاتی

ہے کہ عورتیں لڑتی' جھگڑتی رہی ہیں۔ انبیاء کرام سے ان کو بہت اذیت پہنچی ہے۔ دور کی بات ہے' میں نہیں کہہ سکتا کہ کہاں کہاں اذیت پہنچی ہے۔ مگر قرآن گواہ ہے کہ اذیت پہنچی ہے' تکلیف پہنچی ہے۔ تو......

صرف یہی احتجاج ہوتا ہے کہ میرا حق مارا گیا ہے' یہ مجھ پر ظلم کر رہے ہیں' ستم کر رہے ہیں تو حق چاہے گھر کا ہو یا اجتماع کا' جہاں بھی حق مارا جائے گا شور ہوگا۔ ورنہ کوئی پاگل نہیں کہ خواہ مخواہ شور کرے' میدان میں نکل آئے' جلوس نکالے' احتجاج کرے۔ یہ بھی تو سوچو کوئی بات تو ہے یہ شور کیوں ہو رہا ہے؟ احتجاج کیوں ہو رہا ہے؟ کبھی آئینے میں اپنا چہرہ نہیں دیکھا تو نے؟ کبھی آئینے میں اپنا چہرہ نہیں دیکھا تم نے...... کبھی کردار کا اندازہ نہیں لگایا؟ صرف یہی کہنا کہ عوام بے وقوف ہوتے ہیں' پاگل ہوتے ہیں ان کو تو خواہ مخواہ ہم سے چڑ ہے۔ معلوم کرو کہ چڑنے والی چیز ہے کیا؟ کیوں ایسا ہے؟ جب تک اس اسباب کو تلاش نہیں کرو گے اس وقت تک شورش رہے گی۔

پولیس' فوج جو ہے وہ دلوں پر قبضہ نہیں کر سکتی' وہ ایک حد تک انسانوں کو روک سکتی ہے۔ یہ عمل ہے جو انسان کے اندر محبت پیدا کرتا ہے' یہ روش ہے جو انسان میں محبت پیدا کرتی ہے' اگر کوئی اور موجود ہے' اس کے حقوق ہیں' اس کی کوئی پکار ہے' اس کی کوئی آواز ہے تو وہ تم سنو...... سنو تو...... کہ وہ کہہ کیا رہی ہے؟ وہ چاہتی کیا ہے؟ اگر تمہاری کرسی چاہتی ہے تو اس کو مت دینا' کیوں کہ کرسی بہت مشکل سے ملتی ہے اور جب چلی جاتی ہے تو بہت مشکل سے آتی ہے۔ ہاں اگر کسی کے علاوہ وہ کوئی ایسی بات کہہ رہی ہے کہ ہمارا حق یہ ہے تو اس کو مانو' اس کو تسلیم کرو اور کہو کہ یہ صحیح کہہ رہے ہیں درست کہہ رہے ہیں' ہم ان کے حق کو واپس کریں گے۔ کہنا یہ ہے کہ اگر یہ مہینہ مخصوص ہے اس کے دس دن' امام حسین علیہ السلام کے لئے' صدیوں سے...... آج سے نہیں صدیوں سے...... پاکستان میں تو نیا دین رائج ہو رہا ہے' پاکستان میں تو نئی شریعت بن

رہی ہے۔ اس سے پہلے محرم میں تو کسی کا ذکر نہیں ہوتا تھا' کسی کے انتقال پر ملال نہیں ہوتا تھا' کسی کا ذکر و تذکرہ نہیں ہوتا تھا' اب کیا بات ہے؟ کہ اخبارات کو دیکھو' ٹی وی کو دیکھو' ریڈیو کو دیکھو' آخر حسینؑ سے تمہیں اس دور میں کیا نقصان پہنچا ہے؟ کیا تکلیف پہنچی ہے؟ کیا وجہ ہے؟ کہ ہم وہ بات نہیں دیکھتے۔ کیا تم خفیہ ہدایات تو لوگوں کو نہیں دے رہے ہو؟

تو...... اس طرح کیا حسینؑ کا ذکر ٹی وی کا محتاج ہے' ریڈیو کا محتاج ہے' اخبارات کا محتاج ہے۔ تم سال بھر تک چاہے جس کا تذکرہ کرو' ذکر کرو' فکر کرو' تو ہم کبھی نہیں کہتے کہ تم کیا کر رہے ہو لیکن یہ دس دن حسینؑ کے ہیں' لہٰذا حسینؑ کی بات ہونی چاہئے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے' مجبور ہو کر کہنا پڑتا ہے کہ ٹی وی والے' ریڈیو والے' اخبارات والے مناسب رویہ اختیار نہیں کر رہے ہیں۔ دوسروں کی خبریں بڑے اجاگر طریقے سے آ رہی ہیں' لیکن حسینؑ کی خبریں بہت مدھم آ رہی ہیں۔

تو اب تم یہ سوچو! اگر پاکستان جو ہے اس کا مقصد لا الہ الا اللہ' یہی تو نعرہ تھا کہ پاکستان کا مقصد لا الہ الا اللہ ہے تو...... میں پوچھتا ہوں کہ تم جس کا ذکر کرنا چاہتے ہو ضرور کرو۔ دونوں میں مقابلہ کر لو کہ کون بانی لا الہ الا اللہ ہے۔ (نعرۂ حیدری...... چمن چمن' کلی کلی' علیؑ علیؑ' علیؑ علیؑ...... نگر نگر' گلی گلی' علیؑ علیؑ' علیؑ علیؑ...... نعرۂ حسینیؑ)

تو اب میری بڑی مودبانہ درخواست ہے (میں تو) آپ کو پتہ ہے کہ اپنی قوم کو ہمیشہ پر امن رکھنے کی تلقین کرتا رہا ہوں۔ اس لئے کہ مجھے اپنی قوم عزیز ہے' میں ان سے محبت کرتا ہوں وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں۔ ان کی جان' مال' عزت ناموس' میرا جان و مال' عزت و ناموس ہے' لہٰذا میں کبھی کوئی اشتعال انگیزی نہیں کرتا۔ میں اشتعال انگیزی کرنا چاہوں تو بہت کر سکتا ہوں (لیکن مجھے) جیسا میں نے کہا اشتعال انگیزی وہ کرتے ہیں جو کرسی چاہتے ہیں' جو کرسی کے امیدوار تھے تاریخ گواہ ہے انہوں نے اشتعال انگیزیاں کی ہیں۔ لیکن ہم لوگ کرسی نہیں چاہتے' اقتدار نہیں چاہتے' وزارت

تمہاری' صدارت تمہاری' نہ ہم کسی خانقاہ کے خلفاء بننا چاہتے ہیں' نہ کسی مسجد کے امام بننا چاہتے ہیں اور نہ راتوں کو با اجرت مسلسل اذان دینا چاہتے ہیں۔ (نعرۂ حیدری)

ہم کچھ نہیں چاہتے (میں) کبھی نہیں خواہش ہوئی' ایک زمانے میں...... آج سے پانچ' چھ' سات سال پہلے' مجھے خواہش ہوئی تھی...... ایک خواہش ہوئی تھی کہ پاکستانی حالات دیکھتے ہوئے' جیسا ملک ہوتا ہے ویسی خواہش ہوتی ہے کہ خدا مجھے...... کہ خدا مجھے کمانڈر انچیف بنا دے۔ بہت پرانی بات ہے' بہت پرانی بات...... بہت پرانی ہے۔ مجھے خواہش ہوئی تھی...... آخر انسان ہوں' خواہش کا پتلا...... ہر انسان اغراض کا بندہ ہے' ہر انسان...... میں نے کبھی ولایت کا دعویٰ نہیں کیا' صوفی ہونے کا دعویٰ...... آپ ہی جیسا انسان ہوں' صرف لباس تھوڑا سا بدلا ہوا ہے ورنہ اندر اور باہر سب ایک ہی سا معاملہ ہے کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ ہم بشر ہیں تو کہیں گے نہیں جناب آپ مولوی ہیں۔ بھئی ہم تو آپ جیسے ہیں ہم میں بھی خواہش ہو سکتی ہے' تمنا ہو سکتی ہے تو مجھے یہ خواہش ہوئی' میں نے اللہ سے بھی دعا کی اور لوگوں سے بھی ذکر کیا کہ آج کل میں اللہ سے یہ دعا کر رہا ہوں' بہت پرانی بات ہے...... سات' آٹھ سال کی کہ مجھے اللہ کمانڈر انچیف بنا دے۔ تو انہوں نے کہا:

"جناب آپ میجر ہیں؟"

میں نے کہا:

"نہیں!"

"کیا کرنل ہیں...... جرنیل ہیں؟"

کہا:

"تو...... آپ تو بن ہی نہیں سکتے کمانڈر انچیف' تو جب تک فوج میں نہ ہوں...... یہ مولوی ہو کر...... اور سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو اگر آپ کو کمانڈر انچیف بننا ہے تو پہلے آپ کو فوج میں جانا ہوگا۔

میجر' جرنیل' کرنل جو درجے ہیں تو وہ سب طے کرنے کے بعد
آپ اس منزل پر پہنچیں گے۔"

تو کمانڈر انچیف وہ بن سکتا ہے جو فوجی ہو اور رسولؐ کی مسند پر جو بیٹھے وہ عادل ہو۔(نعرۂ حیدریؑ)

اور...... رسولؐ جو ہے عدل چاہتے ہیں' اقتدار نہیں چاہتے...... عدل چاہتے ہیں' لہٰذا رسولؐ جس کو بھی منتخب کریں گے وہ بھی عادل ہو۔ ہماری بات نہیں ہے ہم کبھی اپنی بات نہیں کر سکتے کہ اپنی حدیثوں سے سناتے ہیں' اپنے عقائد سناتے ہیں۔ یہ روایت کفایت الطالب میں موجود ہے۔ معتبر راوی ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ

جعت النبی و بین یدیه تمر اونا ولنی ذالتمر ملا الکف.
فعلت ثلاثه و سینه تمره و مزیب ذالنبی الا علی بن
ابی طالب بین یدیه ترافسلمت علیه فردالی ساو ربک
الی وناولنی ملا کفعلی تمرا فعدته فحو ثلاث و سعین
تمرادرجعت النبی دخلت حاضر انقلا ابا هریره ما تعلم
الی اکفلی کف علی فی العدل سواء

ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

"میں حضورؐ کے پاس گیا تو حضورؐ کے پاس کھجوریں رکھی ہوئی
تھیں...... تو مجھ کو حضورؐ نے مٹھی بھر کھجوریں دیں۔ میں نے گنی تو
تہتر (۷۳) کھجوریں تھیں۔ پھر میں علیؑ کے پاس گیا تو وہاں بھی
کھجوریں رکھی ہوئی تھیں انہوں نے مجھے دیکھا' مسکرائے اور
کھجوریں دیں۔ پھر میں نے گنا تو وہ بھی تہتر (۷۳) تھیں۔ میں
پلٹا' نبیؐ کے پاس کہ آج بڑی تعجب انگیز بات ہوئی۔ کہا' ابوہریرہؓ
اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ علیؑ کا ہاتھ

اور میرا ہاتھ عدالت میں برابر ہے۔" (نعرۂ حیدریؑ ...... صلوٰۃ)

تو...... اب جب برابر ہے عدالت میں ہاتھ تو رسولؐ جو چیز بھی سپرد کریں گے' رسولؐ (توجہ رہے) معصوم نہیں کہتا (یہی تو میرا طریقہ استدلال ہے) معصوم نہیں کہوں گا ابھی! ابھی صرف یہ کہوں گا کہ رسولؐ عدل ہے' اس کی ہر بات عدل ہے۔ اگر وہ معمار کو عمار کرتا ہے تو عدل ہے' اگر مسلمان کو بھر مال کرتا ہے تو عدل ہے' جو یزر کو ابوذرؓ کرتا ہے تو عدل ہے اور مومن کو کل ایمان کرتا ہے تو عدل ہے اور اگر کسی کو بستر پر لٹاتا ہے تو عدل ہے اور کسی کو گودی میں اٹھاتا ہے تو عدل ہے اور کسی کو دیکھ کر تعظیم میں کھڑا ہو جاتا ہے تو عدل ہے۔ ہر چیز کی رسولؐ کی عدل پر مبنی ہے' کسی کو ہاتھوں میں اٹھاتا ہے تو عدل ہے' تو کسی کو محفل سے اٹھاتا ہے تو عدل ہے۔

(نعرۂ حیدریؑ ...... صلوٰۃ)

آپ کو تو پتہ ہے کہ ہر سال تقریر میں کچھ دشواریں' ہر سال کچھ بڑھتی جا رہی ہیں اور مقصد یہی ہے کہ کچھ نہ کہا جائے' فرماتے ہیں کہ ماضی کی طرف رخ کیجئے۔ دیکھئے......!

ماضی پر تو آپ نے پابندی لگا دی ہے۔ دیکھ تو سکتے ہی نہیں' پڑھنے کے لئے اب کوئی ضرورت نہیں ہے' صرف اخبار پڑھئے' اور ٹی وی پر ان کی تقریر سنئے...... کوئی ضرورت نہیں' تو کوئی بات کیجئے گا تو کہیں نہ کہیں کوئی بات نکل آئے گی۔ کوئی غزوہ نہ پڑھئے' کوئی غزوہ نہ پڑھئے اور خصوصیت کے ساتھ غزوۂ احد تو بالکل نہ پڑھئے......

(صلوٰۃ ...... نعرۂ حیدریؑ)

ہاں یہ بتا دی جائے گی کہ "بدر" خاصا نہ ہوا' کون لڑا' کون اڑا' کون مڑا' نہ کہئے گا' یہ نہ کہئے گا۔ خیبر کو بتا دیجئے کہ خیبر بھی ایک جنگ ہوئی تھی' الحمدللہ فتح حاصل ہو گئی۔ کون گیا...... پھر لوٹا...... پھر گیا...... پھر لوٹا...... پھر گیا...... پھر لوٹا...... پھر لوٹا...... اور کون گیا...... تو جھنڈا لگایا' علم نصب کیا' دروازہ توڑا' مڑا تو ایک ہاتھ میں خیبر کا در تھا

اور ایک ہاتھ میں مرحب کا سر! یہ چیزیں بیان نہ کیجئے۔ (نعرۂ حیدری)

اور ہم آپ کو پتہ ہے قانون کا بڑا احترام کرتے ہیں' لہٰذا کوئی بات ایسی کہتے ہی نہیں...... کبھی کہی ہی نہیں' تو خواہ مخواہ لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ ہم کوئی بات کہتے ہیں۔ ہم تو صرف اللہ اللہ کرتے ہیں' رسولؐ رسولؐ کرتے ہیں' علیؑ علیؑ کرتے ہیں' حسینؑ حسینؑ کرتے ہیں' دوسروں کی کوئی بات نہیں کرتے۔ بس اتنی درخواست ہے کہ یہ جو دس دن ہیں کہ یہ کسی اور بزرگ کی طرف منسوب کرنے کی ضرورت نہیں ہے' یہ صرف حسینؑ کے دن ہیں۔ بس میری حکومت سے درخواست ہے کہ ان اداروں کو جو ابلاغ کے ہیں تنبیہ کریں کہ اس میں حسینؑ کا ذکر ہونا چاہئے۔ بہت دن آئیں گے جو اوروں کے ذکر کے لئے بہت لمبے ہیں۔ تین سو پینسٹھ دن ہیں نا...... تین سو پینسٹھ دن تمہارے دس دن ہمارے...... کیا یہ سودا سستا نہیں ہے...... سستا نہیں ہے۔ مگر تمہیں کبھی بھی بیداری نہیں ہوتی' سال بھر سوتے رہے' سال بھر تک سوتے رہے' محرم کا چاند نظر آیا' حسینؑ کا ذکر ہونے والا ہے' جاؤ تلاش کرو' تاریخ میں کہ کون کون مرا؟ (نعرۂ حیدری)

صرف عزاداری چاہتے ہیں' ہم صرف حسینؑ کو رونا چاہتے ہیں (اس لئے اتنا) کسی کی ذات اچھالنے سے کوئی اچھلتا نہیں ہے۔ یہ کشش جو ہوتی ہے وہ ذات میں خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ اخبارات کے ذریعے سے جتنا چاہے پروپیگنڈہ کر لو' ریڈیو کے ذریعے سے...... ٹی وی کے ذریعے سے......!

جو بات حسینؑ کی ہے' وہ حسینؑ کی رہے گی۔ بڑی قوتیں آئی ہیں' بڑی بڑی طاقتیں آئی ہیں ذکر حسینؑ کو مٹانے کے لئے مگر حسینؑ زندہ ہے' تابندہ ہے۔ اسی کراچی میں بتیس سال پہلے بتاؤ کہ کتنے عزاء خانے تھے اور بتیس سال کے بعد کتنے عزاء خانے ہیں۔ (نعرۂ حیدری)

اور حسینؑ کا جو ہر دن طلوع ہوتا ہے' وہ "حسینیت" میں اضافہ کرتا ہے' "حسینیت"

بڑھتی جا رہی ہے' بڑھتی جا رہی ہے...... چڑھتی جا رہی ہے' ہر طرف پھیلتی جا رہی ہے۔
ہر سیکنڈ حسینؑ کا ذکر ہوتا ہے۔

تو...... تم کیا کر سکتے ہو حسینؑ کے ذکر کو مٹا کر...... پاکستان میں' اس چھوٹے سے ملک میں تم نے چاہا کہ حسینؑ کا نام......!

ہندوستان میں کیا کرو گے؟ افریقہ میں کیا کرو گے؟ امریکہ میں کیا کرو گے؟ روس میں کیا کرو گے؟ جاؤ روس میں دیکھو وہاں تو منکرین خدا ہیں' خدا کو نہیں مانتے۔ مگر خود مجھ سے انہوں نے' جب میں گیا تو انہوں نے دکھایا کہ یہاں پر نہ صرف عاشورہ کے دن...... نہ صرف مجلس ہوتی ہے بلکہ ''قمہ زنی'' ہوتی ہے تو جہاں خدا نہیں ہے وہاں بھی حسینؑ ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ ......صلواۃ)

تو حسینؑ پائندہ اور تابندہ اس کا ذکر ہمیشہ قائم و دائم رہے گا۔

بس آج چوتھی ہو گئی ہے' بس چھ دن اور رہ گئے ہیں۔ (تو ہم یہی کہتے ہیں) ہماری درخواست ہے کہ اوپر اطلاع دی جائے کہ یہ جو چھ دن ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں اور ہم حسینؑ کا ذکر سننا چاہتے ہیں۔ اس کے بعد تین سو پینسٹھ دن ہیں جس کا جی چاہے وہ تذکرہ کرے۔ لیکن یہ دن وہ ہیں کہ جس میں سارے اہل بیتؑ بہت پریشان ہیں' بہت بے قرار ہیں۔

ہمارے امامؑ کبھی بھی عشرۂ محرم میں یا ایام محرم میں قصیدہ نہیں سنتے تھے۔ جب دعبل آئے ہیں اور امام رضاؑ سے کہا ہے کہ

''میں آپؑ کی شان میں قصیدہ لایا ہوں۔''

''دعبل تمہیں پتہ نہیں یہ ماہ محرم ہے' ہمارے جد کا مہینہ ہے اگر قصیدہ لائے ہو تو لپیٹ کے رکھ لو۔''

کہا:

''مرثیہ سناؤں۔''

کہا کہ

"ٹھیک ہے مرثیہ سناؤ۔"

اتنے میں ایک کنیز اندر سے آئی کہ آپؑ کی بہن کہہ رہی ہے کہ پہلے میں پس پردہ بیٹھ جاؤں' تب مرثیہ سناؤ۔

یہ آج حسینؑ کا ذکر کیوں ہے؟ اس لئے کہ حسینؑ دین چاہتے تھے' اقتدار نہیں چاہتے تھے' حکومت نہیں چاہتے تھے' دین چاہتے تھے' اقتدار نہیں چاہتے تھے حکومت نہیں چاہتے تھے' دین چاہتے تھے' اقتدار نہیں چاہتے تھے' دین چاہتے تھے اور اسی لئے آپ کو معلوم ہے کہ یزید تخت پر بیٹھ گیا' لیکن حسینؑ نے کچھ نہیں کہا۔ حسینؑ تو اس وقت بولے جب ولید نے بلا کر کہا کہ

"بیعت کرو۔"

حسینؑ نے کہا:

"تم بیٹھے تھے' میں تمہیں کچھ نہیں کہہ رہا تھا اور جہاں بیٹھ گئے تم بیٹھ گئے' مگر یہ کیا کہ میں تمہاری بیعت کروں؟ میں بیعت نہیں کرتا۔"

اب حسینؑ کے پاس کوئی راستہ نہیں دوستو! لوگ کہتے ہیں کہ مدینے میں رہ جاتے...... یہ طلباء اکثر سوال کرتے ہیں کہ مدینے میں رہ جاتے۔ تو مدینے والے کی حالت ان کو معلوم ہے کہ تیسرے خلیفہ وہیں شہید ہوئے اور کسی مدینے والے نے مدد نہیں کی' لہٰذا وہ جانتے تھے کہ مدینے والوں میں کتنا دم اور خم ہے' لہٰذا وہ نکلے اور کہا:

"بہن تیار ہو جا' کل سویرے ہم چلیں گے......! تھوڑی دیر کے لئے اگر اجازت ہو تو ہم اپنے بزرگوں سے مل آئیں۔"

اُدھر جناب زینبؑ تیاری میں لگیں' اِدھر حسینؑ ناناؐ کے روضے پر......!

السلام علیک یا جداہ

"میں آپ کا حسینؑ ہوں...... آیا ہوں...... نانا دل نہیں چاہتا آپ کا مزار چھوڑ دوں مگر مجبور ہوں' بیعت نہیں کر سکتا۔"

پھر حسینؑ آگے بڑھے' بھائی کی قبر پر گئے۔ کہا:

"بھیا! حسینؑ شرمسار ہے' اب تمہارے مزار پر چراغ نہیں جلا سکتا' مجھے اجازت دو۔"

اس کے بعد کہاں گئے؟ (ہائے) چکی پیس پیس کر پالنے والی ماں......

حسینؑ پہنچے:

السلام علیک یا اماہ

"میری ماں! آپؑ پر سلام ہو' میں یہ نہیں کہتا کہ جیسے تم نے کفن سے ہاتھ نکالے تھے' آج قبر سے ہاتھ نکالو' لیکن ماں میں تم سے جدا ہونے آیا ہوں' کوئی بات تو کرو؟"

آواز آئی:

"حسینؑ تو چل' میں بھی پیچھے پیچھے آ رہی ہوں۔"

اب ادھر تیاری مکمل ہو گئی اور صبح ہو گئی۔ چالیس سواریاں تیار تھیں' محملیں تیار' چالیس محملیں تھیں جو تیار ہو گئیں۔ سارے بنی ہاشمؑ موجود ہیں' اصحاب و انصار موجود ہیں۔ ایک راویہ لکھتی ہے کہ میں آئی مدینے کہ میں زینب کبریٰؑ کی خدمت میں حاضری دوں تو اس وقت پہنچی جب قافلہ چل رہا تھا۔ تو میں نے دیکھا کہ ایک عورت ڈیوڑھی سے نکلی جو سفید چادر اوڑھے ہوئے ہے اور سر مل رہا تھا اور اس کے ہاتھ پکڑے ہوئے چودہ سال کا جوان تھا۔ میں نے کہا:

"یہ کون ہے؟"

کہا:

"حسنؑ کی بیوہ ام فروہؑ ہے' یہ ان کا بیٹا قاسمؑ ہے۔"

پھر میں نے دیکھا کہ ایک بی بی چلی آ رہی ہے چادر اوڑھے ہوئے' ان کے ساتھ ایک اٹھارہ سال کا جوان ہے۔ میں نے کہا:

"یہ کون ہے؟"

کہا:

"یہ ام لیلیٰؑ ہے اور یہ ان کا بیٹا علی اکبرؑ ہے۔"

پھر میں نے دیکھا کہ ایک بی بی چلی آ رہی ہے' ان کی گود میں ایک مہینے کا بچہ ہے۔

میں نے کہا:

"یہ کون ہے؟"

کہا:

"یہ ربابؑ ہے اور یہ ان کا بیٹا علی اصغرؑ ہے۔"

تو راویہ کہتی ہے کہ تھوڑی دیر میں ایک ہلچل مچی' ایک ہلچل مچی......

عباسؑ اُدھر دوڑے' اکبرؑ اُدھر دوڑے' حسینؑ اُدھر دوڑے......

میں نے کہا:

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

کہا:

"اس وقت......"

راویہ کہتی ہے میں نے دیکھا عباسؑ اُدھر دوڑے' اکبرؑ اُدھر دوڑے' حسینؑ کرسی سے اٹھے اور بڑھے۔ میں نے کہا:

"یہ کون آ رہا ہے؟"

کہا:

"یہ شہزادی عالم زینب کبریٰؑ تشریف لا رہی ہیں۔"

عباسؑ نے بڑھ کر بازو تھامے' اکبرؑ نے نعلین رکھیں' حسینؑ نے سہارا دیا۔

(میں نے ایسی بات تو نہیں پڑھی جو آپ رونے لگے میں نے تو مدینے سے جانا بیان کیا ہے۔ میں نے کربلا سے جانا بیان تو نہیں کیا!)

زینبؑ آ گئیں' پورا قافلہ چلا۔ (سلامت رہیں یہ قافلے والے سلامت رہیں' یہ چالیس محفلیں سلامت رہیں) پورا قافلہ چلا اور جب چلا تو تھوڑی دیر میں ایک مرتبہ ادب سے آواز آئی:

"قافلے والو رک جاؤ۔"

حسینؑ نے مڑ کر دیکھا تو دیکھا کہ صغریٰؑ کنیزوں کا سہارا لئے ہوئے (ایک طرف) دائیں طرف ایک کنیز' بائیں طرف ایک کنیز...... بازو پکڑے ہوئے' سنبھالے ہوئے لے کر آ رہی ہیں۔ جب دیکھا کہ بیٹی آ رہی ہے تو کہا:

"عباسؑ رک جاؤ...... رک جاؤ۔"

شاید بیٹی کچھ کہنا چاہتی ہے' بیٹی قریب آئی۔ حسینؑ نے بڑھ کر بانہیں پھیلا دیں' بیٹی سینے سے چمٹ گئی۔ حسینؑ نے سر کو چوما' کہا:

"بیٹی! ابھی تو ہم مل کے آئے ہیں۔"

کہا:

"بابا! گھر میں دل نہیں لگتا۔"

کہا:

"بابا! اجازت ہے کہ ایک مرتبہ اہل حرم سے اور مل لوں؟"

امام حسینؑ نے جناب عباسؑ سے کہا:

"عباسؑ بیٹی چاہتی ہے کہ ایک مرتبہ اور مل لے تو قناتیں لگا دو تاکہ میری بیٹی مل لے۔"

ایک مرتبہ قناتوں میں داخل ہوئے' سب سے پہلے جناب زینبؑ پر نظر گئی:

''پھوپھی جان! (پہلے سن لیجئے پھر روئیے) پھوپھی جان! مجھے
تجربہ ہے کہ آپ کی بات بابا کبھی نہیں ٹالتے۔ کیا آپ اتنی سی
بات بابا سے نہیں کہہ سکتیں کہ مجھے بھی ساتھ لے چلتے۔''

کہا:

''بیٹی میں نے کہا تھا' لیکن تیرے بابا نے کہا صغریٰ کا نام فہرست
میں نہیں ہے۔''

اے حسینؑ تیری مظلومی کو سلام! تیری بے بسی پر سلام! تیری بے زبانی پر سلام! تو نے یہ تو کہا کہ فہرست میں نام نہیں' لیکن اصل وجہ نہیں بتائی...... اصل وجہ نہیں بتائی...... اصلی وجہ نہیں بتائی کہ صغریٰ بیٹی جب آپ تھوڑی دور چلتی ہیں' بغیر کنیزوں کے سہارے کے نہیں چلتیں۔ یہاں سے کربلا تک اگر کہئے تو ہم اپنے کاندھوں پر آپ کو لے جائیں۔ مگر یہ بتائیے کہ پھر کربلا سے شام تک کون لے جائے گا؟ کربلا سے کوفے تک کون لے جائے گا؟

خیمے میں داخل ہوئی' سب کو دیکھا۔ جناب ام کلثومؑ کے پاس آئیں' پھر جناب ربابؑ کو دیکھا' پھر دیکھا دور کھڑی ہوئی سکینہؑ ملی۔ آگے بڑھیں اور گلے میں بہن کے بہن نے بانہیں ڈال دیں اور کہا:

''سکینہؑ! تم بڑی خوش نصیب ہو' تم بڑی خوش نصیب ہو کہ بابا
کے ساتھ جا رہی ہو' میں بڑی بدنصیب ہوں کہ بابا مجھے چھوڑے
جا رہے ہیں۔''

پھر پلٹیں اور ربابؑ کی گود میں اصغرؑ نے صغریٰ کو دیکھا۔ صغریٰ نے ہاتھ بڑھایا' اصغرؑ پھدک کر آیا اور صغریٰ نے کلیجے سے لگایا اور کہا:

''اہل حرم خدا حافظ! جائیے اب مجھے کوئی فکر نہیں' اصغرؑ میرے
پاس رہے گا۔''

جناب زینبؑ آئیں، کہا:

''بیٹا! اصغرؑ کو دے دو۔''

کہا:

''پھوپھی جان! میں اصغرؑ کو نہیں دوں گی۔''

کہا:

''بیٹا تیرا باپ کہتا ہے کہ کربلا اصغرؑ کے بغیر مکمل نہیں ہوتی، دے دے۔''

کہا:

''پھوپھی جان! میں نہیں دوں گی۔''

کہا:

''ایک شرط ہے، اصغرؑ خود کسی کی گود میں آ جائے تو میں حوالے کر دوں گی۔''

جناب زینبؑ نے ہاتھ بڑھایا:

''اصغرؑ گود میں آ جا۔''

نہیں آیا...... ام کلثومؑ آئیں، نہیں آیا...... ربابؑ ماں تھیں، آئیں نہیں آیا...... سکینہؑ نے ہاتھ بڑھایا، نہیں آیا...... زینب دوڑتی ہوئی گئی حسینؑ کے پاس کہ غضب ہو گیا، اصغرؑ کسی کے پاس نہیں آتا اور حسینؑ چلے۔ صغریٰ نے حسینؑ کو آتے ہوئے دیکھا کہا:

''بھیا اصغرؑ! آج بہن کی محبت کی لاج رکھنا...... بہن کی محبت کی لاج رکھنا۔''

حسینؑ بڑھے، ہاتھ بڑھایا، اصغرؑ گود میں نہیں آیا...... اصغرؑ گود میں نہیں آیا، اصغرؑ گود میں نہیں آیا...... حسینؑ نے آستینیں اٹھیں اور آہستہ سے کان میں کہا:

"اصغرؑ! صغریٰؑ کے پاس رہو مبارک ہو! لیکن جب حرمل کا تیر آئے گا تو گردن کس کی دوں گا؟"

یہ کہنا تھا کہ اصغرؑ حسینؑ کی گود میں چلے گئے اور صغریٰؑ نے کہا:

"بھیا علی اصغرؑ...... بھیا علی اصغرؑ......!"

❁ ❁ ❁

دسویں مجلس

دین اسلام عدلِ عمرانی کا پیغام ہے

گفتگو اس موضوع پر چل رہی تھی کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مقصود اقتدار اور حکومت نہیں ہے' بلکہ عدل عمرانی کا پیغام ...... کیوں کہ حکومت کوئی اللہ والوں کی نگاہ میں کوئی عظیم شے نہیں ہے۔ دنیا والوں کی نگاہ میں تو بہت عظیم ہے اور اس کے لئے جو کچھ بھی کیا جائے وہ کم ہے۔ مگر اللہ والے حکومت کو کچھ نہیں سمجھتے' دنیا والے بہت کچھ سمجھتے ہیں۔ جانا چاہتے ہیں' مگر نہیں جاتے اور ارادہ کرتے ہیں مگر ارادہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتا' کیوں کہ حکومت ایسی چیز ہے کہ وہ دنیا والوں کے لئے مطلوب آخر ہے' مگر اللہ والوں کی نگاہ میں حکومت کچھ نہیں۔ جناب بہلول دانا سے پوچھا گیا' بادشاہ وقت نے کہا کہ

"خلیفہ بنو گے؟"

کہا:

"نہیں میں یونہی بہت اچھا ہوں۔"

کہا:

"آخر مضائقہ کیا ہے؟"

کہا:

"چھ خلیفوں کے جنازوں کو کندھا دے چکا ہوں' میں بہت ٹھیک ہوں۔"

کہا:

"پھر بھی اتنی بڑی حکومت ہے' اتنی بڑی خلافت ہے تو کچھ تو بتاؤ؟"

کہا:

"اچھا یہ بتایئے اگر آپ کسی صحرا میں ہوں اور تین دن گزر گئے ہوں اور آپ کو پانی نہ ملے اور کوئی کہے ایک گلاس پانی دیتے ہیں اور آدھی حکومت دے دیجئے۔ دیجئے گا کہ نہیں؟"

کہا:

"دے دوں گا۔"

کہا:

"اگر وہ پانی اٹک جائے اور نکل نہ سکے اور پھر کہے آدھی حکومت دے دیجئے۔"

کہا:

"دے دوں گا۔"

کہا:

"جس حکومت کی قیمت ایک گلاس پانی ہو' اس کو میں لے کر کیا کروں گا۔" (حسینیت زندہ باد...... یزیدیت مردہ باد)

تو...... مطلب یہ ہے کہ اللہ والوں کی نگاہ میں حکومت کی کوئی قیمت نہیں'

سلطنت کا کوئی مقام نہیں۔ لیکن عدل عمرانی کے لئے اگر ضرورت ہو تو پھر اس کو قبول کر لینا ضروری ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: (صلواۃ)

لولا حضور الحاضر و قیام الحجت الوجود الناس و ما اخل اللہ علی العلماء الا یقالا علی کالذت ظالم و کذب مظلوم (الخ)

"اگر لوگوں کی اتنی افراط بیعت کرنے والوں کی نہ ہوتی اور اتنے مددگار میرے پاس نہ ہوتے (اور یہ خاص جملہ ہے) کہ اگر اللہ سے اہل علم کا یہ وعدہ نہ ہوتا کہ ظالم کے ظلم پر اور مظلوم کی بھوک پر......"

دیکھئے...... چودہ صدیاں پہلے بھوک کی بات کر رہے ہیں جو آج سوال پیدا ہو رہا ہے۔ اگر اللہ سے یہ وعدہ نہ ہوتا اہل علم کا کہ ظالم کے ظلم پر مظلوم کی بھوک کو برداشت نہیں کریں گے' میں خلافت کی مہار چھوڑ دیتا۔ مگر اس لئے میں رکھتا ہوں کہ لوگ بھوکے نہ مریں' لوگ ظلم کا شکار نہ ہوں۔ تو صرف اس وقت جب عدل عمرانی کا قیام ہو تو حکومت لی جاتی ہے اور جہاں عدل عمرانی نہ ہو تو حکومت چھوڑ دی جاتی ہے۔

تو...... عدل کو دیکھنا چاہئے' اگر عدل ہے تو حکومت پر بیٹھو۔ اگر عدل نہیں ہے تو چلے جاؤ...... چلے جاؤ۔ ہمارے کہنے سے تو نہیں جائیں گے' مگر ہم تو حضورؐ کو سمجھائے جاتے ہیں۔ (بات تو پتہ ہے) عدل بہت ضروری چیز ہے۔ حضورؐ اسٹیٹ بنانے نہیں آئے وہ مظہر عدل تھے جیسے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا' حضورؐ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ

سنت الرشد حکومتہ الفصل و حکمتہ العدل

حضورؐ کی سنت رشد تھی یعنی راشدہ...... راشدہ کا لفظ ہر ایک شے کے ساتھ نہیں لگایا جاتا۔ سنت رسولؐ اور کلام آپ کا فعل اور آپؐ کا حکم عدل تھا تو حضورؐ عادل

تھے اس لئے کسی وقت بھی وہ عدل سے نہیں ہٹے اور اپنے آپ کو بادشاہ نہیں بنایا۔ عدی ابن حاتم اس لئے مسلمان ہوئے کہ جب حضورؐ کے خیمے میں گئے تو جو اچھی جگہ تھی وہاں حضورؐ نے کہا:

"حاتم تم بیٹھو۔"

حاتم حیران ہو گئے' کہا:

"نہیں آپ بیٹھئے۔"

کہا:

"نہیں تم بیٹھو میں چٹائی پر بیٹھتا ہوں۔"

حاتم نے کہا:

"مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ بادشاہ نہیں ہے بلکہ نبی ہے۔"

حضورؐ نے ہر جگہ نفی کی۔ ایک عورت حضورؐ کو دیکھ کر کانپنے لگی۔ تو حضورؐ نے کہا:

"میں بادشاہ نہیں ہوں۔ میری ماں خشک گوشت کھایا کرتی تھی' میں اس کا بیٹا ہوں۔"

ہر جگہ آپؐ نے اس کا اظہار کیا کہ میں بادشاہ نہیں ہوں' ڈکٹیٹر نہیں ہوں۔ بھلا بادشاہ اور ڈکٹیٹر کی موجودگی میں ہو سکتا کہ کوئی فیصلہ کرے اور کوئی اس کو رد کر دے۔

بتایا...... جو کہتے ہیں اسٹیٹ بنانے آئے تھے' حکومت بنانے آئے تھے' حضورؐ بادشاہ تھے' سلطان تھے۔ میں پوچھتا ہوں کوئی بادشاہ' کوئی حاکم' کوئی فرماں روا' کوئی صدر' کوئی وزیر اعظم اپنے ملک میں اپنے فیصلے کے خلاف کوئی بات سن سکتا ہے؟

تو...... پھر وہ جو سردار انبیاء ہو' خاتم النبین ہو...... لیکن آپؐ کے سامنے مقدمہ آیا' ایک مسلمان آیا' ایک یہودی آیا۔ مقدمہ پیش کیا' حضورؐ چونکہ عادل تھے۔

ہمارے یہاں تو یہ ہے کہ یہ ہماری پارٹی کا ہے لہٰذا فیصلہ اس کے حق میں دے دو۔ مسلمان تو حضورؐ کی پارٹی کا تھا نا! یہودی نہیں تھا' مسلمان پارٹی کا تھا۔ مگر حضورؐ نے پارٹی کا خیال نہیں کیا اور فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔

سنت رسولؐ سن رہے ہو کہ نہیں!

اپنے فرقے کا خیال کرتے ہیں۔ اسی لئے نفاذ شریعت نہیں ہو رہی ہے' کیوں نہیں ہوتی؟ ہر ایک چیز رکاوٹ ہے۔ ہر ایک ڈرتا ہے' کہیں ایسا نہ ہو یہ قاضی...... جس قاضی کی عدالت میں تمہارا' تمہارا کیس ہے وہ تو کوئی بریلوی ہے۔ بچنا مشکل ہے اور اگر بریلوی ہوا اور جج دیوبندی ہوا۔ کہا بھئی اب گئے تم...... سوال ہی نہیں...... اور اگر شیعہ ہوا تو پھر سوال ہی نہیں...... تو یہ دہشت جو ہے اس وجہ سے اسلام میں رکاوٹ ہے کہ ہم فرقوں کی بات کرتے ہیں' عدالت کی بات نہیں کرتے۔ عدالت میں فرقے نہیں چلتے۔ اگر میں شیعہ ہوں اور کوئی شیعہ اگر غلط ہے تو مجھے ٹوک دینا چاہئے۔ یہ نہیں کہ اپنی پارٹی کا' اپنے فرقے کا ہے' لیکن جب تک پاکستان میں یہ ذہن نہیں ہوگا۔ فرقہ پرستی جب تک ہے پاکستان میں شریعت کا نفاذ کیسے ہوگا؟ ہر ایک ڈرا ہوا' ہر ایک سہما ہوا کہ اگر اس کی عدالت میں گئے۔ پہلے بھی آپ یہ پوچھتے تھے کہ جج کا مذہب کیا ہے؟ انگریز کے دور میں آپ خوش تھے مگر رنگ ریز کے دور میں آپ ناراض ہیں۔ (نعرۂ حیدریؑ)

اس لئے کہ وہاں عدل تھا' انصاف تھا' دیکھئے! وہ چلا گیا۔ آپ سوچئے انگریزوں سے کچھ ملنا ہے۔ کتاب وغیرہ بات و سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' کبھی ان کی سلطنت میں سورج ڈوبتا نہیں تھا۔ اب ان کی سلطنت میں سورج نکلتا نہیں ہے لیکن جو بات ہے وہ انصاف تھا' اس لئے لوگ مائل تھے۔

تو...... حضورؐ نے فیصلہ یہودی کے حق میں یہ کیا۔ (وہ مسلمان جو تھا)......

اب جب حضورؐ فیصلہ کرتے ہیں تو مجال ہے کسی کی' حاکم بھی ہے' قاضی بھی ہے' نبیؐ بھی ہے۔ مگر وہ حضرت عمرؓ کے پاس جاتا ہے' وہ مسلمان یہودی کو لے کر کہ یہ فیصلہ تو مجھے منظور نہیں وہاں چلتے ہیں۔

بھائی دیکھئے نا!...... ذکر سب کا ہونا چاہئے اور مسلمان اور یہودی دونوں پہنچے...... دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ باہر نکلے:

"کیا بات ہے؟"

کہا:

"جناب مقدمہ لائے ہیں آپ کے پاس...... فیصلہ کیجئے۔"

کہا:

"بیان کرو۔"

مسلمان نے بیان کرنا چاہا کہ یہودی نے کہا کہ

"پہلے ایک بات آپ سن لیں کہ یہ مقدمہ رسولؐ سن چکے ہیں اور فیصلہ کر چکے ہیں۔ اب آپ کا جو دل چاہے فیصلہ کیجئے۔"

چیف جسٹس کی عدالت سے مقدمہ نکل کر سول جج کے پاس آیا۔

(نعرۂ حیدریؑ)

مگر کیا بات ہے؟ یہ ہے جلال' سبحان اللہ! کیا جوش ایمانی تھا' فوراً تلوار لے کر نکلے گھر سے اور مومن کی گردن' اس مسلمان کی گردن کاٹ دی۔

کہا:

"منافق! رسولؐ کے فیصلہ کے بعد مجھ سے فیصلہ طلب کرتا ہے۔"

تو...... معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کا یہ فیصلہ ہے کہ جب رسولؐ فیصلہ کر دیں...... تو دیکھیے! جو جس کی قابل تعریف بات ہوگی وہ ہم کریں گے۔ ہمارا اصول یہ ہے کہ قابل تعریف بات ہونا چاہئے' بے جا تعریف کرنے کے عادی نہیں...... صحیح بات ہوگی تو

کریں گے۔

ہمارا اصول یہ ہے کہ قابل تعریف بات ہونا چاہئے۔ بے جا تعریف کرنے کے عادی نہیں' صحیح بات ہو گی تو کریں گے۔ تو معلوم ہوا' اب ہمیں اسی اصول پر چلنا چاہئے کہ اگر رسولؐ فیصلہ کر دیں زمین کے نیچے نہیں بلکہ منبر کے اوپر...... اب جو اس کے خلاف چلے اس کی گردن کاٹ دی جائے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

تو...... حضورؐ عدل محض ہیں...... کبھی عدل سے حضورؐ ہٹے نہیں۔ عدل کے معنی یہ ہیں کہ سیدھے راستے پر چلنا...... نہ افراط میں...... نہ تفریط میں! حضورؐ ساری زندگی ایک ہی راستے پر نہ افراط میں گئے نہ تفریط میں گئے۔ یہاں تک کہ معراج میں بھی عدل کے راستے پر چلے' معراج میں بھی آپؐ نے اپنا چلن نہیں بدلا۔ حضورؐ جا رہے تھے دائیں طرف سے آواز آئی حضورؐ نے رخ نہیں کیا۔

جبرائیلؑ نے پوچھا:

''کیا بات سنی؟''

کہا:

''ایک دائیں طرف سے آواز آئی تھی۔''

کہا:

''پھر آپؐ نے کیا کیا۔''

کہا:

''میں نے رخ نہیں کیا۔''

کہا:

''اچھا کیا ورنہ آپؐ کی امت یہودی ہو جاتی۔''

پھر بائیں طرف سے آواز آئی' آپؐ نے رخ نہیں کیا۔

جبرائیلؑ نے پوچھا:

"کیا بات سنی؟"

کہا:

"ایک بائیں طرف سے آواز آئی تھی۔"

کہا:

"آپؐ نے کیا کیا؟"

کہا:

"میں نے رخ نہیں کیا۔"

کہا:

"اچھا کیا ورنہ آپؐ کی امت عیسائی ہو جاتی۔"

تو...... معلوم ہوا کہ جب معراج میں چلو نہ دائیں طرف دیکھو نہ بائیں طرف دیکھو:

الصلوة معراج المومن

"نماز مومن کی معراج ہے۔" (نعرۂ حیدریؑ)

تو حضورؐ عدل کے بغیر کوئی بات نہیں کرتے۔ اب جو حضورؐ فیصلہ کر دیں تو وہ ماننا چاہئے اور اس اس کا ذکر منبر پر کرنا چاہئے۔ اس میں خوف کی کوئی بات نہیں ہے چونکہ جو عقیدہ ہے وہ ہم ہر حال میں بیان کریں گے، عقیدے کو ہم نہیں چھپا سکتے۔ رسولؐ نے چھپایا ہوتا تو ہم بھی چھپا دیتے۔ حضورؐ نے علی الاعلان ایک بات کی ہے، تو ہم بھی علی الاعلان کرتے۔ اگر فرش پر کی ہوتی تو فرش پر کرتے اور منبر پر کی ہے تو منبر پر کریں گے۔ مگر یہ وہی بات ہے حضرت عمرؓ والی کہ جو رسولؐ کا فیصلہ ہو اس کے خلاف ہو جائیے۔ اب حضورؐ منبر پر بیٹھتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"مسلمانو! قریب ہے کہ اللہ مجھے بلا لے۔"

انی مسئول و انتم مسئولون

"مجھ سے بھی پوچھا جائے گا اور تم سے بھی پوچھا جائے گا۔"

فما ماذا قائل

"تو تم کیا کہو گے؟" ﷺ

سارے مجمع میں جو ایک لاکھ بیس ہزار کے قریب تھا۔ کہا:

نشھد انک قد بلغت و نصحت و جاھدت

"ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے تبلیغ کر دی اور نصیحت کی اور جہاد کیا۔"

فجزاک اللہ خیر الجزاء

"تو اللہ آپ کو جزا دے۔"

ھل تشھدن ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ و ان جنتہ حق و نارہ حق و الساعتہ اتیتہ لا ریب فیہ ان اللہ المر بنز القبور

کہا:

"کیا تم یہ گواہی دو گے کہ اللہ ایک ہے؟ محمدؐ اس کا رسول ہے' جنت برحق' دوزخ برحق ہے' قیامت آنے والی ہے اور اللہ قبروں سے دوبارہ اٹھائے گا۔"

قال نعم قال علی تسمعون

"ہم گواہی دیتے ہیں' کیا تم سن رہے ہو۔"

کہا کہ

"کوئی گراں گوش یہ نہ کہے کہ ہم نے تو سنا ہی نہیں' تم سن رہے ہو۔"

سب نے کہا:

"ہاں سن رہے ہیں۔"

قال انی فرط العلی الحوض و انتم وار دون الی

"میں حوض پر جاؤں گا اور تم بھی حوض پر آؤ گے۔"

و انا عرفیه مابین الشا وفیه اقدح کادة النجوم انفقته

اور اس کی چوڑائی اتنی ہے؟ جتنی شا اور بصرہ کے درمیان! اور وہاں جام اس طرح رکھے ہوئے ہوں گے جیسے ستارے نکلے ہوئے ہیں۔ یہ اس لئے منظر بیان کر رہا ہوں کہ پینے والے تو آپ ہی ہوں گے: (نعرۂ حیدریؑ)

و کیف تخلفون بالثقلین

"تو ثقلین کے ساتھ تمہارا رویہ کیا ہوگا؟"

فناوی مناد و الثقلان یا رسول الله

"تو ایک منادی کھڑا ہوا تو اس نے کہا کہ حضرت یہ ثقلین کیا چیز ہے؟"

الثقل الاکبر کتاب الله المرسل بایدیکم و طرف الاخر بیدالله

"ثقل اکبر کتاب اللہ ہے' جس کا ایک حصہ تمہارے ہاتھ میں ہے اور ایک حصہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔"

جب یہ کہا تو حضورؐ نے علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا۔ یہاں تک کہ علیؑ کے پیر حضورؐ کے گھٹنے سے مس ہو گئے۔ اس طرح بلند کیا تھا' ہو سکتا تھا کہ نیچے ہی بیٹھے رہتے اور آپؐ کہتے علیؑ ...... یہ علیؑ! لوگ کہتے میری طرف اشارہ کیا تھا' کوئی کہتا میری طرف اشارہ کیا تھا۔ تو اشاروں سے آگے بڑھ کر نظاروں کی بات آ گئی اور اٹھا کر دکھایا۔ تو دور دور ایک لاکھ بیس ہزار آدمی تھے۔ دور دور کے لوگوں نے پہچان لیا کہ یہ علیؑ ہیں؟

قال الست اولیٰ بالمومنین من انفسکم

"کیا مومنین کی جانوں پر نفسوں پر مجھ سے زیادہ کوئی ولی ہے؟"

لوگوں نے کہا:

"نہیں آپ ہی ولی ہیں۔"

کہا:

ان اللہ مولاہ

"اللہ میرا مولا۔"

وانا مولیٰ المومنین

"اور میں مومنین کا مولا ہوں۔"

ومن کنت مولاہ فھذا علی مولاہ...... (نعرۂ حیدریؑ)

پھر آپ دعا بھی سن لیں تاکہ آپ اس دعا کو یاد رکھیں جو حضورؐ...... آپ جانتے ہیں۔ حضورؐ کی دعا غیر مقبول نہیں ہو سکتی۔ حضورؐ کی دعا مسترد نہیں ہو سکتی۔ اس سے اپنے ایمان کو تازہ کریں۔ حضورؐ کہتے ہیں جب یہ کہہ چکے:

من کنت مولاہ' امام' الحنابلہ

احمد بن حنبل فرماتے ہیں' چار مرتبہ کہا:

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ...... من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ

چار بار...... چار بار ماننا ہی ماننا ہے۔ اس کے بعد حضورؐ نے ہاتھ اٹھا دیئے:

اللھم وال من والاہ

اب یہ آپ لوگوں کے لئے ہے:

"بارالہا! جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ۔"

و اعاد من عاداہ

"جو اس کا دشمن ہو اس کا تو دشمن ہو جا۔"

و احبہ من احبہ

"اور جو اس سے محبت کرے اس سے تو محبت کرے۔"

و ابغض من ابغضہ

"اور جو اس سے بغض رکھے، تو اس سے بغض رکھے۔"

و ظلم غزلہ

"اور جو اس کو چھوڑ دے، تو اس کو چھوڑ دے۔"

والنصر من نصرہ

"اور جو اس کی مدد کرے، اس کی تو مدد کر۔"

و ادر الحق ماھو حیث دعا

"اور حق کو ادھر ادھر لے جا۔"

وادر الحق حیث مادار

"جدھر جدھر سے یہ جائیں۔"

تو اب آپ سمجھے وہ جو میں جملہ کہتا ہوں کہ ہم حق والوں کے پیچھے نہیں جاتے کیوں کہ حق والے کبھی باطل والے بھی ہو جاتے ہیں۔

ہم اس کے پیچھے نہیں جاتے جو حق کے پیچھے جائے، ہم اس کے پیچھے جاتے ہیں جس کے پیچھے حق جائے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

غدیر ایک نظام مسلسل ہے، غدیر ایک انتظام مکمل ہے، غدیر کشتی کے لئے پیمان الست ہے، غدیر عدل عمرانی کا بندوبست ہے اور یہ جملے تاریخی ہیں، غدیر افتتاح دور امامت ہے، غدیر دلیل ختم نبوت ہے جو غدیر مانتا ہے وہ باطل آشیانی نہیں ہوتا اور زندگی میں کبھی قادیانی نہیں ہوتا۔

تو دوستو!

علیؑ کو مولا صرف ہم ہی نہیں مانتے' بلکہ سب لوگ مانتے ہیں۔ ریاض النظرہ کی حدیث ہے۔ دیکھئے پھر بات آئی۔ ذکر کرنا ضروری ہے' اس لئے کہ جو آج تک میں نے آپ سے کل کہا تھا کہ پاکستان میں نیا دین' نیا مذہب' نئی شریعت' نیا سماج' نیا رنگ پیدا ہو رہا ہے۔ جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ سے یہ کہتے تھے۔

آپ کو معلوم ہے کہ یہ حسینؑ تو دسویں تاریخ کو شہید ہوئے ہیں۔ یہ نو دن پہلے سے غم کرنے کا مطلب کیا ہے؟ کہتے تھے یا نہیں کہتے تھے۔ یہ بھی کہتے تھے ضرورت ہی نہیں یاد منانے کی۔ ہے نا' یہ آپ کے سامنے کی بات ہے' کہتے تھے یہ رونا' پیٹنا' سوگ منانا' سب بدعت ہے' یہ سب آپ جانتے ہیں نا! یہ مسلسل کہتے تھے۔ اب اخبارات میں چھپتا ہے' عشرہ فاروق و حسینؑ! چلو عشرہ منانا بدعت تو نہیں رہا۔

بھئی!

ہم تو کہتے ہیں رونا سنت ہے' خوب رؤو...... خوب محرم مناؤ' عشروں پر عشرے مناؤ۔ ہم نے تو کبھی روکا ہی نہیں' تم ہی کہتے تھے کہ یہ عشرہ کیا ہوتا ہے؟ اب بتاؤ عشرہ کیا ہے؟ تو "ریاض النظرہ" کی حدیث ہے کہ

"دو عربی جھگڑا کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور اس وقت ساتھ میں حضرت علیؑ بیٹھے ہوئے تھے۔"

تو حضرت عمرؓ نے عرض کی:

یا علیؑ! احکم

"اے علیؑ! آپ فیصلہ کیجئے۔"

تو ایک عربی بول اٹھا:

فھذا یحکم

"کیا یہ فیصلہ کرے گا۔"

تو "ریاض النضرہ" میں ہے کہ حضرت عمرؓ بھاگ کر گئے اور اس کا گریبان پکڑا:

"تو نہیں جانتا کہ یہ کون ہے؟"

ھذا مولای و مولیٰ المومنین

"یہ میرا بھی مولا ہے اور مومنین کا بھی مولا ہے۔"

(نعرۂ حیدریؑ)

ہاں تو جتنے بزرگ ہیں سب کا ذکر کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے ہمیں کسی سے عداوت اور دشمنی نہیں ہے۔ بات اچھی ہونا چاہئے ہم ہر اک کا ذکر کرتے ہیں اپنی مجالس میں...... اور جو لوگوں کا خیال ہے کہ ان کے خلاف...... ان کے خلاف' ساری دنیا سن رہی ہے کہ کسی کے خلاف کوئی بات کی...... تو...... ہم لوگ سارے امن پسند ہیں ہم تو حسینؑ کے عزادار ہیں' علیؑ کے طرفدار ہیں اور جو ان کی عزت اور احترام کرتا ہے ہم ان کی عزت و احترام کرتے ہیں۔ مجھے غدیر کا ایک عظیم راوی نظر آتا ہے جس کا نام ابوذرؓ ہے جو خانہ کعبہ کے دروازے پکڑے ہوئے کہتے تھے:

"میں ابوذرؓ ہوں رسولؐ کا صحابی! مجھ سے سنو...... میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے:

من کنت مولاہ"

مگر شاید اسی لئے وہ کوئی پسندیدہ شخصیت نہ تھے کہ وہ علیؑ کو بہت چاہتے تھے' بہت محبت کرتے تھے۔ جب وہ نکالے گئے تو علیؑ پہنچانے آئے ہیں۔ کہا:

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔"

تو اس وقت امام حسنؑ اور امام حسینؑ نے چچا کے لفظ سے یاد کیا۔ یہ مرتبہ ہے

ابوذرؓ کا ......

ابوذرؓ نے کہا:

"مدینے کے چھوٹنے کا مجھے کوئی صدمہ نہیں ہے' لیکن صدمہ ہے کہ اب یہ چاند سی شکلیں میں نہ دیکھ سکوں گا۔"

پھر ربذے چلے گئے اور وہاں بہت عرصہ رہے۔ پھر ایک وقت آیا ان کی بھیڑیں' مویشی سب ختم ہو گئے۔ ان کی بیوی کا بھی انتقال ہو گیا' صرف بیٹی رہ گئی اور آپ کو معلوم ہے یا نہیں کہ ابوذرؓ کو موت کیوں آئی؟ ان کو کوئی بیماری نہ تھی' ان کو بیماری یہ تھی کہ تین دن سے کھانا نہیں ملا تھا' بھوکے تھے ابوذرؓ...... ابوذرؓ بھوکے تھے۔ تو آپؓ نے بیٹی سے کہا:

"بیٹی چل! جنگل میں کچھ بیریاں پڑی ہوں گی تو چن کر کھا لیں گے۔"

بیٹی نے ہاتھ پکڑا' لے کر چلی۔ دو تین دن فاقے کو ہو چکے تھے۔ بڑھاپا اور فاقہ...... چلا نہیں گیا تو بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بیٹھا' کہا:

"بیٹی بیٹھا نہیں جاتا۔"

تو لیٹ گئے' جب لیٹ گئے تو بیٹی کھڑی ہو گئی۔ تو کہا' آہستہ سے:

"بیٹی! میرے قریب آ' میرے قریب آ۔"

بیٹی اپنے کان ابوذرؓ کے ہونٹوں کے قریب لے گئی۔ کہا:

"میں جانتا ہوں کہ تو پریشان کیوں ہو رہی ہے؟ تو سوچتی ہے جنگل میں باپ مر جائے گا تو کون دفن کرے گا؟ کون کفن دے گا؟ مجھے علم ہے اس کا! لیکن بیٹی میرے خلیل نے...... میرے دوست نے...... میرے رسولؐ نے جھوٹ نہیں کہا' آپؐ نے فرمایا ابوذرؓ تو تنہا آیا ہے تنہا رہے گا' تنہا مرے گا اور تیرا غسل اور کفن

ایک قافلہ کرے گا۔ تو بیٹی گھبرانے کی بات نہیں جب میں مر
جاؤں تو تو چوراہے پر کھڑی ہو جانا جب قافلہ آئے تو میرا ذکر کر
دینا' بس تیرا فرض پورا ہو جائے گا۔"

ابوذرؓ نے آخری ہچکی لی اور بیٹی نے عبا کو اوپر ڈال دیا۔ اگر عبا موجود ہو اور بیٹی قریب ہو تو باپ کے منہ پر ڈال دی جاتی ہے۔ پھر ابوذرؓ کی بیٹی چلی اور چوراہے پر کھڑی ہو گئی۔

کم عمر تھی...... بال کھلے ہوئے ہیں' ادھر سے چار ہزار کا لشکر لئے ہوئے علیؑ کا شاہین اور عقاب مالک بن اشتر آ رہا ہے۔ جب دیکھا کہ جنگل میں ایک نوعمر لڑکی کھڑی ہوئی ہے' بال بکھرائے ہوئے تو گھوڑے کی باگیں ایک مرتبہ روکیں اور کہا:

"بیٹی! کیا بات ہے؟"

تو سر جھکا کر کہا:

مات صحابی رسول اللہؐ ابو ذرؓ

"رسولؐ کا صحابی ابوذرؓ مر گیا اور اس کی لاش زمین پر پڑی ہوئی ہے' جلدی کرو غسل دو' کفن دو' جلدی دفن کرو۔ رسولؐ کے صحابیؓ کی لاش دیر تک زمین پر پڑی نہ رہے' کیوں کہ رسولؐ کا صحابی ہے۔"

بس میں کچھ نہیں پڑھوں گا۔ مجھے اتنی اجازت دو کہ میں ایک پانچ سال کی لڑکی کو بلا کر دیکھوں کہ مسلمانوں کے مجمع میں آ کر کہے رسولؐ کا صحابی نہیں' رسولؐ کا نواسا...... تین دن ہوئے لاش زمین پر پڑی ہوئی ہے اور کوئی دفن کرنے والا نہیں۔

آج محرم کی پانچویں ہے۔ آپ کے جوش و گریہ سے مجھے تاریخ کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ آج کون سی تاریخ ہے۔ کربلا میں سب پہنچ چکے ہیں' فوج پر فوج یزید کی آ رہی ہے۔ کبھی ایک دستہ آیا' کبھی دوسرا دستہ آیا' کبھی تیسرا دستہ آیا۔ ہر دستہ جب آتا تھا

تو جناب زینبؑ فضہؓ سے کہتی تھی:

"عباسؑ کو بلا لاؤ۔"

فضہؓ جاتیں...... عباسؑ دوڑتے ہوئے آتے:

"شہزادیؑ حکم......"

کہا:

"یہ ہماری فوج آئی ہے؟"

اور عباسؑ سر جھکاتے......

"نہیں شہزادیؑ ہماری فوج نہیں ہے' یہ یزیدی فوج آئی ہے۔"

اور شہزادیؑ کا دل ہلنے لگا۔ ایک دن دیکھا کہ حسینؑ بیٹھے ہوئے ہیں سر جھکائے ہوئے' تو قریب گئیں' کہا:

"میرے بھائی کیا بات ہے؟"

کہا:

"کچھ نہیں۔"

کہا:

"حسینؑ! یہ بتاؤ اب دنیا میں ہمارا کوئی مددگار' تمہارا کوئی دوست نہیں ہے۔"

کہا:

"ہے!"

کہا:

"اس کو خط لکھو نا...... بلاؤ نا......"

سبحان اللہ! خط لکھا:

حسینؑ ابن علیؑ

"یہ خط ہے حسینؑ ابن علیؑ کی جانب سے...... حبیب ابن مظاہرؓ

کی طرف...... حبیبؓ تمہارا دوست فوجوں میں گھر گیا' اگر

ملاقات کرنا ہو تو آ جاؤ۔"

جناب زینبؑ نے خط پڑھا' (ہائے زینبؑ) کہا:

"بھیا! ایک جملہ میری طرف سے بھی بڑھا دو۔"

کہا:

"بتاؤ؟"

کہا:

عجل عجل

"جلدی آنا' جلدی آنا......"

لکھ دیا' قاصد لے کر خط پہنچا۔ حبیب ابن مظاہرؓ کھانا کھا رہے تھے تو گلے

میں نوالہ اٹکا تو کہا:

"کوئی آنے والا ہے۔"

تھوڑی دیر میں دستک ہوئی۔ حبیبؓ نے پوچھا:

من عندالباب

"دروازے پر کون ہے؟"

کہا:

"میں حسینؑ کا قاصد ہوں۔"

یہ سننا تھا کہ کھانا چھوڑ کر بھاگے۔ کہا:

"کیا بات ہے؟"

کہا:

"خط دیا ہے۔"

خط لیا' آنکھوں کو لگایا' سر پر رکھا اور پڑھا' جیب میں رکھا اور آ گئے...... زوجہ نے کہا:

"حبیبؓ! میرے کان میں آواز آئی تھی کہ آقا کا قاصد آیا ہے۔ تم آ کر چپ کر کے بیٹھ گئے! بات کیا ہے؟ میرے آقا نے کیا کہا ہے؟"

کہا:

"خط بھیجا ہے۔"

کہا:

"کیا لکھا ہے؟"

کہا:

"مدد کے لئے بلایا ہے۔"

کہا:

"پھر کیا بات ہے؟"

کہا:

"دو آدمی لڑ رہے ہیں ہمیں جانے کی کیا ضرورت ہے؟"

یہ سننا تھا کہ ایک مرتبہ اپنی چادر کو لیا' کہا:

"حبیبؓ! یہ چادر تم لو اور اپنی تلوار مجھے دو۔ رسولؐ کا نواسا مدد کے لئے بلائے.....؟"

حبیبؓ نے کہا:

"اے کنیز خدا! تجھے کیا ہو گیا ہے میں تو تجھے آزما رہا تھا۔ بھلا میرا حسینؑ مجھے بلائے اور میں نہ جاؤں۔"

حبیبؓ گھوڑے پر بیٹھے اور چلے...... اب اس وقت ناکہ بندی تھی۔ تاریخ

نہیں بتاتی کہ حبیبؓ کیسے پہنچے؟ بس کسی طرح حبیبؓ پہنچ گئے۔ ادھر حبیبؓ کا گھوڑا نمودار ہوا' ادھر حسینؑ نے کہا:

"عباسؑ ادھر آؤ' اکبرؑ ادھر آؤ' قاسمؑ ادھر آؤ' میرا دوست آ رہا ہے جاؤ استقبال کرو۔"

عباسؑ' اکبرؑ' قاسمؑ اور محمدؑ دوڑے۔ حبیبؓ نے دیکھا تو گھوڑے سے گر پڑے۔ کہا:

"شہزادوں میں اس قابل نہیں کہ تم...... شہزادو! میں اس قابل نہیں......"

حبیبؓ آئے' سارے جوانان بنی ہاشمؑ جب دوڑے تو جناب زینبؑ نے فضہؓ کو بلایا کہ

"یہ ہلچل کیا ہے؟"

کہا:

"کیا حملہ ہو گیا ہے؟"

کہا:

"نہیں بی بی! حبیبؓ آئے ہیں۔"

یہ سننا تھا کہ کہا:

"جاؤ حبیبؓ سے کہو کہ سیدہؑ کی بیٹی تجھے سلام کہتی ہے۔"

یہ سننا تھا کہ حبیبؓ نے اپنا منہ پیٹا' ہائے...... مجھے زینب کبریٰؑ ...... ہائے مجھے زینب کبریٰؑ سلام کرتی ہے۔

❀ ❀ ❀

گیارھویں مجلس
قولِ خدا قولِ رسولؐ ہے

ہم چودھویں صدی سے نکل کر پندرھویں صدی میں قدم رکھ رہے ہیں اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ چاہتے ہیں۔ از سرِ نو اسلام کو زندگی دینا چاہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ پاکستان سلام کے نام پر بنا ہے۔ اس لئے پاکستان میں اسلام ضرور آئے گا اور اندازہ یہ ہے کہ زیادہ مدت نہیں لگے گی اسلام کے آنے میں...... تو اسلام کے آنے کا مطلب کیا ہے؟ یہ لمحہ فکریہ ہے' جسے آپ کو سوچنا ہے...... تو اسلام آئے گا تو نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' خمس و جہاد یہ سب چیزیں ہیں ہی ہیں۔ اسلام کا مطلب یہ ہے کہ پورا ملک اسلامی قوانین کے سانچے میں ڈھل جائے' پورا ملک اسلامی قوانین کے سانچے میں ڈھلے گا' جہاں شریعت نافذ ہوگی۔ قاضی جو ہیں وہ ججوں کے مقابل آجائیں گے' ان کو قاضی بنا دیا جائے گا تاکہ شیروانیوں پر پیسے خراب نہ ہوں یا ان کی جگہ مولوی بیٹھیں گے اور قانون جو ہوگا وہ اسلامی ہوگا' لہٰذا یہ مسئلہ ہنسی اور مذاق کا نہیں ہے۔

دوستو!

بہت سیریس (Serious) مسئلہ ہے' بہت اہم مسئلہ ہے۔ جس کو ہم پہلے

پہلے سے چیلنج کر رہے ہیں۔ اپنی آواز بلکہ ساری قوم کی آواز اوپر پہنچانا چاہتے ہیں۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے...... مسئلہ یہ ہے کہ شریعت جو ہے اس کے دو حصے ہیں' ایک قرآن' ایک حدیث...... قرآن بھی قوانین لکھتا ہے اور حدیث بھی کتاب کی طرح...... لہٰذا دونوں مل کر شریعت کا روپ دھارتے ہیں اور اس کو ہم قانون اسلامی کہتے ہیں اور پھر قاضی اسی کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ قرآن تو سب جگہ مسلم ہے' لیکن حدیث کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ ہم حدیث کسی اور سے لیتے ہیں اور وہ حدیث کسی اور سے لیتے ہیں۔ حدیث رسول اکرمؐ کا قول ہے' لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمارا اختلاف یہیں سے شروع ہو گیا ہے۔ ان کی جو اجتہاد کی کتابیں ہیں اس میں جو باب کتاب وسنت ہے اس میں وہ یہ لکھتے ہیں کہ رسولؐ کی دو حیثیتیں ہیں' ایک رسولی اور ایک بشری...... لہٰذا ہم بعض احادیث میں شریعت پر ممنون کریں گے اور بات آدھی ہم رسالت پر ممنون کریں گے۔ ہمارا اختلاف یہیں سے شروع ہو گیا۔ ابھی حدیث کی بات نہیں' شخصیت کی بات آئی ہے۔ ہمارا اختلاف شخصیت سے شروع ہو گیا' ہمارا اختلاف جو ہے وہ یہیں سے شروع ہو جاتا ہے۔ لہٰذا پورے ملک کے انسانوں کو جاننا چاہئے کہ ہمارا نقطہ نگاہ کیا ہے۔ اس کو وہ سمجھیں اور دین میں زبردستی نہیں چل سکتی۔ اس چیز کو وہ محسوس کریں (ہم میں سے) تو یہیں سے اختلاف شروع ہو گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ بعض چیزیں جو ہیں وہ رسولی ہیں اور بعض چیزیں جو ہیں وہ بشری ہیں۔ ہمارے...... ہاں بشری کوئی چیز ہے ہی نہیں جو کچھ ہے وہ رسولی ہے' نبوی ہے اور یہ سمجھ لیجئے کہ شخصیت کبھی تقسیم نہیں ہوتی۔ (توجہ میرا خاص نقطہ ہے) شخصیت کبھی تقسیم نہیں ہو سکتی۔ یہ نرالا قانون ہے جو کہیں نہیں یکسائی ہوتا۔ رسولؐ پر تم نافذ کرتے ہو......

اگر کوئی ''ملاں'' یہ کہتے کہ میں بحیثیت عام آدمی کے چرس پیتا ہوں اور بحیثیت امام مسجد کے نماز پڑھاتا ہوں تو کیا آپ برداشت کرلیں گے؟ آپ کہیں گے

کہ نہیں تم چاہے کہیں بھی ہو سن لو کہ یہ کیا کہ جب چرس پینے کا وقت آیا تو میں عام آدمی ہوں اور جب امام مسجد بننے کا موقع ملا تو کیا میں "ملاں" ہوں۔

بھئی!

"ملاں" ہو تو ہر جگہ "ملاں" ہو۔ جب "ملاں" کی شخصیت نہیں بدل سکتی تو رسول اللہ کی شخصیت کیسے بدلے گی؟ اور یہ پوری سازش ہے، بہت پرانی چالا کی، ہمارے ساتھ کی جا رہی ہے۔ افسوس یہ ہے کہ تفصیل سے وہ باتیں بیان نہیں ہو سکتی۔ جو بیان کرنا چاہئے کیوں کہ پابندی بہت سخت ہے۔ اب تاریخ آپ جیسے بتا سکتے ہیں کیوں کہ تاریخ بیان کرنے میں کچھ پردہ نشینوں کے نام آتے ہیں تو یہ چیز ہے یہ بات پوری عملی سازش ہے۔

بڑی توجہ!

اور آج سے نہیں ہے شاہ ولی تو آج لکھتے ہیں وہ تقسیم نہیں کرتے ہیں۔ شبلی نعمانی سیرۃ النعمان میں اس کا تذکرہ کرتے ہیں۔ یہ بات چودہ سو سال پرانی...... آج کی نہیں ہے اور یہ روایت جو ہے:

عند عبداللہ بن عمرو عاص. قال انی اکتب ما اسمع

رسول اللہ

میں لکھتا تھا جو رسول اللہؐ سے سنتا تھا:

القریش نے کہا......

پوری تاریخ جو ہے...... وہ قریش کے گرد گھومتی ہے۔ جتنی کاوشیں، جتنی جنگ ہے، جتنی جدل ہے، رسولؐ کے خلاف یا علیؑ کے خلاف...... وہ قریشی ہیں کیوں کہ یہ بازور قابو میں آئے تھے باوجود اس کے یہ مسلمان ہو گئے تھے۔ باوجود اس کے وہ مسلمان ہو گئے تھے...... لیکن ان کے قلب کے اندر وہ عداوت رہتی تھی۔ اس بات کو

عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا تھا کہ تمہاری قوم علیؑ کو نہیں چاہتی۔ خلیفہ دیکھنا' کیوں کہ قریش کا کوئی ایسا خاندان نہیں جس کے کسی فرد کو علیؑ نے قتل نہ کیا ہو۔ جو سیاست دان' ہوتا ہے' پھر مستقبل کا پروگرام سامنے رکھتا ہے۔ وہ شریک تو ہر جگہ ہوتا ہے' کمال دیکھو شریک ہر جگہ ہوتا ہے اور کہیں ایک آدمی بھی قتل نہیں ہوتا۔ علیؑ چونکہ سیاست دان نہیں تھے' حکم رسولؐ کے پابند تھے۔ اس لئے جو جو اشارہ کرتے گئے علیؑ وار کرتے گئے۔ اگر سیاست دان ہوتے تو یہ بھی دامن بچا لیتے کہ پھر رکاوٹ ہو گی مگر حکم رسولؐ سے......

اسی طرح رسولؐ نے پوچھا کہ

"بھئی! تم جو علیؑ سے بگڑے ہو تو علیؑ کی خطا کیا ہے؟ علیؑ کو تو میں کہتا ہوں وہ تو نہیں مارتا' لڑائی تو مجھ سے ہے تو تم علیؑ کے دشمن کیوں ہو گئے؟ علیؑ تو میرے کہنے سے قتل کرتا ہے؟"

لہٰذا حضورؐ نے حدیث بیان کی کہ

"علیؑ کی حب جو ہے وہ ایمان کی نشانی ہے اور بغض نفاق کی نشانی ہے۔"

اب آپ سمجھے تو قریش سے سازش ہے:

"قریش نے روکا۔"

"جو کچھ سنتے ہو لکھ لیتے ہو۔"

هذا رسول بشر

"یہ رسولؐ جو ہے بشر ہے۔"

کبھی خوشی میں ہوتا ہے' کبھی غضب میں ہوتا ہے۔ اب عبداللہ ابن عمرو ابن عاص لکھتے ہیں:

فامنع الكتاب

میں نے لکھنا بند کر دیا تو حضورؐ نے مجھ سے پوچھا:

لمہ تکب

"تم لکھتے کیوں نہیں؟"

تو میں نے کہا کہ

"قریش نے مجھے روکا ہے اور یہ کہا ہے۔"

تو...... حضورؐ نے کہا:

"اے عبداللہ! اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور کہا عبداللہ اس سے جو کچھ نکلتا ہے سچ نکلتا ہے۔"

تو اب سوال یہ ہے کہ ہم جو ہیں وہ تو رسول اللہؐ کی بات کو سمجھتے ہیں۔ دوسرے کہتے ہیں جب یہ حق ہے لہٰذا اختلاف تو یہیں سے شروع ہو گیا اور پھر رسولؐ کو کمتر بناتے ہوئے ہم برتر بناتے ہیں۔ تم رسولؐ کو ۴۰ سال کے بعد مسلمان بناتے ہو ہم رسولؐ کو اس وقت سے بناتے ہیں جب کہ شمس و قمر بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ ہمارے اطلاع کی حدیث تو یہ ہے کہ جب جبرائیلؑ سے حضورؐ نے پوچھا کہ

"تمہاری عمر کیا ہے؟"

تو جبرائیلؑ نے کہا کہ

"میں اس وقت پیدا ہوا تھا جب شمس و قمر بھی نہیں تھے...... جب شمس و قمر نہیں...... زمانہ نہیں...... تو میں کیسے بتاؤں؟ مگر ایک بات ہے یا رسول اللہؐ! ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد نکلتا ہے اسے ستر ہزار بار دیکھ چکا ہوں۔"

تو فرمایا:

"وہ ستارہ میں ہی تو ہوں۔"

اب دوست سمجھ رہے ہیں یہ بڑی اہم بات تھی جو مجھے کہنا تھی...... بہت اہم بات تھی جو مجھے کہنا تھی تا کہ حکومت بھی سن لے اور عوام بھی سن لے کہ ہم کس چیز پر

راضی ہیں اور کس چیز پر راضی نہیں ہیں۔ تو اب جب شخصیت میں اختلاف ہے تو، حدیثوں میں...... جب حدیثوں میں اختلاف ہے تو فقہ میں...... جب فقہ میں اختلاف ہے تو قضا میں فیصلہ کیسے ہوگا؟ ہماری احادیث کا اور رنگ ہے، ہم رسولؐ کی ہر بات کو قول خدا سمجھتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ ہماری گردنیں کٹ گئیں، ہمیں علیؑ اور حسینؑ تسلیاں آ کر نہیں دیتے...... مگر ہماری گردنیں کٹ گئیں، ہم نے کہا:

"علی مولاؑ!"

کیوں؟...... اس لئے کہ قول رسولؐ کو قول خدا سمجھتے ہیں۔ ساری بات جو ہے اس کی تائید، کیوں کہ صحابہ کرامؓ کے ماننے والے بہت ہیں لہٰذا میں صحابی کی مثال دوں گا کہ میری تائید کون کرتا ہے؟ کہ ہم نے کوئی نیا مذہب نہیں بنایا جو صحابہ کرامؓ ہیں ہماری تائید کرتے ہیں۔ عبداللہ ابن مسعودؓ جو ہمارے بڑے معتبر صحابی ہیں، جو تائید کرتے ہیں کہ قول رسولؐ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ

لعن اللہ الواشمہ النوشمہ

"حضورؐ نے فرمایا کہ لعنت ہے کھودنے والیوں پر اور کھدوانے والیوں پر...... لعنت ہو۔"

یہ حدیث پیش کی۔ ایک خاتون آئی، عبداللہ ابن مسعود کے پاس کہ

انتا خورہ بیت بیت

"تم نے یہ کہا:

الواشمہ و التوشم للاریت فی القرآن

میں نے قرآن میں تو نہیں دیکھا۔"

عبداللہ ابن مسعودؓ نے کہا:

"جا کر پھر قرآن پڑھو۔"

وہ عورت پھر گئی، بیچاری پھر آئی اور بیٹھی اور کہتی ہے:

"میں نے ایک ایک سطر پڑھی ہے' یہ ہی نہیں اس میں۔"

کہا:

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا

"کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ جو رسولؐ دے اسے لے لو
اور جس سے وہ روکے اس سے رک جاؤ۔"

کہا:

"ہاں یہ تو پڑھا ہے۔"

کہا:

"پھر یہ اسی کا قول ہے کہ جس کا قول قرآن میں یہ ہے کہ جو کہے
وہ کرو جو نہ کہے اس کو نہ کرو۔"

اب حضورؐ نے لعنت بھیجی واشم پر تو شمہ پر..... تو قول خدا' قول رسولؐ ہے اب اگر قرآن میں بعض پر لعنت ہے اور بعض پر لعنت نہ ہو تو پھر حضورؐ لعنت کرتے ہوں تو پھر اسے ماننا چاہئے' ہمیں تسلیم کرنا چاہئے کیوں کہ قول خدا' قول رسولؐ ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ صحابی کی تائید مانگو۔ جب صحابہؓ ہمارے پاس ہیں تو ڈرنے کی بات کیا ہے؟ صحابہؓ ہمارے پاس ہیں تو قول رسولؐ' قول خدا...... لہٰذا اہم ہدایات جو ہیں وہ جانچ کر لیتے ہیں' پڑتال کرتے ہیں' بیٹھتے ہیں آنکھ بند کر کے نہیں لے لیتے۔ نہ ہم قرآن آنکھ بند کر کے پڑھتے ہیں' نہ حدیث آنکھ بند کر کے لیتے ہیں۔ ہر جگہ ہم کھلے رہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے کہ نہیں اور یہ ہمارا بھی رویہ نہیں ہے۔ ہم تو کہتے ہیں ان کو کسی حدیث پر اعتماد ہی نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے بزرگوں کو اعتماد نہیں ہے' ان کو کیسے ہو جائے؟

تاریخ میں موجود ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس ایک عورت آئی' جو وادی تھی مرنے والی کی کہ اس نے کہا:

"خلیفہ! مجھے میراث دو۔"

تو آپؓ نے فرمایا:

"نہ تیری میراث کا ذکر قرآن میں ہے نہ حدیث میں ہے' میں کہاں سے دے دوں؟"

مغیرہ ابن شعبہ نے کہا:

"نہیں حضورؐ نے میراث دادی کو دلوائی ہے۔"

تو حضرت ابوبکرؓ' مغیرہ ابن شعبہ صحابی ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ

"مغیرہ جب تک گواہی نہیں لائے گا میں تیری شہادت قبول نہیں کروں گا۔"

تو...... محمد ابن مسلمہ آئے' تب حضرت ابوبکرؓ نے مانا...... تو حضرت ابوبکرؓ بھی صحابی کی بات اس وقت تک نہیں مانتے...... میں کیا کروں؟ میرے سامنے تاریخ ہے۔ آپ کو تو کچھ بتایا ہی نہیں جاتا۔ یہ تو اس منبر کا صدقہ ہے کہ آپ کو بتا رہا ہوں۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایک مسئلہ پیش ہوا۔ ایک عورت کو ایک مرد نے مارا پیٹا' اس کا حمل ساقط ہو گیا تو وہ آئی اور کہتی ہے:

"مجھے انصاف دلوائیں۔"

تو انہوں نے کہا:

"قرآن اور حدیث مجھے نہیں معلوم' میں کیسے دوں فیصلہ؟"

تو پھر مغیرہ ابن شعبہ نے کہا کہ

"حضورؐ نے ایک غلام یا لونڈی' اس کی دیت رکھی ہے۔"

تو کہا کہ

"اس کی گواہی لاؤ۔"

تو پھر محمد بن مسلمہ آئے تب جا کر بات مانی۔ پھر ایک مرتبہ ابو موسیٰ اشعری

آتے ہیں حضرت عمرؓ کے مکان پر اور تین مرتبہ کہتے ہیں:

''اجازت دیجئے...... اجازت دیجئے...... اجازت دیجئے۔''

پھر چلے جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نکلتے ہیں:

''جا رہے ہو؟''

کہا کہ

''حضورؐ کی حدیث ہے کہ اگر کسی کے گھر جاؤ' تین مرتبہ اجازت مانگو' اگر وہ اجازت نہ دے تو پلٹ آؤ۔''

کہا:

''جانے نہیں دوں گا' جب تک گواہی نہیں لاؤ گے۔''

(نعرۂ حیدریؑ)

تو ابوسعید خدری آئے اور انہوں نے گواہی دی تب جان چھوٹی...... تو ابی ابن کعب نے کہا:

''یا عمرؓ اصحاب رسولؐ پر عذاب نہ ڈالو اتنی سختی نہ کرو۔''

یہ بخاری شریف میں بھی ہے' داؤد (ابن ماجہ) میں بھی ہے۔ جب سارے بزرگ جانچ پڑتال کرتے ہیں تو ہم سے کیا کہتے ہو کہ یہ پرکھتے ہیں۔ ہم بھی پرکھیں گے' جانچیں گے' کیوں کہ مسئلہ یہی ہے کہ حدیث سننے والا ضعیف ہے یا قوی ہے۔ میں سننے والوں کے قلب کے بارے میں بدنیت نہیں ہوں یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی حضورؐ کا صحابی' حضورؐ پر تہمت رکھے' یہ تو ناممکن ہے۔ مگر یہ ہو سکتا ہے کہ اس کا حافظہ ٹھیک نہ ہو اور ٹھیک بات ہے۔

حضرت زید بن ارقم سے پوچھا گیا کہ

''آپ کبھی کوئی حدیث نہیں بیان کرتے۔''

کہا:

"میں بوڑھا ہو گیا ہوں' اب کیا فائدہ؟"

حضرت انس بن مالک سے کہا گیا کہ

"آپ اتنا عرصہ ساتھ رہے کوئی حدیث بیان کیجئے۔"

کہا:

"نہیں۔"

تو سارے لوگ اس لئے گھبراتے تھے کہ کہیں کوئی بات کہہ دیں اور غلط ہو جائے۔ بڑے محتاط تھے نا! وہ...... یہ نہیں کہتے تھے کہ حافظے کی ضرورت ہے' فہم کی ضرورت ہے' فہم ہونا چاہئے' حدیث سنی اور سمجھ میں نہیں آئی۔

حضرت ابوہریرہؓ...... کہا کہ

"حضورؐ کی حدیث ہے جو حرامی بچہ ہوتا ہے وہ تینوں سے بدتر ہوتا ہے یعنی ماں' باپ اور "خود" بچے کی طرف اشارہ...... وہ تینوں میں بدتر ہوتا ہے۔"

تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ

"ابوہریرہؓ کی بات سمجھ میں نہیں آئی' حضورؐ نے یہ کہا ہی نہیں۔"

اور کہا کہ

"ایک منافق حضورؐ کو گالیاں دیتا تھا "منافق"...... تو صحابہ کرامؓ نے کہا کہ حضورؐ آپ غصہ نہ کریں یہ حرامی بھی ہے۔ تو حضورؐ نے کہا یہ حرامی تینوں میں بدتر ہے۔"

حضرت ابوہریرہؓ راوی اچھے تھے مگر بات سمجھ میں نہیں آئی' بدنیت نہیں تھے بہت اچھے تھے...... ۵۳۷۴ حدیثیں ابوہریرہؓ کی ہیں۔ تعجب ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی ۱۴۲ ہیں۔ کمال ہے حضرت ابوبکرؓ کتنے پرانے ہیں' مکہ سے ساتھ ہیں۔ آپ کو تو معلوم ہے اور حضرت ابوہریرہؓ خیبر میں ایمان لائے۔ اڑھائی سال میں ۵۳۷۴ روایتیں اور

جو مکہ سے ساتھ ہیں ان کی ۱۴۲...... تو آپ خود سوچئے کہ جو اتنی روایتیں ہیں تو اس کو پرکھنا تو پڑے گا۔ فرق یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ روایت نہیں بیان کرتے' اتنی' یہ اتنی کیوں بیان کرتے ہیں؟ یہ مسئلہ سوچنے کا تو ہے جو اتنے پرانے صحابی ہیں ان کے پاس ۱۴۲ روایتیں اور ان کے پاس پانچ ہزار سے زیادہ حدیثیں...... کمال ہے یا نہیں؟ پھر آپ کہتے ہیں جانچو نہیں' تولو نہیں' پرکھو نہیں' دیکھو نہیں...... مان لو...... کیسے مان لیں؟

اب حضرت ابوہریرہؓ سے کہا گیا' آپ کل آئے اور اتنی روایتیں کہنے لگے...... عجیب بات ہے' میں کیا کروں:

نقول الناس اکثر اباھریرۃ

''لوگ کہتے تھے ابوہریرہؓ بہت روایت کرتے ہیں۔''

''مہاجرین کا حال تو یہ ہے کہ بازاروں میں کاروبار کرتے پھرتے ہیں اور انصاریوں کا حال ہے کہ وہ اپنے مال بنانے میں مصروف ہیں۔''

''چونکہ ابوہریرہؓ کا کوئی کاروبار نہیں ہے' اس کا کام نہیں ہے لہٰذا اس نے پیٹ بھرنا تو رسولؐ کے ساتھ چوبیس گھنٹے رہتا ہے۔ لہٰذا جو کچھ سنے گا وہ سنا دے گا' جو اس کو معلوم ہوگا وہ دوسرے کو معلوم نہیں ہوگا۔''

حضرت ابوہریرہؓ نے ایک بات کہہ دی کہ جو زیادہ ساتھ رہے گا اس کو زیادہ معلوم ہوگا۔ بات طے ہو گئی نا! جو زیادہ ساتھ رہے گا اس کو زیادہ معلوم ہوگا تو میں ابوہریرہؓ کی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہوں ان کی ۵۳۷۴ روایتیں سب مانوں گا لیکن یہ خیبر میں ایمان لائے' لہٰذا خیبر سے لے کر حضورؐ کے وصال تک جتنی حدیثیں ہیں' سب مانوں گا لیکن بدر سے خیبر تک...... آپ دیکھیں کہ خیبر سے ابوہریرہؓ...... لیکن بدر سے علیؑ صرف...... احادیث نہیں ملتی' بلکہ خصوصیت سے آپ یہ بات جناب شبلی نے

اپنی کتاب سیرت نعمان میں لکھی' جا کر پڑھ لیجئے۔ سیرت النعمان میں لکھی کہ حضرت علیؑ کو جتنا حضورؐ کے اقوال کی اطلاع تھی' کسی صحابی کو نہیں......

یہ میں نہیں کہہ رہا' اگر جرح کرنا ہے تو شبلی کو پکڑو' میں نے پہلے ہی اپنا انتظام کر لیا۔ اس لئے کہ بچپنے سے آپؑ رسولؐ کے ساتھ تھے۔ تو اب آپ سمجھ لیں کہ جو بچپنے سے جو ساتھ ہو اور جو بعد میں ساتھ ہو اور ہر وقت ساتھ ہو...... اس بات کو تو ام المومنین حضرت عائشہؓ بھی جانتی ہیں۔ تو جب ان سے پوچھا گیا کہ

''سفر میں قضا کریں یا سوئیں؟''

تو آپؓ نے کہا:

''یہ بات مجھ سے نہ پوچھو علیؑ سے پوچھو' کیوں کہ وہ سفر میں بھی ساتھ رہتے ہیں' حضر میں بھی ساتھ رہتے ہیں اور ہر عمل میں بھی ساتھ رہتے ہیں۔''

یہ مجلس سراسر علمی مجلس ہے' یہ علمی مجلس ہو رہی ہے۔ جس میں استدلال ہے تاکہ حکومت کو معلوم ہو جائے کہ پوری ٹیپ حکومت کے پاس جانی چاہئے۔

(نعرۂ حیدریؑ)

وہ ہم سے یہ کہتے ہیں جناب آپ...... کیا بات ہے۔ یہ بات مولانا مودودی نے بھی اپنی کتاب ''رسائل و مسائل'' میں فرمائی ہے۔ کیا بات ہے کہ جب ان سے یہ سوال کیا گیا کہ

''آپ اہل بیتؑ سے روایت کیوں نہیں لیتے ہیں؟ دوسروں سے کیوں لیتے ہیں؟''

تو انہوں نے کہا:

''کیا ضروری ہے کہ صرف یہ بات ان سے لی جائے جب کہ ہزاروں آدمی ہیں۔''

بات تو معقول ہے' ہزاروں آدمی رسولؐ کو دیکھتے تھے' عمل کرتے تھے تو پھر ایک دو کی نگاہ پر بھروسہ کیوں کیا جائے؟

بات تو بڑی معقول ہے کہ ہزاروں آدمی نماز پڑھتے ہوئے' روزہ رکھتے ہوئے حج کرتے ہوئے دیکھتے تھے تو ایک ہی آدمی سے کیوں پوچھا جائے؟ تو میں یہی سوال کرتا ہوں کہ کیا بات ہے روایتیں خیبر والے کی زیادہ ہیں؟

حضرت ابوہریرہؓ کی اتنی روایتیں ہیں' حضرت عثمانؓ کی ایک سو چھیالیس اور حضرت ابوبکرؓ کی ایک سو بیالیس...... تو قلیل روایات کا سبب کیا ہے؟ سبحان اللہ کیا منزلت ہے؟ احتیاط...... تو اب آپ ہی بتایئے کہ یہ جو احتیاط ہے یہی احتیاط ہم بھی کرتے ہیں۔ یہ تو سب ہی دیکھتے ہیں' لیکن یہ دیکھنا حق ہوتا ہے کہ اس کا حافظہ قوی ہے کہ نہیں! یہی بات تم کہتے ہو' میں کہتا ہوں تم ابوہریرہؓ کو کیوں مانتے ہو؟ اس لئے کہ یہ حدیث ہے اور حدیث بھی خود ابوہریرہؓ کی ہے اور اپنے ہی بارے میں ہے۔

ابوہریرہؓ نے کہا:

"میں نے رسول اللہؐ سے کہا کہ آپ سے بہت کچھ سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں' لہٰذا اس کی کوئی تدبیر بتایئے۔"

تو حضورؐ نے فرمایا:

"اپنی چادر کو بچھا دے۔"

"میں نے چادر ی بچھا دی۔"

چادر ابوہریرہؓ کی ہے اور وہ جو چاہے رسولؐ اس پر پھونک دے اور اس کا حافظہ اتنا قوی کہ کبھی نہ بھولے' تو جس پر رسولؐ اپنی چادر ڈال دیں......

تو ہم حدیث صرف اہل بیتؑ سے لیتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے حافظے کا ہمیں اعتبار نہیں اور وہ بچپنے سے عالم ہوتے ہیں۔ ابن حجر عسقلانی خود راقم ہیں کہ حضورؐ نے دیکھا کہ امام حسنؑ نے ایک کھجور منہ میں رکھی' تو...... حضورؐ کے الفاظ یہ ہیں کہ

اما تعلم

''کیا تم نہیں جانتے؟''

اور امام حسنؑ کی عمر دو سال تھی...... امام حسنؑ کی عمر دو سال تھی:

اما تعلم الصدقة حرام علی آلِ محمد

''کیا تم نہیں جانتے......؟''

دیکھئے! یہ نہیں کہا کہ صدقہ حرام ہے' کہا:

''کیا تم نہیں جانتے کہ صدقہ ہم پر حرام ہے۔''

تو ابن حجر شرح میں لکھتے ہیں' صحیح بخاری کی...... کوئی یہ نہ کہے کہ دو سال کے بچے سے یہ انداز گفتگو کیسا ہے؟ تو کہتے ہیں یہ حسنؑ ہیں جو گہوارے میں بیٹھ کر لوح محفوظ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ (نعرۂ حیدریؑ)

تو یہ اہل بیتؑ ہیں اس لئے ہم ہر چیز اہل بیتؑ سے لیتے ہیں اور یہ سلسلہ چونکہ قابل اعتماد ہے اس لئے سند کی بھی ضرورت نہیں۔

جب امام جعفر صادق علیہ السلام (**اللھم صل علی محمدؐ و آل محمدؐ**) سے پوچھا گیا کہ آپؑ جب بیان کرتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ

قال رسول اللہؐ

''رسول اللہؐ نے کہا۔''

حالانکہ تمام علماء کا اور آئمہؑ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں قال فلاں' قال فلاں...... سمع فلاں' سمع فلاں...... لیکن آپؑ یہ فلاں' فلاں نہیں کرتے اور صاف کہہ دیتے ہیں کہ میرے جد نے کہا۔

تو...... کہا بھائی بات یہ ہے کہ

ان قولی قول جدی

''میرا کہنا جد کا کہنا ہے۔''

ہمیشہ حدیث میں ہوتا ہے کہ میں نے فلاں سے سنا انہوں نے فلاں سے سنا۔ لیکن امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاں یہ نہیں ہوتا کہ میں نے کس سے سنا۔ اس لئے کہ آپؑ کہتے ہیں کہ

انک علی قول جدی

"میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ دادا علیؑ نے کہا۔"

(نعرۂ حیدری)

امام جعفر صادقؑ تو فرماتے ہیں کہ گویا فرمایا' امام محمد باقرؑ نے اور ان کا کہنا گویا جناب سجادؑ ابن الحسینؑ کا کہنا اور ان کا کہنا حسینؑ کا کہنا' حسینؑ کا کہنا حسنؑ کا کہنا' حسنؑ کا کہنا علیؑ کا کہنا اور علیؑ کا کہنا...... اور اگر عوجہ کا جملہ سن لو۔

جملہ سنو!

کسی نے کہا کہ ابن عوجہ تو اتنا قابل ہے ذرا جا کر جعفر صادقؑ کی خبر لے کہیں تو یہ لوگ جھکیں۔ بنی ہاشمؑ کا علم بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ میں اس سے کیا بات کروں کہ جو یہ کہتا ہے کہ قال اللہ! یہ بھی نہیں کہتا کہ رسول اللہ! بلکہ کہتا ہے قال اللہ! تو ہم ان کے مقلد ہیں' ان کے ماننے والے ہیں' اہل بیتؑ کے پرستار ہیں۔ بس انہوں نے جو روایت بیان کی وہی صحیح ہے۔ اسی پر فقہ بنائی گئی' اسی پر فیصلہ ہوگا۔

اور ہم عزاداران حسینؑ ہیں اور یہ حسینؑ کا فیض ہے کہ ہمیں اتنا مجمع ملتا ہے اور ہم بہت سی باتیں قوم کی اور علم کی باتیں آپ کو سناتے ہیں۔ معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے' حکومت بھی سن لیتی ہے' اس کے کان بھی...... اگرچہ کھلے نہیں ہیں مگر بڑے ہیں۔ تو ہم نے اپنا مقصد بتا دیا۔

آج محرم کی...... چھٹی تاریخ ہے۔ اچھا ایمان سے بتائیے کہ محرم کے جانے کا آپ کو غم ہو رہا ہے یا خوشی ہو رہی ہے؟

غم سے تو لوگ بچتے ہیں نا...... کہ کہتے ہیں کہ خدا کوئی غم نہ دے...... یہی کہتے ہیں نا...... مگر یہ کونسا غم ہے جس کے لئے آپ کا چہرہ تڑپ رہا ہے کہ یہ غم کم نہ ہو۔

دوستو!

مجھے آپ پر اعتماد ہوتا ہے لہٰذا ربط مصائب آپ کبھی میری تقریر میں نہ دیکھیے گا۔ فضائل سے ڈائریکٹ مصائب پر آ جاتا ہوں' کیوں کہ مجھے آپ لوگوں پر اعتماد ہوتا ہے کہ آپ چکی پیسنے والی ماں کو پرسہ دینے کے لئے آئے ہیں۔ آج آپ جناب سیدہؑ کا پرسہ ان کے پوتے علی اکبرؑ کا دیجئے گا۔ کربلا میں ایک کے بعد دوسرا جا رہا ہے' سب جا رہے ہیں' کوئی بچنے والا نہیں...... کوئی بچنے والا نہیں' سب جا رہے ہیں اور آئے تھے سب اسی نیت سے کہ بچنا نہیں ہے' جان دینی ہے۔ اسی لئے امام زمانہؑ سلام کہتے ہیں:

"تم بھی پاک ہوائے شہدائے کربلا وہ زمین بھی پاک ہے' جس میں تم دفن ہو۔"

نہ حبیبؓ بچنے کے لئے آیا تھا نہ مسلمؓ بچنے کے لئے آیا تھا۔ اصحابؓ بھی جان دے رہے ہیں' انصار بھی جان دے رہے ہیں اور کربلا میں ایک منظر تو ایسا ہے جو دیکھنے کے قابل ہے۔ ایک...... دوسرے کو کھینچ رہا ہے کہ پہلے میں جاؤں گا' وہ کہتا ہے پہلے میں جاؤں گا۔ مگر...... حسینؑ سب کو روکے ہوئے ہیں جس کے لئے مناسب سمجھتے ہیں اس کو حکم دیتے ہیں' کیوں کہ حرؓ خطاوار تھا' اس نے کہا:

"مولاؑ گھوڑے سے نہیں اتروں گا۔"

کہا:

"اچھا چلا جا۔"

جان دی' آواز دی:

''مولاؑ ! میں قربان ہو گیا۔''

مولاؑ خود گئے' سر زانو پر رکھا اور کہا:

''واقعی تو حُرؑ ہے۔''

اب حُرؑ کا مقدر دیکھو کہ جب لاش گھر پر آئی ہے تو سیدہؑ کی بیٹیاں......

تو دوستو!

حُرؑ گئے...... حبیبؑ گئے...... اور سب جاتے رہے۔ آخر میں ابھی کچھ اور لوگ رہ گئے تھے کہ علی اکبرؑ بڑھے۔ جناب علی اکبرؑ کی تعریف اتنی کافی ہے کہ خلق میں اور شکل میں رسولؐ کے مشابہ ہیں یعنی صورت میں بھی اور سیرت میں بھی...... یہ تعریف کافی ہے۔ کیا مرتبہ ہے' کیا بلندی ہے۔

وہ آئے اور کہا:

''بابا! مرنے کی اجازت دیجئے۔''

اب یہاں اولاد والے بیٹھے ہوئے ہیں' کہنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے...... مرنے کی اجازت دیجئے......تو امام حسینؑ نے کہا:

''بیٹا! ہم نے تمہیں پالا نہیں ہے' باپ میں ضرور ہوں' پالا میں نے نہیں ہے' جس نے پالا ہے اس سے جا کر اجازت لو۔''

تو جناب علی اکبرؑ سر جھکا کر جناب زینب کبریٰؑ کی خدمت میں آئے اور کہا:

''پھوپھی جان! اجازت دیجئے۔''

کہا:

''بیٹا! کس چیز کی؟''

کہا:

"مرنے کی۔"

کہا:

"بیٹا کوئی اس لئے پالتا ہے کہ مرنے کی اجازت دے؟ میں تو کبھی اجازت نہیں دوں گی۔"

علی اکبرؑ نے پھر کہا:

"پھوپھی جان! اجازت دیجئے۔"

کہا:

"بیٹا مرنے کی اجازت نہیں دوں گی۔"

کہا...... پھر کہا:

"مرنے کی اجازت نہیں دوں گی۔"

تو اب علی اکبرؑ نے کہا:

"اچھا پھوپھی جان میں جا کر خیمے میں آرام سے بیٹھ جاتا ہوں آپؑ کوئی فکر نہ کریں میں آپؑ کی بات مان لیتا ہوں' میں نہیں جاتا۔ لیکن اگر قیامت میں میری دادی جناب سیدہؑ نے پوچھا کہ زینبؑ تجھے اکبرؑ عزیز تھا یا حسینؑ تو کیا جواب دیجئے گا؟"

یہ سننا تھا کہ کہا:

"بیٹا جا......!"

اب علی اکبرؑ آئے' چونکہ ہم شکل نبیؐ تھے' لہٰذا سب محبت کرتے تھے' سب چاہتے تھے۔ خیمے سے نکلے اور پھر پلٹے...... پھر نکلے...... حمید بن مسلم جو واقعہ کربلا کا یزیدی نامہ نگار ہے تو اس نے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ جب ہم شکل نبیؐ علی اکبرؑ نکلے' تو ستر مرتبہ پردہ اٹھا اور ستر مرتبہ گرا۔ کبھی زینبؑ لپٹ جاتی تھیں' کبھی ام کلثومؑ' کبھی سکینہؑ' کبھی ام لیلیٰؑ ...... اکبرؑ کو کوئی نکلنے نہیں دیتا تھا۔ بالآخر اکبرؑ گھوڑے

پر بیٹھے اور چلے تو امام حسینؑ نے کہا:

"بیٹا علی اکبرؑ! کچھ نہیں چاہتا...... کچھ نہیں چاہتا...... بیٹا میں تم سے کچھ نہیں چاہتا تجھ سے......بس جب تک ممکن ہو پلٹ پلٹ کر دیکھتے رہنا۔"

لیکن جب اکبر دور ہو گئے تو تھوڑی دیر میں اکبرؑ نے محسوس کیا کہ کوئی پیچھے آ رہا ہے تو دیکھا کہ بوڑھا باپ سینہ پکڑے ہوئے چلا آ رہا ہے۔ گھوڑے سے نیچے اترے قدم چومے:

"بابا...... (یہ جملے سنئے یہ جو میں کہتا ہوں) بابا! آپؑ نے تو اجازت دے دی تھی۔"

کہا:

"بیٹا اجازت دے دی تھی' ٹھیک ہے لیکن تمہیں احساس نہیں' تمہارا کوئی بیٹا نہیں۔ اکبرؑ تیرا کوئی بیٹا نہیں' تجھے کچھ پتہ نہیں۔"

میں نے مصائب بس ختم کیا' بس آخری الفاظ ہیں......لڑے اور عباسؑ کا شاگرد جیسا لڑ سکتا ہے عباسؑ کا شاگرد جیسا لڑ سکتا ہے ویسا لڑے اور پلٹے' ایک سو بیس آدمیوں کو قتل کیا۔ پہلی جنگ عباسؑ کے شاگردی' حسینؑ کے بیٹے کی' اکبرؑ کی پہلی جنگ ہے۔ کیوں کہ جانتے تھے کہ عباسؑ کا شاگرد ہوں' علیؑ کا پوتا ہوں' حسینؑ کا بیٹا ہوں' آج جنگ دکھاؤں گا۔ جنگ دکھائی' حسینؑ دیکھ رہے ہیں تعریف کی' عباسؑ بھی دیکھ رہے ہیں تعریف کی۔ اکبرؑ خوب لڑے' حق شاگردی ادا کر دیا۔ یہاں ایک جملہ کہنے کو دل چاہتا ہے کہ شاید عباسؑ یہ کہنا چاہتے ہوں کہ اکبرؑ اگر زندہ رہتے تو میری جنگ دیکھتے۔ (خوب لڑے' خوب لڑے......) پہلی جنگ حسینؑ کے پاس آئے علی اکبرؑ...... کہا:

"بابا! کیا بات ہے؟"

دیکھئے! بس آخری جملے ہیں، صاحب ریاض القدس لکھتے ہیں کہ اکبرؑ اٹھارہ سال کے ہو گئے اور ہر دن مدینے سے لے کر کربلا تک، ہر دن حسینؑ! اکبرؑ سے پوچھتے تھے کہ

"بیٹا تیری کوئی تمنا ہے تو بتا؟"

لیکن اٹھارہ سال تک اکبرؑ نے کبھی نہیں کہا، ہمیشہ یہ کہا:

"بابا! ہر چیز تو آپؑ دے دیتے ہیں، اب مانگنے کی ضرورت نہیں۔"

کبھی اکبرؑ نے سوال نہیں کیا اور ہر روز حسینؑ کہتے تھے کہ

"بیٹا اپنی زبان سے بھی تو کچھ کہہ دے۔"

مگر اکبرؑ نے کچھ نہیں کہا۔ آج حسینؑ پر بہت سخت وقت ہے۔ اکبرؑ آتے ہیں اور کہتے ہیں:

"بابا! ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔"

کہا:

"بیٹا بتا۔"

کہا:

"بابا! تھوڑا سا پانی مل جائے گا......"

دوستو!

بس آخری جملہ ہے۔

کہا:

"بیٹا اپنی زبان میرے منہ میں دے۔"

زبان منہ میں دے دی۔ کہا:

"بابا! آپؑ کی زبان تو بہت خشک ہے۔"

کہا:

"بس سمجھ لے۔ اب جا...... تیرے جد تیرا انتظار کر رہے ہیں۔"

اکبرؑ چلے' جنگ کی...... اور برچھی لگی۔ آواز دی:

"بابا! آخری سلام اکبرؑ کا قبول ہو۔"

آواز خیمے میں پہنچی' ادھر سے حسینؑ چلے' ادھر سے زینبؑ چلیں...... ادھر سے حسینؑ چلے' ادھر سے زینبؑ چلیں اور جب حسینؑ پہنچے تو زینبؑ اکبرؑ کے لاشے پر پڑی ہے۔ خیال تھا...... خیال تھا زینبؑ کو کہ شاید حسینؑ یہ منظر نہ دیکھ سکیں۔ (بس یہی جملہ آخری کہنا ہے)

امام سجادؑ سے...... امام زین العابدینؑ سے کسی نے مدینے میں پوچھا کہ "مولاؑ! روایت میں ہے کہ ایک سرخ چادر والی عورت آ رہی تھی' وہ کون تھی؟"

کہا:

"وہ میری پھوپھی زینب کبریٰؑ تھی۔"

کہا:

"مولاؑ عاشور کے دن سرخ چادر کیوں پہنی تھی؟"

مولاؑ نے کہا:

"تو نے میرا دل توڑ دیا' ارے چادر تو سفید تھی...... میرے بھیا علی اکبرؑ کے لاشے پر گریں' جوان کے خون کی دھاریں' اکبرؑ کا خون' زینبؑ کی چادر...... ساری چادر لال ہو گئی۔"

بارہویں مجلس

حضورؐ تو علم کا سرچشمہ ہیں

مسئلہ یہ ہے کہ جب کل میں نے کہا کہ ہمارے فقہی نظریے میں جو اختلاف ہے وہ شخصیت کا اختلاف ہے اور ہم رسول اکرمؐ کو "من جمیع الجہات"...... من جمیع الجہات معصوم سمجھتے ہیں اور آپؐ کی ہر بات حق سمجھتے ہیں، تقسیم ہم نہیں کرتے۔ لیکن دوسرے حضورؐ کو کبھی بشر سمجھتے ہیں اور کبھی رسولؐ سمجھتے ہیں۔ دوسرے معنوں میں کبھی معصوم سمجھتے ہیں اور کبھی معصوم نہیں سمجھتے، کبھی رسولؐ کو ان پڑھ کہتے ہیں۔

"اُمی" کے معنی ان پڑھ کے ہیں، حالانکہ امامؑ نے فرمایا کہ "اُمی" کے معنی ہیں کہ اصل کائنات وہی ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ چالیس سال تک وہ اپنی جاہلیت کے مذہب پر رہے، کبھی کہتے ہیں کہ جبرائیلؑ نے ان کو پڑھایا......!

اب یہی تو فرق ہے ہم میں اور ان میں...... وہ کہتے ہیں کہ جبرائیلؑ نے رسولؐ کو پڑھایا، ہم کہتے ہیں کہ جبرائیلؑ کو علیؑ نے پڑھایا، علیؑ کو رسولؐ نے پڑھایا۔

اب یہ توہین نبوت کی حدود میں آتا ہے یا نہیں؟

اس سے توہین نبوت ہوتی ہے یا نہیں؟ کسی کو خیال نہیں۔ منبر پر بیٹھ کر اب تو

بڑے بڑے عشرے بن گئے ہیں۔ اب تو اور آزادی مل گئی ہے۔ پہلے تو دو بجتے تھے اب دو سے عشرے تک آ گئے ہیں اور ان کی تعریف کرو جن کے تم پجاری ہو۔

بیٹھتے ہو ہمارے رسولؐ کے منبر پر توہین رسولؐ کی کرتے ہو۔ تم سے تو وہی جامع مسجد دہلی کا گرہ کٹ اچھا......!

دیکھئے نا! کتنے افسوس کی بات ہے یہ کہتے ہیں کہ چالیس سال تک ایمان کا نہ اجتہاد کا......اور عیسیٰؑ آغوش میں کہتے ہیں کہ

انی عبداللہ اعطانی الکتاب و جعلنی نبیا

بھئی چار پانچ نصرانی یا عیسائی ہمارے لوگوں سے ملے کہ ہم بھی حسینؑ کی مجلس میں شریک ہو سکتے ہیں تو میں نے اور میرے ساتھیوں نے کہا' آپ ضرور آئیے...... کہنے لگے کہ ہم آداب سے واقف نہیں ہیں۔ ہم نے کہا' آئیے یہاں کوئی خاص آداب نہیں ہیں۔ بس دل میں محبت ہونی چاہئے۔ (نعرۂ حیدری)

اب مجلس میں عیسائی حضرات بھی آ رہے ہیں...... یہ ہے حسینؑ کی کشش! تو پھر بتانا پڑتا ہے اگر وہ وہاں جاتے ہوں گے تو وہاں کچھ سنتے ہوں گے' یہاں کچھ سنتے ہوں گے۔ یہ کیسا دین ہے کہ وہاں کچھ اور ہے' یہاں کچھ اور ہے۔

تو...... جو رسولؐ کی توہین کرتے ہیں ان کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ ان سے جامع مسجد دہلی کا جیب تراش اچھا ہے۔

پرانے زمانے میں جب انگریز آتے تھے تو وہ تاریخی عمارات دیکھنے جاتے تھے۔ تو ایک انگریز جامع مسجد دہلی دیکھنے گیا۔ اندر...... کہ کیسی بنی ہے۔ اس کی جیب سے بٹوہ گر گیا' تو اس شخص نے بڑھ کر وہ بٹوہ اٹھا لیا اور تھوڑی دیر میں اس کو پیش کیا۔

اس نے کہا:

"جنٹلمین تم بہت اچھے آدمی ہو۔ تمہارا شکریہ!"

تو اس نے کہا:

"جناب میں اچھا وچھا تو کوئی نہیں ہوں' میرا تو پیشہ یہ ہے کہ اگر جیب میں ہو تو نکال لیتا ہوں۔"

کہا:

"پھر آپ ویسے ہیں تو آپ نے یہ پڑا ہوا بٹوہ مجھے کیوں دے دیا؟"

کہا:

"بات یہ ہے کہ آپ عیسائی ہیں' اگر مسلمان ہوتے تو کبھی نہ دیتا۔"

کہا:

"کیوں؟"

کہا:

"اس لئے کہ قیامت کے دن اگر تمہارے نبی میرے نبیؐ سے کہیں کہ اے نبیؐ! تمہاری امت والوں نے میری امت والوں کا بٹوہ لے لیا' تو ...... میرے نبیؐ کی نگاہیں نیچی ہو جائیں گی۔ ہم اپنے نبیؐ کی نگاہیں نیچی نہیں ہونے دیں گے۔ ہمارے نبیؐ کی نگاہ انشاء اللہ اس مکتبہ فکر کے منبر سے کبھی نیچی نہیں ہو گی' ہمیشہ بلند سے بلند تر ہوتی جائے گی۔"

ہم رسولؐ کو "امی" نہیں سمجھتے' ان پڑھ نہیں سمجھتے۔ حضورؐ تو علم کا سرچشمہ ہیں۔ لوگوں کو یاد نہ رہے تو رسولؐ کے پاس اس کا کوئی علاج نہیں۔ تمہاری کتابوں' صحیح مسلم میں...... اب جو صحیح مسلم کی بات نہیں مانے گا وہ صحیح مسلم نہیں۔

روایت ہے:

ان ھو صلی بنا رسول اللہ الفجر' ثم سعد المنبر و خطبنا حتی صفرۃ المظھر منظر' فعلی ثم سعد منبر و

خطبنا حتی غیربته الشب فلخرنا بما کان و بما. اع.

جناب زیدؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے ہمیں نماز پڑھائی' فجر کی' سویرے کی تو...... منبر پر آپؐ تشریف لائے' خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ ظہر کا وقت آیا' نماز پڑھائی' پھر منبر پر بیٹھے اور خطبہ دیا' یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ اب میں پوچھتا ہوں یہ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ تم یہ لکھتے ہو کہ ظہر کی نماز پڑھائی' پھر منبر پر گئے' سورج ڈوب گیا۔ بتاؤ عصر کی نماز کب پڑھی؟ کہتے ہو کہ آپ ملا کے پڑھتے ہیں۔ اگر ملا کے نہیں پڑھی تو بتاؤ کہ حضورؐ نے کیا پھر قضا کر دی؟

تو آپؐ نے خطبہ دیا۔ یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔

تو جو ماضی میں گزرا تھا وہ اور...... جو کچھ ہونے والا تھا وہ سب کچھ ہمیں بتا دیا۔ تو ہم میں سے عالم وہی ہوتا تھا جس کو یاد رہا' معلوم ہوا کہ حضورؐ نے سب کچھ بتا دیا۔ ہر ایک کو بتایا' لیکن یاد رکھنا' یہ ہر ایک کی ذاتی صلاحیت پر تھا۔ وہ مبدء فیض تھا' اس کا ابر کرم برستا تھا۔ تو ہر ایک پر جل تھل کرتا تھا۔ اس کا آفتاب فیض چمکتا تھا تو ہر جگہ جہاں ضوفشاں ہوتا تھا۔ لیکن انفرادی صلاحیتوں کا علاج اس مبدء فیض کے پاس نہ تھا۔ تم دیکھتے ہو کہ آفتاب عالم تاب کی کرنیں جلتی ہیں' پتھروں پر پڑتی ہیں۔ کچھ پتھر اعراض و انکار کی چادر تنگ میں سر چھپائے ہوئے رہتے ہیں۔ تو ان پر سے طائرانہ گزر جاتی ہیں اور کچھ پتھر دست شوق آگے بڑھاتے ہیں اور ہفت رنگ کرنوں کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتے ہیں۔ تو کوئی پکھراج بنتا ہے' کوئی نیلم' کوئی دُرِ نجف' کوئی عقیق یمنی' کوئی سنگ موسیٰ' کوئی لعل یمانی......!

تو اب اگر یہ پتھر جن پر رنگ نہیں پڑا اور سوتے رہے' یہ کہیں کہ ہم بھی پتھر' یہ بھی پتھر' ہم بھی سنگ' یہ بھی سنگ' تو دنیا کیا کہے گی کہ تو بھی سنگ یہ بھی سنگ...... لیکن تمہارا رنگ اور ان کا رنگ اور' تمہارا ڈھنگ اور ان کا ڈھنگ اور' تم ٹھوکروں میں آنے کے قابل' یہ تاج شاہی کی زینت بنانے کے لائق' تم عمارت کے لائق یہ زیارت کے

لائق' تم کٹنے کے لائق' یہ رکھنے کے لائق' تم سنگ آستانہ بنے' یہ انگوٹھی کا نگینہ بنے تم فرش نشین' یہ عرش نشین' تم جگہ جگہ' یہ کہیں کہیں' یہ معلوم ہوا کہ صلاحیتیں بدل جاتی ہیں تو اثر بدل جاتا ہے۔ یہی چیز آگے بڑھ کر دیکھو' تو ایک ہی کان میں کوئلہ بھی ہے اور ہیرا بھی! ایک کالا ہے' ایک گورا ہے' ایک میں کفر کا دل! ایک مومن کا دل...... اب کوئی کہے کہ خاندان ایک ہے' کان ایک ہے مگر دیکھو تو ایک انگیٹھی میں لو دیتا ہے' ایک تاج شاہی میں ضو دیتا ہے۔

فرق ہوا کہ نہیں...... فرق ہوا کہ نہیں...... فرق ہوا کہ نہیں...... ایک ہی زمین تخم بناتی ہے۔ باغبان ایک ہے' زمین ایک ہے' پانی ایک ہے۔ وہیں اس تخم سے ایک طرف گلاب کا پھول اگتا ہے' ایک طرف خار اگتا ہے۔ اب اگر خار کہے کہ ہم بھی تمہارے شجرہ سے ہیں تو پھول یہی کہے گا کہ مجھ میں رنگ و بو کا امتزاج...... تو بدمزاج...... میں گلے کا ہار...... تو ذلیل و خوار...... معلوم ہوا کہ منزل بدلی تو اثر بدلا' شجر بدلا تو ثمر بدلا۔ تو...... رسولؐ تو سب کو بتاتے ہیں' سب کو پڑھاتے ہیں۔ اب یاد کرنے کی بات ہے' کسی کا حافظہ کام کرتا ہے' کسی کا نہیں کرتا۔ یہ اپنا اپنا نفس ہے' اپنی اپنی صلاحیت ہے۔ کوئی گود میں سارا قرآن پڑھتا ہے اور کوئی برسوں میں سورۂ بقر یاد کرتا ہے۔ اب رسولؐ نے دیکھا' جیسے ایک معلم طلباء میں دیکھتا ہے' جانچتا ہے کہ کسی میں صلاحیت زیادہ ہے تو پھر اس کو قریب کرتا ہے۔ لہٰذا جس میں صلاحیت زیادہ تھی اس کو قریب کیا اور وہ معلم خود کہتا ہے...... میں کیا کروں؟

کنت ادخل رسول اللہ فی کل یوم فی کل لیل و خلیل و ادو دما ھو حیث داع

"میں ہر رات اور دن رسولؐ کے پاس جاتا تھا تو وہ تخلیہ کرتے تھے جدھر جدھر حضورؐ جاتے تھے' ادھر ادھر میں جاتا تھا۔"

اور اصحاب رسولؐ جانتے ہیں۔ یہ میں نہیں کہہ رہا' علیؑ کہہ رہے ہیں' اصحاب

رسولؐ جانتے ہیں کہ یہ طرزِ عمل میرے سوا کسی اور کے ساتھ نہیں تھا۔

اکثر یہ ملاقات میرے مکان پر ہوتی تھی' لیکن بعض وقت مجھے حضورؐ کے گھر پر جانا پڑتا تھا۔ تو آپ تخلیہ کرتے تھے:

"اور اپنے ازواج کو اٹھا دیتے تھے۔"

"اور جب...... اور جب میرے گھر میں آتے تھے نہ فاطمہؑ اٹھتیں اور نہ میرا کوئی بیٹا اٹھتا تھا۔"

"کوئی ایسی قرآن کی آیت نہیں اتری کہ مجھے تعلیم نہ کی ہو اور وہ مجھے لکھوائی نہ ہو۔"

"میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا۔

اور پھر حضورؐ نے دعا کی کہ بارالہا! جو کچھ اس نے یاد کیا ہے وہ اس کو محفوظ رہے۔ تو جب مجھے آیت محفوظ ہوئی تو کبھی ذہن سے غائب نہیں ہوئی۔"

ثم علمنی تاویلہ

"پھر مجھے تحویل بتائی اور پھر پڑھائی اور وہ لکھوائی۔"

و کتبت تاویلہ

"میں نے تاویل بھی لکھی۔"

وماترک شی علمہ اللہ من حلال حرام و امر

"کوئی حکم' ایسا نہیں' کوئی ایسی مشیت' کوئی ایسی بات نہ تھی جو اللہ نے رسولؐ کو بتائی ہو اور رسولؐ نے مجھے نہ بتائی ہو۔"

اس لئے آپ دیکھئے کہ کتنے لوگ تھے لیکن کسی نے منبر پر نہیں کہا کہ

سلونی قبل ان تفقدونی

کسی نے نہیں کہا:

"مجھ سے پوچھو' جو پوچھنا چاہتے ہو۔"

منبر پر کہنا کھیل نہیں ہے۔ لوگ بعض وقت بیٹھے ہیں اور...... اور خطبہ یاد نہیں رہا تو مجمع نے کہا سورۂ فاتحہ پڑھ لیجئے۔ کہا' اس وقت تو وہ بھی یاد نہیں:

سلونی قبل ان تفقدونی

"پوچھو مجھ سے جو پوچھنا ہے۔"

هذا لعاب رسول اللهؐ

"یہ رسولؐ کا لعاب ہے یہ وہ ہے جو رسولؐ نے مجھے دیا ہے۔ کاش مجھے اطمینان کی مسند مل جاتی۔ اگر مجھے اطمینان کی مسند مل جاتی اور میں بیٹھ جاتا تو...... توراۃ والوں کو توراۃ سے فتویٰ دیتا' انجیل والوں کو انجیل سے فتویٰ دیتا' قرآن والوں کو قرآن سے فتویٰ دیتا۔ یہاں تک کہ سب بول اٹھتے کہ علیؑ نے سچ کہا اور کچھ بھی جھوٹ نہیں کہا۔"

معلوم ہوا کہ جو نظام مصطفیٰؐ کا ترجمان ہوتا ہے' علیؑ یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ میں سب کو قرآن سے فتویٰ دوں گا۔ مگر نہیں' توراۃ والوں کو توراۃ سے' انجیل والوں کو انجیل سے' قرآن والوں کو قرآن سے...... تو یہ علیؑ چودہ سو سال پہلے فیصلہ کر چکے ہیں کہ کسی کی فقہ دوسرے کی فقہ پر مسلط نہیں ہوگی۔ لہٰذا ہر ایک کو اس کی فقہ پر چلنے دیجئے امن رہے گا' سکون رہے گا۔

ہمیں پتہ ہے کہ یہاں اسلام آنے والا ہے' ہم جانتے ہیں ہم خود چشم براہ ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ہم کیا واقف نہیں ہیں؟

ہم سب جانتے ہیں اور واقعی اسلام کے لئے اتنی تیزی سے کارروائی ہو رہی ہے کہ خبر نہیں ہوتی۔ سویرے اٹھتے ہیں اور معلوم ہوا کہ پھر کٹ گئی۔ چاروں طرف شور ہے' عیسائی بھی رو رہے ہیں' قادیانی بھی رو رہے ہیں کہ بھئی وہ کٹ گئی۔ کہا:

"کیا ہوا؟"

کہا:

"زکوٰۃ کٹ گئی۔"

یہ بھی تمیز نہیں کہ عیسائی ہے' قادیانی ہے...... بھئی کیوں نہ ہو؟ جوش ایمانی ہوتا ہے ساتھ...... (نعرۂ حیدری)

تو اب چونکہ صلوٰۃ و زکوٰۃ ضروری ہے' اس لئے فوراً زکوٰۃ پر عمل ہو گیا اور یہ پتہ نہیں کہ زکوٰۃ کے اصول کیا ہیں؟

اس بیچارے کی خطا نہیں' پاس بیٹھنے والوں کا قصور ہے۔ ایک بھی پڑھا لکھا ہوتا تو سمجھاتا۔

پھر لطف یہ ہے کہ دوسرے دن ٹی وی پر ایک ڈاکٹر صاحب تشریف لاتے ہیں۔ زخموں پر مرہم رکھنے کے لئے فرماتے ہیں کہ ہم نے زکوٰۃ اصل سے نہیں کاٹی ہے' سود سے کاٹی ہے۔ آپ کو کوئی ثواب نہیں ملے گا' سمجھے آپ یعنی گلا بھی کٹوایا اور شہادت بھی حاصل نہیں ہوئی۔ دوسرے دن تردید آئی کہ ہم نے اصل میں سے کاٹی ہے' سود میں سے نہیں کاٹی۔ تو اب لوگوں نے کہا کہ یہ زکوٰۃ ہے کیا؟ کیا اختلاف ہوا' یہ کیا مسئلہ ہے؟ میں نے کہا بات کچھ بھی نہیں ہے' اگر وہ کہتے تو اطمینان سے ہو جاتی۔

زکوٰۃ میں شرط ہے کہ جب زکوٰۃ دے تو اس کے ساتھ نیت کرے کہ میں زکوٰۃ دے رہا ہوں۔ یوں نہیں ہوتا کہ نیت تم کر رہے ہو نماز ہم پڑھ رہے ہیں۔ تو اب زکوٰۃ جو ہے' میں نے یہ موضوع اس لئے بھی چھیڑا کہ لوگ پوچھتے ہیں۔ ہمارے یہاں سواد اعظم کے بھائی ہیں۔ نصرانی بھائی بھی ہیں اور دوسرے بہت سے لوگ ہیں تو وہ سمجھیں اور ہمارے نوجوان طلباء جن کی میں بہت عزت کرتا ہوں اور احترام کرتا ہوں اور ان کے لئے بھی یہ چیز ہے کہ ہمارے ہاں یہی فرق ہے جس کی بناء پر یہ سب باتیں ہوئیں۔

آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ہاں زکوٰۃ نو چیزوں پر ہے۔ یہ میں اس لئے چاہتا ہوں کہ ٹیپ میں بھی محفوظ ہو جائے گی اور آپ کو علم بھی ہو جائے گا۔ نو چیزوں پر ہے...... نقدین پر ہے' یعنی دینار اور درہم پر! جب بیس دینار ہوں تو آپ کو آدھا دینار زکوٰۃ میں دینا ہوتا ہے اور جب دو سو درہم ہوں تو آپ کو پانچ درہم دینا ہیں۔ پھر اونٹ پر زکوٰۃ ہے' اگر پانچ اونٹ ہوں تو ایک گوسفند' دس ہوں تو دو گوسفند' پندرہ ہوں تو تین گوسفند...... (گوسفند آپ سمجھ رہے ہیں نا! بکری' بھیڑ) بیس ہوں تو چار اور پچیس ہوں تو پانچ' چھبیس ہوں تو ایک ایسا اونٹ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور جب چھتیس ہوں تو ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور چھیالیس ہوں تو ایک ایسا اونٹ جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو...... اور اکسٹھ ہوں تو ایک ایسا اونٹ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو...... اور چھہتر ہوں تو دو اور اکیانوے ہوں تو دو ایسے اونٹ جو تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور ایک سو تیس ہوں تو ہر چالیس میں سے ایک دن کے' اب آپ کہیں گے کہ یہ اصطلاحیں کیا ہیں؟

بنت لبون وہ اونٹنی کا بچہ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو' بنت معزہ وہ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو اور نیزہ وہ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو اور جمل وہ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو۔ یہ ہے جمل یعنی اونٹ کی زکوٰۃ میں اور بھی اونٹ کی بات کرتا اگر جمل والے ہوتے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا...... لوگوں نے پوچھا:

"یا بن رسول اللہ! بھینس کا حکم......؟"

کہا کہ

"گائے اور بھینس کا ایک ہی نصاب ہے تو گائے اگر تیس ہوں تو ایک...... وہ بچہ جو تیسرے سال میں داخل ہو' یہ گائے کے لئے ہے اور دو سو ایک ہوں تو تین اور تین سو دس ہوں تو چار اور چار سو

ہوں تو بھی چار پھر ہر سو پر ایک گوسفند دینا پڑے گا۔"

یہ چیزیں ہو گئیں' اب اجناس رہ گئیں۔ ہمارے ہاں زکوٰۃ چاول پر ہے' دالوں پر ہے۔ منقع پر ہے' گیہوں پر ہے' جو پر ہے' کھجور پر ہے' منقع پر' کشمش پر اور اس کے وزن...... تو سے دس کلوگرام ہے۔ یعنی زراعت کی ہو تو اس پر دینا پڑے گا اور اگر ٹیوب ویل لگایا ہو تو آپ کو اس میں عشر دینا پڑے گا۔

یہ ہے ہماری زکوٰۃ کا فلسفہ...... اب چونکہ درہم اور دینار رائج نہیں ہیں اور لوگوں پر زکوٰۃ ہمارے ہاں واجب نہیں ہے۔ سارا تنازعہ یہ تھا کہ ہم کہتے تھے کہ نوٹ پر زکوٰۃ نہیں ہے' کیوں کہ ہمارے پاس نوٹوں پر خمس ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بچنے کے لئے' بھاگنے کے لئے ان لوگوں نے فقہ بنائی ہے کہ نوٹوں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ کیوں زکوٰۃ نہیں ہے؟ تو ہم اس کی وجہ بتاتے ہیں۔ مفتی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں' ان کی مدد لینا ہے' ان سے پوچھیں کہ نوٹوں پر زکوٰۃ کیوں نہیں ہے؟

سونے چاندی کے سکے اگر کینسل بھی ہو جائیں تو سونے اور چاندی کی قیمت رہتی ہے۔

توجہ...... توجہ!!

نوٹ ابھی آپ کے سامنے...... کچھ عرصے کی بات ہے' پانچ پانچ سو روپے کے نوٹ منسوخ ہوئے تھے یا نہیں؟ نالوں میں' میں نے دیکھے' نہروں میں' میں نے دیکھے' لوگ چھپا چھپا کر بیچ رہے تھے' کیوں کہ اب نوٹ نوٹ نہیں تھے' ردی ہو گئے تھے۔ تو چونکہ نوٹ منسوخ ہو جاتے ہیں اور ہماری شریعت ناسخ ہے۔

زکوٰۃ سے بھاگنے والے نہیں ہیں۔ بھاگنے والے تو ہم کبھی نہیں رہے' شریعت معلوم کرنا چاہئے۔ ہماری شریعت میں خمس ہے' خمس میں بیسواں حصہ تم ہم کو کہتے ہو؟ جو ڈھائی فیصد دیتے ہیں۔ وہ بھاگنے والے نہیں' جو بیس فیصد دیتے ہیں وہ

بھاگنے والے ہیں۔ بیس فیصد دیتے ہیں' خمس دیتے ہیں بیسواں حصہ ہے۔ بھاگنے والے نہیں ہیں اور ہم اس کے ماننے والے ہیں کہ جس نے زکوٰۃ ایسی دی کہ نہ کسی ولی نے دی' نہ کسی نبی نے دی' نہ کسی رسول نے دی۔

حق اللہ نماز ہے اور زکوٰۃ حق الناس ہے۔ پوری تاریخ میں مثال لے آؤ' آدمؑ سے لے کر جو ایک طرف حق اللہ بھی ادا کر رہا ہے اور ایک طرف وہ حق الناس بھی ادا کر رہا ہو' نماز بھی پڑھ رہا ہو اور رکوع میں زکوٰۃ بھی دے رہا ہو۔ (نعرۂ حیدریؑ)

جو کچھ ہوتا ہے سب کچھ دے دے' ہم اس کو مانتے ہیں' اور اس وقت دیتے ہیں جب اپنے بچوں کو ضرورت ہوتی ہے اور بچوں کا خیال نہیں ہوتا اور دشمن جان آ رہا ہے اور کہتے ہیں:

"عباسؑ! جس قدر پانی ہے نکالو۔"

اور لوگ کہہ رہے ہیں:

"یا ابن رسول اللہ! بچوں کا ساتھ ہے' پانی نہیں ملے گا۔"

کہا:

"نہیں...... دشمن کی پیاس دیکھی نہیں جاتی۔"

پیاس کا ذکر میں نے اس لئے کیا کہ آج آپ کو معلوم ہے کہ کون سی تاریخ ہے؟ کیا آپ کے کانوں میں العطش العطش کی آوازیں نہیں آ رہی ہیں۔ آج سے مسلمانو پانی بند ہو گیا۔ بچے بہت پیاسے ہیں' بہت پیاسے ہیں۔ آوازیں آ رہی ہیں' ہر ایک بچہ کوئی اکبرؑ کے پاس جاتا ہے' پانی لائیے نا...... کوئی قاسمؑ کے پاس جاتا ہے اور ایک لڑکی بار بار چھوٹے چھوٹے پیر زمین پر رکھتی ہوئی آتی ہے اور بازو پر ہاتھ رکھتی ہے:

"چچا! آپ کو نہیں پتہ کہ مجھے پیاس بہت لگ رہی ہے۔"

ہاں دوستو! آج ساتویں ہے اور آج آپ کو امام حسنؑ کو پرسہ دینا ہے۔

ابھی سے آپ لوگ بے تاب ہو گئے۔ آج جا بجا ہمارے عزا خانوں میں مہندیاں اٹھتی ہیں، رسم نوشا پوری ہوتی ہے۔

یہ کون ہے......؟ یہ اُمِ فروہؑ کا بیٹا قاسمؑ ہے۔ عمر چودہ سال کی ہے۔ جب باپ شہید ہوئے تھے جب امام حسنؑ شہید ہوئے تھے تو جناب قاسمؑ کی عمر چار سال کی تھی۔ چار سال سے حسینؑ کی گود میں قاسمؑ پل رہے تھے اور ہر وقت امام حسینؑ کو جناب قاسمؑ کا خیال رہتا تھا۔ ذرا نظروں سے اوجھل ہوئے اور آواز دی:

"قاسمؑ!"

اور قاسمؑ آجاتے تھے۔ کہا:

"قاسمؑ! دور نہ جایا کرو، چچا کے قریب رہا کرو۔"

دس سال تک قاسمؑ کو ہر وقت یہ احساس ہوتا تھا کہ میرا باپ شہید ہو گیا' پتہ نہیں وہ ہوتا تو مجھے کتنا چاہتا۔ جب چچا اتنے چاہتے ہیں تو بابا کتنا چاہتے؟ مجھے تو باپ کی صورت بھی یاد نہیں۔ یہ احساس قاسمؑ کو یتیمی کا تھا۔ صاحب ریاض القدس لکھتے ہیں کہ شب عاشورہ خیمے کے باہر جناب علی اکبرؑ اور جناب عباسؑ کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے اور جناب عباسؑ' اکبرؑ سے کہہ رہے تھے کہ

"بیٹے کل ہم پہلے لڑیں گے۔"

اور اکبرؑ کہہ رہے تھے:

"نہیں چچا جان! پہلے میں جاؤں گا۔"

کہا:

"نہیں بیٹے...... ہم سے تمہارا مرنا نہیں دیکھا جاتا' پہلے ہم جائیں گے۔"

اکبرؑ کہتے تھے:

"نہیں...... چچا پہلے میں جاؤں گا' اتنا سکھایا آپ نے' اتنی تعلیم

دی...... میری جنگ دیکھئے آپؑ!"

اکبرؑ کہتے تھے میں جاؤں گا' عباسؑ کہتے تھے میں جاؤں گا...... تو پھر جناب عباسؑ نے کہا:

"اکبرؑ بیٹے! تم جاؤ گے تو آقا کا نور نظر چلا جائے گا۔"

تو اکبرؑ نے کہا:

"چچا! آپؑ جائیں گے تو بابا کی کمر ٹوٹ جائے گی۔"

اور...... راوی کہتا ہے کہ جب یہ بیان ہو رہا تھا تو ایک مرتبہ پردہ اٹھا اور ایک چودہ سال کا نوجوان آیا اور اس نے ہاتھ جوڑ کے کہا:

"چچا! نہ آپؑ جائیں گے اور بھیا اکبرؑ نہ آپؑ جائیں گے۔
اکبرؑ بھائی آپؑ جائیں گے تو نور نظر چلا جائے گا' چچا آپؑ
جائیں گے تو کمر ٹوٹ جائے گی' میں چونکہ یتیم ہوں' میرا باپ
شہید ہو گیا ہے' میرے جانے سے کچھ نہیں ہو گا۔"

راوی کہتا ہے کہ پردہ اٹھا اور حسینؑ نکلے اور ایک مرتبہ قاسمؑ کو اپنی بانہوں میں لیا:

"میرے قاسمؑ! میں تجھے اکبرؑ سے زیادہ چاہتا ہوں' یہ تم نے کیا
کہا؟"

دو جملے' بس دو جملے...... ہاں' ہاں دن گزرتا جا رہا ہے۔ قاسمؑ آئے:

"چچا! اجازت دیجئے...... لڑنے کی اجازت دیجئے۔"

کہا:

"نہیں قاسمؑ بھائی کی نشانی ہو' میں اجازت نہیں دوں گا۔"

تو روایت میں ہے کہ قاسمؑ بڑھ کر چچا کے ہاتھ اور پیر چومنے لگے:

"چچا! اجازت دیجئے' چچا اجازت دیجئے۔"

حسینؑ نے کہا:

"بھائی کی نشانی ہو' اجازت نہیں دوں گا۔"

قاسمؑ روتے ہوئے اپنی ماں کے پاس گئے:

'اماں! چچا اجازت نہیں دیتے......"

تو ایک مرتبہ حسینؑ نے دیکھا کہ سفید چادر اوڑھے ہوئے بھابی چلی آ رہی ہیں' بھاوج چلی آ رہی ہیں۔ آ کر سر جھکایا اور کہا:

"اے کشتی اسلامؑ اے امام زمانہؑ!! کیا تیرے دادا کی شریعت میں بیوہ کی قربانی جائز نہیں؟"

کہا:

"ٹھیک ہے بھابی! آپ کہتی ہیں تو میں راضی ہوں۔"

روایت میں ہے کہ اتنے کم سن تھے کہ خود گھوڑے پر بیٹھ نہیں سکے۔ تو حسینؑ نے گھوڑے پر بٹھایا۔ قاسمؑ چلے......!

جب قاسمؑ چلے تو روح حسنؑ بڑھی ہوگی:

"بیٹا تیرے باپ کے لئے مشہور ہے کہ وہ لڑنا نہیں جانتا تھا' میرے چاند آج ایسی جنگ دکھا کہ دنیا سمجھ لے کہ حسنؑ کا لہو کیسا ہوگا؟"

قاسمؑ چلے' لڑنا شروع کیا۔ جدھر گئے فوج کی فوج صاف ہوتی گئی' یہاں تک کہ ساری فوج پر ہیبت چھا گئی۔ ایک مرتبہ جو بہت بڑا پہلوان جناب قاسمؑ کے سامنے آیا۔ جناب امام حسینؑ دروازے پر کھڑے ہوئے تھے اور...... اُمِ فروہؑ حسینؑ کا چہرہ دیکھ رہی تھیں۔ دیکھا کہ حسینؑ کے چہرے کا رنگ بدلا' تو کہا:

"آقا! کیا بات ہے؟"

کہا:

"کوئی بات نہیں اُم فروہؓ ...... میرا قاسمؑ بہت بہادر ہے، مگر......
تین دن کا بھوکا پیاسا ہے۔ اُم فروہؓ! میرے جد کی حدیث ہے
کہ بیٹے کے حق میں ماں کی دعا قبول ہوتی ہے، میرے قاسمؑ کا
مقابلہ ہے، تم دعا کرو۔"

اُم فروہؓ خیمے میں گئیں کہ

"آؤ زینبؑ' آؤ سکینہؑ' آؤ ربابؑ میں بال کھولتی ہوں، دعا کرو۔
بارالٰہا! میری چودہ سال کی کمائی......"

قاسمؑ بچ گئے، کامیاب ہوئے، مگر تھوڑی دیر میں آواز آئی:

السلام علیک یا ابا عبداللہؑ

حسینؑ دوڑے...... حسینؑ چلے تو ادھر کی فوجیں ادھر آ گئیں، ادھر کی فوجیں
ادھر آ گئیں۔ قاسمؑ کا لاشہ زمین میں پامال ہوتا رہا۔ حسینؑ پہنچے...... کہا:

"قاسمؑ! چچا بہت اداس ہے تو پکارتا رہا اور میں جواب نہ دے
سکا۔"

تیرھویں مجلس

شانِ رسالتؐ کا تحفظ

ہم لوگ صدیوں سے...... چودہ صدیاں گزری ہیں' شانِ رسالتؐ کا تحفظ کرتے ہوئے چلے آ رہے ہیں اور ہمارے علماء نے شانِ رسالتؐ کے تحفظ میں گردنیں کٹا دی ہیں۔ جب بھی کوئی غیر مسلم مدمقابل آیا تو شانِ رسالتؐ بچانے کے لئے اسی مکتبہ فکر سے آدمی تلاش کیے گئے...... اور کوئی نہیں نکلا۔ ایک مرتبہ ایک بہت بڑا پادری پوپ آیا تھا' مناظرہ کرنے کے لئے تو عالم اسلام میں صرف اسی مکتبہ فکر کے عالم نکلے اور وہ ہمارے جد بزرگوار سید حسین اعلی اللہ مقامہ تھے۔ تو جب سامنے وہ عیسائی پادری آیا اور ایک جملہ اس نے کہا کہ

"اے عالم فقہ جعفریہ! یہ بتا کہ اگر کوئی سو رہا ہو اور کوئی اس کے پہلو میں جاگ رہا ہو اور مسافر راستہ بھولے تو کس سے پوچھے گا؟"

تو عالم فقہ جعفریہ نے کہا کہ

"بھائی! صاف بات ہے اس سے پوچھے گا جو بیٹھا ہوا جاگ رہا

ہے۔"

تو پھر عیسائی پادری کھڑا ہوا:

"اسلام کو شکست ہوگئی اور عیسائیت کو فتح ہوگئی۔"

عالم فقہ جعفریہ مسکرائے:

"ہم نے کبھی شکست کا منہ نہیں دیکھا۔"

کہا:

"دیکھئے کہ آپ نے خود اعتراف کیا کہ جاگنے والے سے پوچھے گا۔ تو آپ کے مسلمان کہتے ہیں کہ آپ کا رسولؐ مر گیا اور میرا رسول زندہ ہے' چوتھے آسمان پر...... تو اب دنیا اس سے پوچھے گی جو زندہ ہے یا اس سے جو مر گیا؟"

تو آپ نے فرمایا:

"مریں ہمارے رسولؐ کے دشمن!"

آپ نے کہا:

"پادری! تو نے میرا پورا جواب نہیں سنا۔ سونے والا سو رہا تھا' جاگنے والا جاگ رہا تھا۔ مسافر راستہ پوچھتا ہے کہ اے جاگنے والے! بتا منزل کدھر ہے؟ تو وہ کہتا ہے بھائی یہاں بیٹھ جا' میں بھی اسی لئے بیٹھا ہوں کہ یہ سونے والا اٹھے تو راستہ پوچھوں۔" (نعرۂ حیدری)

ہم وقار ختم نبوت پر ہمیشہ جنگ کرتے رہے اور آج بھی ہماری جنگ یہی ہے کہ قرآن وسنت' بس اور کچھ نہیں۔ قرآن ہو اور سنت ہو ہم یہی مانیں گے قانون میں...... سب سن لیں اور اوپر پہنچا دیں۔ قرآن وسنت کے سوا کوئی بات نہیں مانیں گے اور جو شریعت سنے گی...... جو کہا جاتا ہے کہ پرسنل لاء ہر ایک کا علیحدہ ہوگا اور پبلک لاء

ایک ہوگا۔ پبلک لاء ایک کا کیا مطلب ہے؟

کیا آپ تمام اسلامی فرقوں کو جمع کر کے کوئی پبلک لاء بنائیں گے؟ یا آپ کسی فرقے کا مکتبہ فکر مسلط کریں گے؟ بات کو واضح کرنا چاہئے۔

یہ کہنا بار بار کہ پرسنل لاء تو محفوظ رہے گا' پبلک لاء ایک رہے گا۔ تو یہ پبلک لاء آپ کس مکتبہ فکر کی بات کر رہے ہیں؟

کس کا پبلک لاء بنے گا؟ ہمیں تو معلوم ہو جانا چاہئے تاکہ لوگ غلط فہمی میں نہ رہیں۔ اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ کسی اکثریت کی فقہ مسلط کی جائے تو آپ کہہ چکے ہیں کہ ایک کی فقہ دوسرے پر مسلط نہیں ہوگی اور ہم جانتے ہیں کہ آپ بہت سچے ہیں۔ لہٰذا امید ہے کہ ایسی بات نہیں ہوگی اور دیکھئے دو باتیں ہیں' دو راستے ہیں' یا تو زبردستی کی بات کر لیجئے۔ کہئے کہ ہم جو چاہیں گے کریں گے۔ تو پھر ویسے ہی ہم بھی جواب دیں گے یا پھر یوں بات کر لیجئے سارے علماء کو بلایئے اور بیٹھ کر آپس میں گفتگو کریں۔ آپ جج بنیں' فیصلہ کر دیں پبلک لاء کسی فقہ کا ایک ہونے کا کوئی مطلب نہیں ہے۔

امام مالکؒ جن کا نام ٹی وی پر بہت پہلے لیا گیا' ان سے منصور نے کہا:

"میں آپ کی کتاب جو فقہ پر مشتمل ہے' احادیث فقہ پر' اس کو خانہ کعبہ پر آویزاں کروا دوں گا اور ساری دنیا میں اسلام کو مجبور کروں گا کہ آپ کی فقہ پر چلے۔"

تو امام مالک نے کہا:

"منصور! ایسا کبھی نہیں ہوگا' کیوں کہ لوگ مختلف شہروں میں آباد ہیں۔ وہاں صحابہ کرامؓ پہنچ چکے ہیں' ان کے فتوے رائج ہیں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے وہ ڈسٹرب (Disturb) ہوں اور وہ ایک فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے میرے فتویٰ پر عمل کریں۔"

تو معلوم ہوا کہ خود امام مالک جو ہیں اس بات پر راضی نہیں ہوئے کہ ان کا لاء (Law) پوری دنیائے اسلام پر مسلط ہو۔

امام شافعی سے جب پوچھا گیا کہ آپ اپنی فقہ کے بارے میں بتائیں تو آپ نے کہا کہ جو میرا فیصلہ قرآن وسنت کے خلاف ہو اس کو دیوار پر دے مارو۔

حضرت امام ابوحنیفہ جن کا نام دوسرے درجے پر ٹی وی پر لیا گیا ہے ان کا ارشاد یہ ہے کہ جب امام ابویوسف لکھ رہے تھے فتاویٰ تو کہنے لگے:

''کیا لکھتے ہو؟''

کہا:

''میں آپ کا فتاویٰ لکھتا ہوں۔''

کہا:

''نہ لکھا کرو۔ آج میری رائے کچھ ہوتی ہے' کل کچھ ہوتی ہے' لہٰذا تمہیں ضرورت نہیں ہے۔''

چوتھے امام...... امام احمد بن حنبل ہیں۔ ان کے آئمہ گنوا رہا ہوں۔ چوتھے ہیں امام احمد بن حنبل' جو سعودی عرب کے پیشوا ہیں جو اہل حدیث کہلائے جاتے ہیں' جن کا احترام بہت ہونا چاہئے۔

انہوں نے فرمایا کہ

''میں کوئی فقہ کی کتاب نہیں لکھوں گا' کیوں کہ میں چاہے کتنا ہی بڑا عالم سہی' معصوم نہیں ہوں اور قرآن وسنت معصوم ہیں' معصوم کے ساتھ غیر معصوم نہیں لگے گا۔''

تو نہ امام مالک راضی' نہ امام شافعی راضی' نہ امام ابوحنیفہ راضی' نہ امام احمد بن حنبل راضی' جب کوئی نہیں راضی تو تم کیسے قاضی؟ (نعرۂ حیدری)

قرآن وسنت کے سوا کسی چیز پر عمل نہیں ہوگا۔ قرآن وسنت وہ ہے جو برحق

ہے اور اس کے اور کسی امام کا فتویٰ' کسی مکتبہ فکر کو ہم مسلط نہیں ہونے دیں گے۔

امام ابن تیمیہؒ...... یہ بھی امام احمد بن حنبل کے سکوں سے متعلق ہیں اور ان کی پوزیشن اہل حدیث میں امام احمد بن حنبل کے بعد ہے۔ ان سے پوچھا گیا' امام ابن تیمیہ سے کہ

"یہ بتایئے کہ اگر کوئی کسی فرقے کا آدمی ہو اور اس کو اپنے فرقے میں تحقیق کے بعد ایسے مسئلے ملیں جو قرآن و سنت کے خلاف ہوں تو اس کو اپنے مسئلے میں کیا کرنا چاہیے؟"

کہا:

"امام ابن تیمیہ نے......"

سبحان اللہ کیا مقام ہے فرماتے ہیں کہ

"جب قرآن و سنت آ جائے تو تم عام آدمیوں کی کیا بات کرتے ہو' حضرت ابوبکرؓ نے منبر پر خطبہ دیا کہ اگر میں خدا اور رسولؐ کی اطاعت کروں' تب تم میری اطاعت کرو اور اگر نافرمانی کروں تو میری اطاعت ضروری نہیں۔"

تو جب حضرت ابوبکرؓ یہ کہتے ہیں تو دوسرے امام......؟

یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں امام ابن تیمیہ کہہ رہے ہیں۔ پھر واضح رہے اور آپ دیکھیں یہی طرز عمل رہا ہے۔ سواد اعظم کے علمائے کرام کا' صحابہ کرام کا کہ جب بھی ان کو کسی جلیل القدر ہستی کے مقابلے پر قرآن و سنت ملی تو قرآن و سنت کو اختیار کیا اور چھوڑ دیا۔

حضرت عمرؓ کا فیصلہ یہ تھا۔ کسی نے پوچھا کہ

"ایک آدمی نے ایک کا پنجہ کاٹ دیا۔"

تو انہوں نے کہا:

''اس کی دیت پانچ سو پچاس اونٹ ہیں۔''

کہا کہ نہیں انگلیوں کا بتایئے تو مسئلہ پیش نگاہ نہیں رہتا۔ حدیث رسولؐ محفوظ نہیں تھی تو انہوں نے کہا کہ بھئی میرے خیال میں اس کی دیت' انہوں نے اپنے قیاس سے یہ کہا کہ میرے قیاس میں یہ آتا ہے کہ انگوٹھے کے پندرہ اور جو انگلیاں ہیں ان کے دس دس اور اس کے ساتھ والی کے نو اور چھنگلی کے چھ! یہ اس کی دیت ہے' انگوٹھا بظاہر بیچ کی انگلی سے چھوٹا ہے مگر یہ بڑے کام کی چیز ہے۔ اس لئے اس کی دیت زیادہ ہے' کیوں کہ نظام مصطفیٰؐ کے بعد یہی دکھایا جائے گا۔ (نعرۂ حیدریؑ)

لیکن جب حضرت عمرو بن عزوہ کی حدیث ملی کہ ہر انگلی کی دیت ایک ہی ہے تو سارے علماء نے حضرت عمرؓ کے فیصلے کو رد کیا اور رسولؐ کے فیصلے کو قبول کیا۔

تو...... معلوم ہوا کہ کتنی ہی جلیل القدر ہستی ہو' جب قرآن وسنت آ جائے تو اس کی بات نہیں چلے گی۔ تو...... جب حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسی ہستیوں کی بات نہیں چلے گی تو ان کے بعد جو آنے والے ہیں......؟ (نعرۂ حیدریؑ)

اسی لئے ہم قرآن وسنت میں بہت تحقیق سے چلتے ہیں اور ہر ایک سے نہیں لیتے۔ اگرچہ یہ اعتراض ہوا جیسا کہ میں نے کہا کہ مودودی نے یہ اعتراض کیا تھا کہ یہ کوئی ضروری نہیں کہ ایک سے لیا جائے۔ ہم پر یہی اعتراض ہے کہ ہم ایک سے لیتے ہیں۔ آخر اتنے صحابہ کرام تھے' انہوں نے رسولؐ کے حالات دیکھے' ان سب سے کیوں نہ لیا جائے؟

تو...... میں بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ بات یہی معقول ہے کہ بھئی دیکھا تو سب نے ہے' لہٰذا سب سے لیا جائے' ایک سے کیوں لیا جائے؟ ٹھیک ہے نا...... لیکن میں کیا کروں کہ حضرت عمرؓ اس کے خلاف بات کر رہے ہیں تو میں حضرت عمرؓ کی بات مانوں یا آپ خود سوچیں...... حضرت عمرؓ جو بات کہہ گئے' اس کو مانوں یا میں ان کو مانوں گا جو چودہ صدیوں کے بعد پیدا ہوئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ایک لاکھ

تمیں ہزار صحابہ کرام ہیں' لیکن آپ فرماتے ہیں...... لیکن منبر پر فرماتے ہیں۔

بخاری میں لکھا ہے' چوتھی جلد میں جو قرآن چاہتا ہے' وہ آئے ابی ابن کعب کے پاس اور جو فرائض معلوم کرنا چاہتا ہے وہ زید بن ثابت کے پاس آئے اور جو فقہ چاہتا ہے وہ عبداللہ بن مسعود کے پاس آئے اور جو مال چاہتا ہے وہ میرے پاس آئے' کیوں کہ میں اس کا قادر و قاسم ہوں۔ تو میں پوچھتا ہوں کہ علامہ فرماتے ہیں کہ سب سے پوچھو۔

لیکن حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ نہیں صرف تین سے پوچھو۔ دیکھئے! بات آگے ابھی چل رہی ہے۔ پورا استدلال ہے' میں ہر بات جذباتی نہیں کرتا...... استدلال چل رہا ہے' ہم لوگوں کا مقصد ہے کہ ایک سے پوچھو...... مودودی فرماتے تھے کہ سب سے پوچھو' مگر حضرت عمرؓ نے تردید کر دی۔ حضرت مودودی کی کہ نہیں صرف تین سے پوچھو۔ میں جو ہوں وہ صرف مال دے سکتا ہوں۔ یہ دیانتدارانہ رائے دیکھئے! یہی صفت تھی' ان میں کہ جو چیز جیسی ہوتی تھی' ویسی ہی بیان کرتے تھے۔ کبھی جھجکے نہیں' کبھی رکے نہیں' اتنے بڑے منصب پر بیٹھے ہیں۔ مسئلہ پوچھا' جواب پایا اور اعلانیہ کہا کہ تین سے پوچھو۔ ایک لاکھ بیس ہزار تھے...... اور اب تین رہ گیا اور اب طے ہو چکا کہ اگر کوئی فتویٰ کسی امام کے صحابی کا ہو اور پھر رسولؐ کا کوئی پیغام یا اعلان ہو تو وہ مسترد کر دیا جاتا ہے اور رسولؐ کا قول مانا جاتا ہے اور چونکہ ہمیں رسولؐ کی حدیث مل گئی کہ

انا مدینة العلم و علی بابھا (نعرۂ حیدری)

''میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ......''

تو حضرت مودودی نے کہا تھا کہ سب سے پوچھو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا' صرف تین سے پوچھو۔ رسولؐ کہتے ہیں صرف ایک سے پوچھو۔ اب ہم کیا کریں......؟

رسولؐ کی بات ٹال نہیں سکتے نا! ہماری مجبوری ہے۔ ہم حضرت عمرؓ کی بات پر فوراً عمل کرتے ہیں اگر حضورؐ کی حدیث سامنے نہ آ جاتی۔

تو یہ طے ہے اور اس در سے نہ ہٹنا۔ دنیا ہٹی' تباہی دیکھی' آج نوے کروڑ مسلمان ہیں جن کا نمائندہ ماشاء اللہ ہمارا ایک پاکستان ہے۔

نوے کروڑ مسلمان ہیں' لیکن در سے ہٹے تو گداگر بھی ہوئے' بے ہنر بھی ہوئے' دربدر بھی ہوئے اور محتاج کارٹر بھی ہوئے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

تو جناب لوگ کہتے ہیں کہ آپ صرف علیؑ کو کیوں لیتے ہیں؟ بڑی مشکل سے ہم نے مانی' آپ علیؑ کو معصوم کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آؤ اور دیکھ لو کہ علیؑ معصوم ہیں یا نہیں؟

جس کے دل پر "ومن الناس من یشری" کی مہر ہو۔ اس میں نفسانیت کہاں؟ اور جس کے دماغ کے لئے عالم آیا ہو' اس میں خیانت کہاں؟ اور جس کے دہن کے لئے لسان اللہ ہو اس میں جہالت کہاں؟ اور جس کی آنکھوں میں عین اللہ کی تحریریں ہوں' اس کی بصارت میں ریب کہاں؟ اور جس کی سماعت کے لئے اذن اللہ کی قرآنی سند آئی ہو' اس کی سماعت میں عیب کہاں؟ اور جس کے ہاتھوں کی حرکت کبھی "انما" کا نگینہ' کبھی حلقہ کا آئینہ' کبھی لافتیٰ کا سفینہ وہ عیب دار کہاں؟ اور جس کے قدم کبھی پڑیں جبرائیلؑ پر' کبھی دوشِ رسولؐ جلیل پر...... اس میں لغزشِ رفتار کہاں؟ (نعرۂ حیدریؑ)

تو رسولؐ کی زبان جس کے دہن میں ہو اور جس کی زبان رسولؐ کے دہن میں ہو' اس سے خرافات کہاں؟ لسان اللہ جس کی گفتار اور طرز ایمان جس کی رفتار ہو' اس میں غلط بات کہاں؟ اور جو علم میں آدم ہو وہ جہالت شعار نہیں ہو سکتا' جو عفت میں یحییٰؑ ہو وہ بدکار نہیں ہو سکتا' جو ہیبت میں موسیٰؑ ہو وہ فرار نہیں ہو سکتا اور جس کے آگے آگے رسولؐ برحق اور پیچھے پیچھے حق ہو' وہ غلط کار نہیں ہو سکتا۔ (نعرۂ حیدریؑ)

لوگ کہتے ہیں آپ علیؑ کے فضائل بیان کرتے ہیں اوروں کے بھی فضائل ہیں۔ چنانچہ کتاب یاقوت میں ابن جوزی کے فضائل لکھے ہیں کہ حضرت امام اعظم وہ

تھے کہ جن سے پانچ سال تک جناب خضر نے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور جب آپ کا انتقال ہوا تو جناب خضر نے دعا کی کہ بار الہا! اب مجھے اجازت دے کہ میں امام اعظم کی قبر سے استفادہ کروں۔ تو پچیس سال تک آپ قبر سے استفادہ کرتے رہے' صرف آپ ہی کے امام کے پاس فضیلتیں نہیں ہیں' ہمارے پاس بھی فضیلتیں ہیں' لہٰذا آپ کیا کہتے ہیں؟

میں یہ کہتا ہوں کہ امام اعظم کا ہم بہت احترام کرتے ہیں' کیوں کہ جناب زید شہید کی مجلسیں قائم کیں اور ان مجلسوں میں آپ روتے تھے اور رلاتے تھے اور آپ جیل خانے میں صرف ان کی حمایت میں شہید ہوئے۔ صرف ان کی حمایت میں شہید ہوئے۔

آپ کا احترام کرتے ہیں' لیکن یہ روایت جس نے گھڑی ہے اگر خود امام اعظم ہوتے تو توہین انبیاء کے ذیل میں اس کو سزا دیتے کہ بھلا خضر جو موسیٰؑ کو پڑھائے' وہ ان سے پڑھے اور وہ بھی پھر قبر سے......؟ مگر اتنا معلوم ہوا کہ قبر سے استفادہ ہو سکتا ہے۔ آج کل قبروں کا بہت چرچا ہو رہا ہے۔ چنانچہ میرے پاس ایک کٹنگ آئی' کیوں کہ میں ایام میں نہ ٹی وی دیکھتا ہوں نہ ریڈیو' نہ اخبار پڑھتا ہوں' اس لئے مجھے خبر نہیں ہوتی۔ مگر ایک صاحب ایک اخبار کی کٹنگ دے گئے کہ اس جملے کو ضرور...... آپ ضرور اس کی تائید کریں یا تردید کریں۔ یہ عشرہ جو عشرۂ فاروقؓ و حسینؑ کے نام سے ہو رہا ہے اور ہم خوش ہیں کہ عشرے کی نوبت آ گئی اور یہ ان کو معلوم نہیں کہ ہم عشرہ نہیں مناتے' دو مہینے آٹھ دن مناتے ہیں۔ تو اس میں جب مجلس ہوئی تو وہ دیکھتے ہیں کہ شیعہ عالم نکتے پیش کرتے ہیں اور لوگ تعریفیں کرتے ہیں تو ہم بھی کچھ نکتے پیش کریں۔ چنانچہ شیعہ عالم نکتے پیش کرتے ہیں یہ نکتیاں ہیں' لہٰذا ان کو اسی انداز میں دیکھنا چاہئے۔ ایک عالم نے اس عشرے میں خطاب کرتے ہوئے کہا...... خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ان عالم کا نام نہیں لوں گا کہ خواہ مخواہ شہرت ہو

جائے گی۔ تو...... انہوں نے خطاب کیا اور فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ رسول اللہؐ کے زمانے میں بھی اہم مشورے خود رسولؐ کو دیا کرتے تھے اور رسول اکرمؐ ہمیشہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہی سے زیادہ تر مشورے لیا کرتے تھے کیوں کہ کچھ ہستیاں ایسی تھیں جن کی فراست کی اللہ رب العزت نے بھی تعریف کی ہے اور آج بھی...... رسول اللہؐ کے قریب دفن ہونے سے یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید رسول اللہؐ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ سے مشورے لے رہے ہوں۔

مسئلہ یہ ہے کہ آج بھی رسول اللہؐ کے قریب دفن ہونے سے یہ گمان ہوتا ہے کہ شاید رسول اللہؐ ابوبکرؓ اور عمرؓ سے مشورے لے رہے ہوں اور جبھی اتنا قریب لٹایا ہوا ہے۔

ایسا ہے کہ حضورؐ کے لئے حکم ہے کہ سارے صحابہؓ سے مشورے لیتے رہو اور حضورؐ نے مشورے لئے ہیں۔ یہ میں نے مانا' یہ میں مانتا ہوں' لیکن یہ کہنا کہ اسی لئے شاید لٹایا ہو؟ تو حضورؐ نے تاریخ میں کسی کو نہیں لٹایا' صرف ایک کو بستر پر لٹایا۔

(نعرۂ حیدریؑ)

ہم ان دونوں حضرات کا بڑا احترام کرتے ہیں' لیکن لوگ ناواقف ہوتے ہیں۔ ہمارا فرض ہوتا ہے کہ ہم تمام مذاہب اور مسالک کے لوگ...... جو ہیں ہماری مجالس میں آتے ہیں' سر آنکھوں پر...... عیسائی بھی آتے ہیں' سر آنکھوں پر...... سب آتے ہیں' اس لئے ہمارا فرض ہے کہ سب لوگ کیوں کہ انسان ہیں اور مسلمان ہیں تو ہم سب کو معلومات دیں تاکہ ان کو معلوم ہو کہ ان کی کتابوں میں کیا لکھا ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ رسول اللہؐ نے ان دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں لٹایا۔ اپنی مرضی سے وہ قبر میں حضورؐ کے ساتھ لیٹے ہیں اور حضرت عمرؓ کی بات آپ کو سناتا ہوں اور وہ خاص طور پر اس لئے سننے کے قابل ہے کہ بخاری کی بات ہے اور اب یہ زمانہ آ پڑا ہے کہ مجھے ان کو بخاری سنانا پڑ رہی ہے۔ تو میں کافی سنا سکتا تھا' مگر نہیں...... اب مجھے بتانا پڑتا

ہے۔ واقعہ "صحیح بخاری" میں لکھا ہے۔ جب میں حوالہ دوں تو سمجھ لیجئے کہ یہ غلط نہیں ہو سکتا' کیوں کہ میں حوالہ سو بار چیک کرتا ہوں۔ تو اس میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کا آخری وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمرؓ کو بلایا...... یہ واقعہ آپ نے شاید مجھ سے منبر پر کبھی نہ سنا ہو' کیوں کہ ایسا موقع ہی نہیں آیا۔ لہٰذا اس وقت میں آپ کو سناتا ہوں کہ جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمرؓ کو بلایا اور کہا:

"تو جا جناب عائشہ ام المومنینؓ کے پاس' کہنا عمرؓ آپ کو سلام کرتا ہے اور دیکھ عبداللہ ابن عمرؓ میں تاکید کرتا ہوں کہ یہ نہ کہنا امیرالمومنین نے کہا ہے' یہ کہنا کہ عمرؓ نے کہا ہے' کیوں کہ

لیس الیوم امیرالمومنین

اب میں مومنوں کا امیر نہیں ہوں۔"

یہ حضرت عمرؓ کی دیانتداری ہے کہ انہوں نے سمجھ لیا کہ جب پبلک کسی کو بنائے تو جب تک زندہ رہے وہ امیرالمومنین رہتا ہے۔ اسی لئے تاکید کی کہ مجھے امیرالمومنین نہ کہنا' کیوں کہ مجھے عوام نے بنایا ہے۔ جب مر رہا ہوں تو لہٰذا اب امیرالمومنین نہیں رہا' تو...... چونکہ حضرت عمرؓ نے منع کیا ہے' اس لئے ہم ان کو امیرالمومنین نہیں کہتے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

یہ پھر حضرت عمرؓ کا فیصلہ ہو گیا کہ جو عوام سے بنتے ہیں۔ وہ زندگی تک امیرالمومنین رہتے ہیں اور جن کو خدا بناتا ہے وہ قیامت تک امیرالمومنینؑ رہتے ہیں۔ (نعرۂ حیدریؑ)

اور ان سے جا کر کہنا کہ عمرؓ سلام کہتا ہے اور امیرالمومنین نہ کہنا۔ یہ کہنا...... کہ وہ اجازت چاہتا ہے کہ آپ مجھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دیجئے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہاں! میں نے یہ قبر رکھی تو اپنے لئے تھی'

مگر یہ حضرت عمرؓ کے نصیب میں تھی۔

تو یہ اجازت...... جناب عائشہؓ کی ہے۔ تو یہ بات ضروری ہے...... تو...... دوستو! کہنا یہ ہے میرا کہ ہم علیؑ کو اگر مانتے ہیں تو اس کے ساتھ دلائل ہیں' کسی کی بے احترامی ہم نہیں کرتے۔ تذکرہ کرتے ہیں' جو کچھ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے' وہ بیان کرتے ہیں۔

اور یہ عشرے جو ہیں اس میں تم جہاں اوروں کے حالات بیان کرو وہاں حسینؑ کے بھی حالات بیان کیا کرو۔ اگر یہ باتیں بتانا ہیں تو پھر حسینؑ کی بھی بات کیا کرو' حسنؑ کی بھی بات کیا کرو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضورؐ جنت میں ہوں گے...... تم مشوروں کی بات کرتے ہو کہ حضورؐ مشورے لیتے ہوں گے قبر میں...... بھئی کس غزوے میں جانا؟

کون سا مسئلہ حضورؐ کو آن پڑا ہوگا کہ جس کے لئے وہ مشورے لیتے ہوں گے اور یہ تمہارا عقیدہ ہے' کہ یہ تمہارا عقیدہ ہے' سب جنت میں ہوں گے۔ تو جنت کے سرداروں سے لیں گے یا ستاروں سے لیں گے۔ اسی لئے ہم ان کا تذکرہ کرتے ہیں۔ حسینؑ کے خادم ہیں' وہ جنت کے سردار ہیں۔ ہمارے آقا ہیں' ہمارے مولاؑ ہیں۔ ہم اتنا بڑا مجمع' اتنے بڑے لوگ' بڑی تکلیف سے آتے ہیں۔ مجلس میں بڑی تکلیف سے آتے ہیں...... مگر...... سب آتے ہیں' کیوں کہ آج...... آٹھویں ہے۔ جانا ضروری ہے بڑے سرکارؑ کا کل پرسہ ہوگا' چھوٹے سرکارؑ کا آج پرسہ ہوگا۔ سارے لوگ اپنے کاروبار چھوڑ کر آتے ہیں' کیوں کہ یقین ہے کہ مولاؑ ہمارے آنے کو قبول کریں گے اور جنت کے سردار ہیں۔ تو ان سے دنیا کی چیزیں نہیں مانگنا ہیں' جنت کی مانگنا ہیں۔

تو...... سلام ہو میرے آقا حسینؑ پر اور سلام ہو ہمارے دوسرے آقا عباسؑ ابن علیؑ پر...... آج آپ دن بھر ان کے حالات سنتے ہوں گے اور آپ کو معلوم

ہوا ہوگا کہ جنت بغیر عباسؑ کے نہیں مل سکتی...... بغیر عباسؑ کے نہیں مل سکتی۔

جناب سیدہؑ سے پوچھا گیا کہ

"آپؑ امت کی شفاعت کریں گی؟"

فرمایا:

"ہاں۔"

کہا:

"وسیلہ کیا ہوگا؟"

تو آپؑ نے بڑا عجیب جملہ کہا ہے کہ

"میرے بیٹے عباسؑ کے دو کٹے ہوئے ہاتھ...... اس ذریعے سے میں سفارش کروں گی۔"

آج سویرے ہی سے مومنین بہت غمناک ہیں۔ ہر جگہ نذر ہوتی ہے' جناب عباسؑ کی...... خصوصیت ہے جناب عباسؑ کی نذر کی' کیوں کہ سب سے زیادہ پیاسے جناب عباسؑ تھے۔ اس کی وجہ بتاتا ہوں ...... وجہ بتاتا ہوں' چونکہ پچاس کنویں کھودے...... اور کنواں کھودنا مشکل کام ہے' کیوں کہ جب سکینہؑ آئیں اور کہا' چچا پیاس لگ رہی ہے۔ تو کنویں کھودتے رہے' عباسؑ کہ پانی مل جائے' میری سکینہؑ کو پانی مل جائے۔ تو پیاس بہت بڑھی ہوئی ہے۔ اس لئے نذر مخصوص ہے جناب عباسؑ کے ساتھ......

آقا! یہ سارے سوگوار آئے ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔ تجھ سے کچھ اور نہیں چاہتے۔ بس یہ کہ جب ہم مریں تو تمہارے قدموں میں جگہ ملے۔

میرے آقا! میرے سرکار جناب عباسؑ! جناب ام البنینؑ کے بیٹے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ جناب ام البنینؑ ...... مگر یہ تاریخی بات ہے کہ ام البنینؑ کے بیٹے تھے لیکن جناب سیدہؑ فرماتی ہیں تو وہ بات ماننا پڑے گی۔

ایک عورت زیارت کرتی تھی امام حسین علیہ السلام کی اور جناب عباسؑ کی نہیں کرتی تھی۔ یہ سوچ کر کہ یہ سوتیلے بیٹے ہیں' اس لئے نہیں کرتی تھی۔ خواب میں دیکھا کہ جناب سیدہ تشریف لائی ہیں' کوثر کے کنارے کھڑی ہیں' سب کو پانی دے رہی ہیں۔ وہ کہتی ہے میں نے کہا کہ

''شہزادیؑ! مجھے بھی ایک جام آب مل جائے؟''

تو شہزادیؑ نے منہ پھیر لیا۔ میں دوسری طرف آئی' سلام کیا......

''شہزادیؑ مجھے بھی......''

شہزادیؑ نے منہ پھیر لیا۔ وہ کہتی ہے میں نے کہا:

''شہزادیؑ میں تو آپؑ کے لالؑ کی زائرہ ہوں' آپؑ ایسی بے اعتنائی مجھ سے برت رہی ہیں۔''

تو آپؑ پلٹیں اور غصے میں کہا:

''تو میرے لالؑ کی زیارت نہیں کرتی۔''

کہا:

''شہزادیؑ! قسم آپؑ کے پدر بزرگوارؑ کی' میں روز جاتی ہوں۔''

کہا:

''تو میرے عباسؑ کے روضے پر نہیں جاتی۔''

تو...... شہزادیؑ اپنا بچہ کہہ رہی ہیں عباسؑ کو...... یہ مرتبہ ہے جناب عباسؑ کا...... دنیا جانتی ہے کہ جناب عباسؑ بہت بہادر' جری تھے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ بنی ہاشم میں دو مشہور بہادر تھے ایک جناب مسلمؑ اور ایک جناب عباسؑ...... یہ بڑے بہادر تھے اور مجھے یاد ہے' دیکھئے نا...... جب کوئی بہادر ہوتا ہے تو پھر لوگ ویسی ہی باتیں کرتے ہیں۔ شب عاشور زہیر ابن قین کہنے لگے جناب عباسؑ سے کہ

''آقا! اگر اجازت ہو تو میں کوئی حدیث بیان کروں''

کہا:

"بیان کرو۔"

کہا کہ

"جناب عقیلؑ سے...... کہا آپ کے باپ نے کہ میں ایسے خاندان میں شادی کرنا چاہتا ہوں کہ جس سے سب شجاع پیدا ہوں جو کربلا میں میرے لالؑ کی مدد کریں۔"

تو راوی کہتا ہے کہ ایسی انگڑائی لی کہ زرہ کی کڑیاں جھڑ گئیں۔ کہا:

"زہیر تم مجھے غصہ دلاتے ہو اجازت ملنے دو تو پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے؟"

جب سارے انصار شہید ہو گئے تو آئے اور کہا:

"آقا! آقا میرا اسلام قبول کیجئے اور مجھے اجازت دیجئے۔"

کہا:

"عباسؑ! میرے برادر! میں تمہیں اجازت نہیں دے سکتا۔"

کہا:

"آقا کیوں؟ اکبرؑ چلے گئے' قاسمؑ چلے گئے' عونؑ و محمدؑ چلے گئے' مجھے تو شرم آ رہی ہے کہ میرے سامنے میرے گود کے پالے مارے گئے اور آپؑ مجھے اجازت نہیں دیتے۔"

کہا:

"عباسؑ! اس لئے کہ تم سالار لشکر ہو۔"

تو جناب عباسؑ نے قتل گاہ کی طرف انگلی کا اشارہ کیا کہ

"میرا لشکر تو وہ پڑا ہوا ہے' کاہے کا لشکر؟ سردار کس کا ہوں؟"

پھر ایک عجیب جملہ کہتے ہیں کہ

"عباسؑ! تمہارے رہنے سے اہل حرم کو ڈھارس ہے' آ کر بیٹھ گئے۔"

تھوڑی دیر میں سکینہؑ روتی ہوئی آئیں:

"چچا! آج تین دن ہو گئے' ایک بوند پانی نہیں پہنچا' ساقی کوثر کے بیٹے ہو اور بھتیجی پیاسی ہے۔"

کہا:

"آؤ سکینہؑ میرے ساتھ......"

سکینہؑ کی انگلی پکڑی اور امام حسینؑ کے سامنے کھڑے ہو گئے' زبان سے کچھ نہیں کہا۔ مولاؑ نے عباسؑ کو اور سکینہؑ کو دیکھا اور...... سکینہؑ ہونٹوں پر زبان پھیر رہی ہیں۔ کہا:

"عباسؑ سفارش بہت اچھی لائے ہو' اب انکار نہیں' جاؤ!"

عباسؑ نے اجازت لی اور پھر جناب شہزادیؑ' جناب ثانی زہراؑ جناب زینب کبریٰؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

"شہزادیؑ! غلام کا سلام آخر قبول ہو۔"

کہا:

"عباسؑ جارہے ہو؟"

کہا:

"شہزادیؑ! آج رہا کون ہے؟ مجھے بھی جانا ہے۔"

کہا:

"عباسؑ! کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ تم نہ جاؤ؟"

کہا:

"شہزادیؑ! اب سارے خیمے دیکھ لیجیے کوئی نظر آئے تو میں نہ

جاؤں۔"

کہا:

"اچھا عباسؑ جاؤ...... جاؤ عباسؑ! ہمیں یقین ہو گیا' عباسؑ جاؤ ہمیں یقین ہو گیا......"

جناب عباسؑ نے عرض کیا:

"شہزادیؑ! کس بات کا یقین؟"

کہا:

"نہیں تمہیں مقتل جانے کی جلدی ہے' لہٰذا جلدی جاؤ۔"

کہا:

"نہیں شہزادیؑ اب تو پوچھ کر جاؤں گا۔"

کہا:

"عباسؑ! اس وقت جب کہ عصر کا وقت قریب ہے' تم مرنے کی تیاری کر رہے ہو' میں پرانا قصہ کیا سناؤں؟ جاؤ پھر قیامت میں ملیں گے' پھر بات کریں گے۔"

کہا:

"نہیں...... شہزادیؑ میں بات تو پوری سنوں گا۔"

کہا:

"عباسؑ! بات یہ ہے کہ مجھے بہت دور مدینے جانا پڑے گا' میں چھوٹی سی تھی' بابا کے زانو پر بیٹھی تھی کہ ایک مرتبہ میری عبا بازو سے ہٹ گئی تو میرے باباؑ نے وہاں پر بوسے لئے۔ تو میں نے کہا' باباؑ یہ کیا؟ کہا' بیٹی! تیرے یہاں رسیاں باندھی جائیں گی۔ عباسؑ! باباؑ کی بات غلط تو نہیں ہو سکتی' لیکن عباسؑ! تم اللہ رکھے

جوان ہوئے اور مدینے کی گلیوں میں سینہ تان کر چلتے تھے تو میں سوچتی تھی کہ جس کا عباسؑ جیسا بھائی ہو' اس کی بہن کے بازوؤں پر رسی کون باندھ سکتا ہے؟ مگر عباسؑ ہمیں یقین ہو گیا...... عباسؑ ہمیں یقین ہو گیا...... عباسؑ ہمیں یقین ہو گیا......!"

چودھویں مجلس

مدحت اصحابِ رسولؐ

سب سے پہلے میں تمام مومنین کا شکرگزار ہوں کہ بڑے امن کے ساتھ انہوں نے عشرہ گزارا ہے اور سکون کے ساتھ انشاء اللہ کل بھی آپ کا جلوس پرامن اور پراطمینان طریقے سے گزر جائے گا۔

آپ مظلوم آقاؑ کی صابر قوم ہیں اور مجھے امید ہے کہ آپ بڑے امن و امان سے جائیں گے جو آپ کی قدیم روایت ہے اور جس طرح آپ اس امام باڑے میں تشریف لائے اور میری تقریریں سنیں میں نے آپ سے جان بوجھ کر یہ ذکر نہیں کیا کہ میں اس عرصہ بہت بیمار رہا اور بیماری کے عالم میں یہ تقریریں کی ہیں۔ میں نے اس لئے ذکر نہیں کیا کہ آپ کو تکلیف ہوگی لیکن آج آخری منزل ہے تو میں نے آپ کو یہ بتا دیا کہ ڈاکٹروں نے مجھے منع کیا تھا' لیکن میں نے کہا کہ میں مولاؑ کا ذکر ہر حال میں کروں گا......(صلواۃ)

مسئلہ یہ ہے کہ ایک آرڈیننس نکلا ہے اور ہمارے یہاں کچھ عرصہ سے آرڈیننس بہت نکلتے جا رہے ہیں۔ لیکن اس کا تعلق چونکہ سیاست سے اور حکومت سے

ہوتا ہے' تو ہم منبر پر سیاسی بات نہیں کرتے۔ منبر تو محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے ساتھ مخصوص ہے۔ یہ میرا اصول ہے' کسی دور میں بھی میں نے منبر سے سیاسی باتیں نہیں کیں اور تمام لوگوں کو بتایا ہے کہ ہم دس دن جو منبر پر بیٹھتے ہیں تو صرف ذکرِ محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے اور کوئی ہمارا مقصد نہیں ہے' نہ کسی کی حمایت' نہ کسی کی مخالفت......

ہاں اگر کوئی بات ایسی ہو جس سے قوم کے جذبات مجروح ہوں تو میں منبر سے کہتا ہوں اور برملا کہتا ہوں۔ اس لئے نہیں کہ میں ان کی کرسی کا دشمن ہوں' ان کی کرسی سلامت رہے' میری آیت الکرسی رہے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

کوئی آرڈیننس جاری ہو' مجھے کوئی فکر نہیں ہوتی۔ آپ کو پتہ ہے مارشل لاء کہ ہماری قوم چونکہ امن پسند ہے' لہٰذا جو قوانین ملک کے ہیں ان کے مطابق چلتی ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں صرف اس کا مقصود ایک ہی ہوتا ہے کہ ہمارے عقیدے' ہماری فقہ میں اور ہمارے جو عقیدت کے سرچشمے ہیں ان کے بارے میں کوئی بات نہ کہی جائے۔

بس ایک ہی ہمارا مطالبہ رہتا ہے' تو ہمیں بھی قوانین کا بڑا احترام ہے۔ تو ملکی سیاست اور انتظام کے لئے جو بھی آرڈیننس آئے' مجھے کوئی فکر نہیں ہوتی۔ ایک آرڈیننس ایسا آیا ہے کہ جس کے بارے میں کچھ کچھ وضاحت چاہتا ہوں کہ مجھے حکومت اگر وضاحت کر دے تو میری تسلی ہو جائے اور قوم کی تسلی ہو جائے۔

آرڈیننس یہ ہے کہ کوئی شخص بھی صحابہ کرامؓ' اہلِ بیتؑ اور ازواجِ رسولؐ کی توہین نہیں کر سکتا۔ میرا صرف سوال یہ ہے کہ توہین کی تعریف کیا ہے؟

بس' میں چاہتا ہوں کہ جس نے یہ آرڈیننس بنایا ہے وہ یہ وضاحت کر دے کہ توہین کی تعریف کیا ہے؟ کس چیز کو آپ توہین کہتے ہیں؟ کیا ہم تاریخی حالات بالکل بیان نہ کریں؟ کیا ماضی کی جتنی کتابیں ہیں ان کو آگ لگا دیں؟

کیا ہم رسولؐ کی زندگی نہ بتائیں؟ اور کیا رسولؐ کے غزوات کا ذکر نہ کریں؟

غزوۂ خندق کا ذکر نہ کریں؟ غزوۂ خیبر کا ذکر نہ کریں؟ صلح حدیبیہ کا ذکر نہ کریں؟ علم کا ذکر نہ کریں' قلم کا ذکر نہ کریں؟؟ (نعرۂ حیدریؑ)

اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی پوچھتا ہوں کہ توہین رسولؐ بھی آرڈیننس میں داخل ہے کہ نہیں؟ جو لوگ کہ رسولؐ کو اعلانیہ منبر پر اپنا بھائی کہتے ہیں' جو لوگ رسولؐ کو بے علم کہتے ہیں' جو لوگ رسولؐ کو ان پڑھ کہتے ہیں' جو لوگ رسولؐ کی پانچ غلطیاں گنواتے ہیں' جو لوگ رسولؐ کو باغ میں غیر عورت کو دکھاتے ہیں' جو لوگ رسولؐ پر جادو دکھاتے ہیں' جو لوگ کہتے ہیں کہ رسولؐ نماز بھول گئے اور جو لوگ رسولؐ کے کاندھے پر تماشہ دکھاتے ہیں۔ (نعرۂ حیدریؑ)

کیا یہ توہین رسولؐ ہے کہ نہیں؟ میرے رسولؐ نے جوانی میں تماشا نہیں دیکھا' تو بڑھاپے میں تماشا کیا دیکھیں گے؟ (نعرۂ حیدریؑ)

بہر حال یہ چیز مجھے وضاحت طلب تھی کہ رسولؐ کی توہین قابل دست درازی جرم ہے کہ نہیں؟ اور اس کے بعد جہاں تک صحابہ کرام کی بات ہے' اہل بیتؑ کی ہے' ازواج کی ہے۔ تو ہم ایک بات کہنا چاہتے ہیں کہ جب آپ نے یہ کہہ دیا کہ صحابی کی توہین نہیں ہو سکتی' تو اب ہم نہ دیکھیں کہ کوئی صحابی ابوطالبؑ کے بارے میں کوئی بات نہ کرے۔ اس لئے کہ سیاست میں سب سے بڑی گالی غدار کہنا ہے اور شریعت میں سب سے بڑی گالی کافر کہنا ہے۔ تو اب اگر کسی نے کافر کہا تو ہم سے برا کوئی نہیں۔ (نعرۂ حیدریؑ)

یہ صحابی کبیر جو ابوطالبؑ ہیں' یہ عام صحابہ سے افضل ہیں۔ میں بغیر دلیل کے بات نہیں کرتا اور دلیل بھی انوکھی دلیل! تمام صحابہ سے افضل ہیں' کیوں کہ دوسرے اصحاب کو رسولؐ نے پالا اور ابوطالبؓ نے رسولؐ کو پالا۔ (نعرۂ حیدریؑ)

ابوطالبؑ کو جو شرف حاصل ہوا ہے' وہ کسی کو کیا ہو گا؟ جو شرف ان کو ملا۔ تاریخ میں دو ہستیاں گزریں جن کو جو شرف ملا اس کا جواب نہیں۔ اس کی مثال مشکل

ہے کیوں کہ رسولؐ کی قربت ایک نعمت بے بہا ہے۔ جس کو رسولؐ میسر آ جائے اور تنہا میسر آ جائے تو پھر اس کی زندگی بن گئی۔ اسی لئے جناب خدیجہؑ کو تمام ازواج پر یہ شرف حاصل ہے کہ جب تک وہ شریک زندگی رہیں لاشریک رہیں۔ (نعرۂ حیدریؑ)

بہت سوں کو یہ شرف حاصل ہوا جو کسی کو نہیں ملا۔ ایک حضرت ابوبکرؓ...... کیا قسمت یہ ہے کیا مقدر کیا نصیب ہے کہ تین دن تک غار ثور میں حضورؐ کے ساتھ رہے اور حضرت ابوبکرؓ رہے...... غیر کی مداخلت نہ تھی...... ظاہر ہے کہ رسولؐ اتنا عرصہ چپ تو نہ رہے ہوں گے کچھ بتایا ہوگا کچھ تعلیم کیا ہوگا۔ تو سوائے حضرت ابوبکرؓ کے کوئی بھی محرم راز اسرار نبوت نہ رہا۔

اتنی حضورؐ کی باتیں تھیں وہ حضرت ابوبکرؓ نے تین دن میں حاصل کیں اور یہ نہیں کہ انہوں نے ہمیں محروم کیا ہو بلکہ حدیث بھی انہوں نے واضح کر دیا کہ مجھ سے حضورؐ نے کیا کہا؟

چنانچہ حدیث ہے کہ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ جب میں اور رسولؐ غار سے نکل رہے تھے تو رسولؐ مجھ سے فرما رہے تھے کہ

"اے ابوبکرؓ! عدالت میں میرا ہاتھ اور علیؑ کا ہاتھ برابر ہے۔" (نعرۂ حیدریؑ)

آپ دیکھئے کہ کیا قسمت تھی کہ تین دن تک حضورؐ کے سارے انوار سمیٹے تو کس مرتبے پر پہنچ گئے۔

تو...... اب دوستو!

ایک ہی چیز کا سوال کرنا ہے کہ جب تین دن میں حضرت ابوبکرؓ کو یہ مرتبہ ہو گیا تو تین سال تک شعب ابی طالب میں ابوطالبؑ تھے اور رسولؐ!...... رسولؐ تھے اور ابوطالبؑ ...... یہ مرتبہ ہے حضرت ابوطالبؑ کا...... اور صحابہؓ کی ہم توہین نہ کبھی پہلے

کرتے تھے نہ آج کرتے ہیں۔ پتہ نہیں آرڈیننس کس کے لئے جاری کیا گیا ہے؟ ہم لوگ تو صحابہ کرامؓ کی ہمیشہ عزت و تعریف کرتے رہے۔ بس ہمیں ایک سوال اور کرنا ہے کہ صحابی کی تعریف کیا ہے؟ کیوں کہ رسولؐ کے ساتھ منافقین بھی تھے اور مومنین بھی تھے۔ تو مومنین کو ہم صحابہ کرامؓ کہتے ہیں اور جو منافقین تھے ان کو ہم لفظاً چاہے کہہ لیجیے...... مگر صحابہ نہیں مانتے۔

غور کیا نا آپ نے!

تو یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ صحابی کون ہے؟ کون نہیں ہے؟ کیوں کہ ایک لاکھ بیس ہزار ہیں۔ اب ہم کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہیں گے' آپ فوراً ہمیں پکڑ لیں گے۔ تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ صحابی کون ہے؟ کون نہیں؟ کیوں کہ مسلم منافق ہے...... تمام اہل علم بیٹھے ہوئے ہیں' مگر حضورؐ نے اس کو بھی صحابی کہا۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ

''حضرت عمرؓ جلال میں آئے کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں کیوں کہ یہ منافق ہے' اس نے آپؐ کی شان میں گستاخی کی۔''

تو...... صحیح بخاری کے الفاظ ہیں کہ

''حضورؐ نے فرمایا اے عمرؓ! چھوڑ دو' لوگ یہ کہتے پھریں گے کہ جب اقتدار مل گیا تو محمدؐ اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے۔''

تو اصحاب کا لفظ تو اس پر بھی آتا ہے' لہٰذا تعریف کرنا ضروری ہے کہ صحابی کسے کہتے ہیں اور کسے نہیں کہتے۔ ہر ایک صحابی نہیں ہوتا' صحابی کی تعریف کرنا پڑے گی کہ صحابی کون ہے اور منافق کون ہے؟

ایک تعریف تو حضورؐ نے کہہ دی کہ

یا علیؑ حبک ایمان و بغضک نفاق

"اے علیؑ! تیری محبت دلیل ایمان ہے اور تیری عداوت دلیل نفاق ہے۔"

ایک تعریف تو کر دی' مگر ہمیں تفصیلی طور پر معلوم ہونا چاہئے۔ ہم صحابہ کرامؓ کے مداح گو ہیں اور ہم صحابیت کا مقام اتنا بلند سمجھتے ہیں کہ کوئی قوم نہیں سمجھتی۔ تم نے صحابیت کا معیار گرایا ہے' ورنہ صحابہ کرامؓ کے بارے میں کوئی گستاخی کر سکتا ہے؟

صحابہؓ اتنے اونچے' اتنے بلند' اتنے رفیق...... صحابیت کا لفظ تو وہ تھا کہ قلم نور سے رخسار حور پر لکھا جاتا تھا۔ مگر...... تم نے صحابیت کا معیار اتنا گرا دیا کہ تم نے ہر روتے' گاتے' جاگتے' بھاگتے آدمیوں کے لئے استعمال کر دیا۔ (نعرۂ حیدریؑ)

صحابیت کا معیار تو بہت اونچا ہے' بہت بلند ہے۔ تم نے ہر بدو کے جسم پر صحابیت کی قبا سجا دی اور ہر عربی کے سر پر صحابیت کا تاج رکھ دیا' ورنہ صحابیت کا معیار بہت بلند ہے۔ تم نے جہاں جس کو چاہا صحابی لکھ دیا۔ ذرا دیکھو تو...... اعمال دیکھو' اطوار دیکھو' گفتار دیکھو' کردار دیکھو' صلح میں دیکھو' جنگ میں دیکھو...... صحابی وہ ہے کہ ابر بلالی اور رنگ بلالی' شکوہ سلمانی اور ڈھنگ مسلمانی' سامان دیکھو تو بے ذر' ایمان دیکھو تو ابوذرؓ' برائیوں سے قاصر ہو اور نام عمار یاسرؓ ہو' دشمنوں میں بے دار ہو دوستوں میں مقدادؓ ہو' جبانی میں شعیبؓ ہو' فداکاری میں صہیبؓ ہو' کام نور شاہ شہانی ہو اور نام سلمانی ہو' قسمت میں حمود ہو' ہمت میں عبداللہ ابن مسعودؓ ہو' حمزہ نامدار ہو' اڑنے میں جعفر طیارؓ ہو۔ (نعرۂ حیدریؑ)

اور لڑنے میں جرارؓ ہو...... اور حقیقت یہ ہے کہ رسولؐ کا جانثار ہو' علیؑ کا وفادار ہو اور زہراؑ کا تابعدار ہو۔ (نعرۂ حیدریؑ)

صحابہ کرامؓ کی مداح ہم کرتے ہیں۔ ہماری قوم ہے جو صحابہؓ کا احترام کرتی ہے۔ تم میں ابھی صحابہ شناسی نہیں آئی۔ تعریف کیا کرو گے......؟ ہم سے سنو' صحابہ وہ۔

ہیں کہ آسمان پر ہوں تو ستارے اور زمین پر ہوں تو بصیرت کے مینارے اور قرآن کے ساتھ ہوں تو قرآن کے پارے اور اہل بیتؑ کے ساتھ ہوں تو سارے ہمارے ہیں۔ (نعرۂ حیدریؑ)

ہماری قوم اور ہم لوگ کبھی صحابہ کرامؓ کے بارے میں کوئی بات نہیں کہتے' اس لئے لاؤڈ سپیکر لگایا ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

ہم صحابہ کرامؓ کے بھی مداح ہیں' اہل بیتؑ کے بھی مداح ہیں اور یہ جو ہے کہ جو توہین اہل بیتؑ کرے' تو میں کہتا ہوں کہ اہل بیتؑ اس مقام پر ہیں' کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے کہ اہل بیتؑ کو نہ مانتا ہو......!

پاکستانی فرقوں کا ذکر نہیں کر رہا' اسلامی فرقوں کا ذکر کر رہا ہوں۔ یہاں تو نیا مذہب بنا ہے' تیس بتیس سال میں نیا مذہب بنا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ ہر روز نت نئی باتیں جو کبھی نہ دیکھیں نہ سنیں......اب ہو رہی ہیں۔ تو...... کچھ لوگ ہوں گے ورنہ اہل بیتؑ تو وہ ہیں جن کے بارے میں شیعہ' سنی' حنفی' مالکی' شافعی جتنے ہیں' سب اہل بیتؑ کو مانتے ہیں اور پنجتن پاکؑ کہتے ہیں۔ تو اب آپ سمجھ لیجئے کہ سب کی زبان پر جن کے لئے پاک ہو......تو ان کے دشمنوں کا قصہ کیوں نہ پاک ہو؟

تو......اس لئے ان کے بارے میں تو کوئی تردد نہیں کرنا چاہئے' کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ جو اہل بیتؑ کو نہ مانتا ہو اور پاکستانیوں میں تو اہل بیتؑ کے بارے میں تو کوئی چوں چرا' کوئی گفتگو ہو ہی نہیں سکتی' سوال ہی نہیں۔ ہر ایک کے بارے میں بات ہو سکتی ہے مگر علیؑ کے بارے میں بات نہیں ہو سکتی۔ (نعرۂ حیدریؑ)

اس لئے نہیں ہو سکتی......کہ ابھی کل کی بات ہے' مکر نہ جانا' کل کی بات ہے' دور کی بات نہیں ہے کہ یہاں امام مسجد نبویؐ آئے تھے اور بیس لاکھ کا مجمع بھی تھا۔ لوگوں میں بہت شوق نماز پیدا ہو گیا تھا' بیس لاکھ کا مجمع......امام مسجد نبویؐ کے پیچھے تھا اور سب چلے جا رہے تھے' آنکھ بند کئے ہوئے اور یہ ٹیکسی والے اور رکشہ والے' جو کسی

کو گھاس نہیں ڈالتے' مفت بٹھا بٹھا کر لے گئے اور کہا آج امام مسجد کے پیچھے آپ بھی نماز پڑھئے اور میں بھی پڑھتا ہوں۔

یہ ذوق وشوق تھا تو کسی سے پوچھا کہ

''تم جو جا رہے ہو تو تم نے تحقیق کی ہے کہ امام مسجد نبویؐ مولوی بھی ہے یا نہیں؟ عالم ہے کہ نہیں...... مسند امامت ہے کہ نہیں' متقی ہے کہ نہیں' پرہیز گار ہے کہ نہیں؟''

تو کہتے ہیں کہ

''علامہ صاحب! آپ تو بالکل ہی ان پڑھ معلوم ہوتے ہیں' امام مسجد نبویؐ کے بارے میں سوال کیا؟''

میں نے کہا:

''کیوں کیا یہ وہاں پیر رکھتا ہے جہاں رسولؐ پیر رکھتے تھے؟''

تو میں نے کہا:

''جہاں رسولؐ پیر رکھیں' وہاں جو پیر رکھے اس کے بارے میں سوال نہیں ہوتا اور جو رسولؐ کے پیر رکھنے کی جگہ پیر نہ رکھے بلکہ رسولؐ کے پیر رکھنے کی جگہ پیر نہ رکھے بلکہ رسولؐ کے دوش پر پیر رکھے......!'' (نعرۂ حیدریؑ)

علیؑ آئے تو اسلام آیا' علیؑ نے آنکھ کھولی تو حکمت کے در کھلے' علیؑ بولے تو قرآن کو زبان ملی' علیؑ نے ہاتھ اٹھائے تو عدالت کو میزان ملی' علیؑ سوئے تو رسالتؐ کی قسمت جاگی' علیؑ بڑھے تو کفر کی ظلمت بھاگی' علیؑ چلے تو توحید کے چراغ جلے' معرکہ خیبر میں علم دیا تو یداللہ بنے۔ قوسین علیؑ کے کنارے' کونین علیؑ کے سہارے' بگڑے تقدیر اسلام تو علیؑ ہی سنوارے اور مصیبت آئے تو رسالتؐ علیؑ کو پکارے' تم کہاں چلے کنارے کنارے......؟ (نعرۂ حیدریؑ)

علیؑ کا مقابلہ کس سے کیا......؟ جہاں جہاں خدا کی عبادت وہاں وہاں علیؑ کی ولایت' جہاں جہاں رسولؐ کی رسالت وہاں وہاں علیؑ کی خلافت' جہاں جہاں اسلام کا اقتدار ہے وہاں وہاں علیؑ کی ہدایت ہے......تم ٹی وی پر علیؑ کا نام کیوں نہیں لیتے......؟ کیا شکایت ہے؟ علیؑ کا نام لینا تو فوجیوں کی عادت ہے اور ہماری عبادت ہے......! (نعرۂ حیدریؑ)

علیؑ کا نام تو مشکل کشا ہے' علیؑ کا نام فتح کی ضمانت ہے۔ یہ بات تو ہماری فوج بھی جانتی ہے' تم نہیں جانتے...... قیامت ہے' قیامت ہے' قیامت ہے۔

(نعرۂ حیدریؑ)

علیؑ سے سارا جہاں پڑھ رہا ہے' علیؑ سے سارا سماں چل رہا ہے' ہر دم علیؑ علیؑ ہے' ہر قدم علیؑ علیؑ ہے' خفی خفی علیؑ علیؑ ہے' جلی جلی علیؑ علیؑ ہے' شہر شہر علیؑ علیؑ ہے' گلی گلی علیؑ ہے' ہمارا نعرہ علیؑ ہے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

اہل بیتؑ کا مقابلہ کسی سے نہیں ہو سکتا' کوئی بھی آئے...... وہ دیکھو رسولؐ سجدے میں ہے...... تمہاری کتابوں میں موجود ہے۔ رسولؐ سجدے میں ہے اور وہ کیا کرے...... جس کے گھر کا صحن مسجد ہو وہ کھیلے تو کیا کھیلے؟ لہٰذا وہ کم سن اپنے دامن میں الجھتا ہوا اپنے گھر سے نکلا اور صحابہ کرامؓ مسجد میں پڑے ہوئے ہیں...... وہ صف کے اندر سے راستہ بناتا ہوا ادھر گیا' جدھر اس کو جانا تھا اور اللہ رے احترام صحابہ کرامؓ کا کہ سب جگہ دیتے جا رہے تھے اور وہ بڑھا...... اور پشت رسولؐ پر بیٹھا اور رسولؐ اپنی تسبیح سجدہ پوری کر کے اٹھنا چاہتا ہے کہ ایک مرتبہ وحی کا دباؤ بڑھا کہ اسی طرح سجدہ میں رہو۔

رسولؐ نے سوال کیا کب تک؟

جواب ملا جب تک......

اور پھر حضورؐ نے نماز قائم کی' جب حسینؑ اٹھ گئے اور کسی چھوٹی سی

روایت میں بھی نہیں ہے کہ پھر حضورؐ نے نماز پڑھی ہو دوبارہ نماز پڑھی ہو کسی جھوٹی روایت میں بھی نہیں۔

تو مسلمانو! جب وجود حسینؑ سے نماز رسالت نہیں بگڑتی تو ذکر حسینؑ سے نماز امت کیسے بگڑ سکتی ہے؟ لاج رکھ لی اگر وحی نہ آتی تو...... رسولؐ اسے ہٹا دیتے اور سب لوگ کہتے حسینؑ کیسا گستاخ تھا کہ حالت نماز میں رسولؐ کی پشت پر بیٹھ گیا۔ آج تو نے بھری محفل میں میری لاج رکھ لی۔ یہ تیرا کرم مجھ پر قرض ہے یہ قرض میں کربلا میں ادا کر دوں گا اور وہاں ایسا سجدہ کروں گا کربلا میں کہ کسی نے نہ کیا ہو۔

آج نبوت سجدے میں سر رکھتی ہے تو اٹھا لیتی ہے مگر امامت جب سر سجدے میں رکھے گی تو خود سے نہیں ہٹائے گی۔ کوئی نوک نیزے پر اٹھا دے خود سے نہیں اٹھائے گی۔

ہاں دوستو!

میں جانتا ہوں کہ آپ کے جذبات کیا ہیں؟ آج بس یہ سمجھ لو کہ اس عاشور خانے سے اس امام بارگاہ سے حسینؑ جا رہے ہیں۔ کل دسویں ہے اور آج نویں ہے......!

دوستو!

چلیں...... تھوڑی دیر کے لئے ذرا کربلا چلیں دیکھیں تو کیا ہو رہا ہے؟ ہر روز میں کسی نہ کسی کو پرسا دیتا ہوں۔ کبھی قاسمؑ کا پرسا امِ فروہ کو...... کبھی اکبرؑ کا پرسا امِ لیلیٰ کو...... کبھی عباسؑ کا پرسہ زہراؑ کو اور...... آج مجھے ننھے شہید کی بات کرنا ہے۔ اس کی پیدائش ہی شاید اس لئے ہوئی تھی کہ کربلا کو مکمل کرے...... کیا دیکھا اصغرؑ نے دنیا میں......؟ آتے ہی تو سفر شروع ہو گیا ساری عمر سفر میں بیتی پھر کربلا کچھ دن ٹھہرا...... پھر دنیا سے چلا گیا۔ روایت میں ہے کہ جب حسینؑ کے سارے ساتھی انصار عزیز

شہید ہو گئے تو آواز دی میدان کربلا میں......

ھل من ناصر ینصرنا' ھل من مغیث یغثنا

"کیا کوئی میرا مددگار ہے؟ کوئی فریادرساں ہے؟"

تو خیمہ سے آواز بلند ہوئی رونے کی۔ حسینؑ تشریف لائے اور کہا:

"زینبؑ! ابھی میں زندہ ہوں' کیوں رو رہی ہو؟ یہ گریہ کیسا؟"

کہا:

"بھیا! جب سے آپؑ نے آواز استغاثہ بلند کی ہے' اصغرؑ جھولے میں نہیں لیٹتے' بار بار اپنے آپ کو گرا دیتے ہیں۔"

یہ سننا تھا کہ سر جھکایا اور کہا:

"میں سمجھ گیا' اچھا لاؤ اصغرؑ کو...... میرے ہاتھ میں دے دو۔"

اصغرؑ کو حسینؑ اپنے ہاتھوں پر لئے ہوئے ہیں' قباء کا دامن پکڑا ہے۔ مجمع عام میں لاتے ہیں اور دنیا سمجھ رہی کہ حسینؑ قرآن لا رہے ہیں' مگر جب حسینؑ نے قباء کا دامن ہٹایا تو سب نے دیکھا' ایک چھ مہینہ کا بچہ' جس کی آنکھوں میں حلقے پڑے ہوئے ہیں' رخسار ڈھلے ہوئے ہیں۔ ساری دنیا نے دیکھا۔ حسینؑ نے کہا:

"لوگو! میں تم سے کچھ نہیں کہتا' یہ بچہ تین دن سے پیاسا ہے اگر تھوڑا سا پانی اس کو دے دو......"

کوئی جواب نہیں ملا' تو میرے آقا نے کہا کہ

"اگر تمہارا خیال ہے کہ اس بہانے میں پانی پی لوں گا تو اس کو میں زمین پر لٹائے دیتا ہوں' تم آ کر خود پانی پلا دو......"

کوئی جواب نہ ملا' تو پھر اصغرؑ سے کہا کہ

"اصغرؑ تم بھی تو حجت حق کے بیٹے ہو' تم کیوں نہیں سوال کرتے؟"

ایک مرتبہ اصغرؑ نے منہ پھیرا اور اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری۔ بس یہ دیکھنا تھا کہ فوج یزیدی میں انقلاب آ گیا' سارے سردار بگڑ گئے......

"عمر سعد پانی پلا دے۔"

ایسا بہادر نہیں دیکھا ہو گا' جس نے فوج مخالف میں بغاوت پھیلا دی' سب بگڑ گئے' علیؑ اصغرؑ کا معصوم چہرہ دیکھ کر' عمر سعد نے جب رنگ بدلتے ہوئے دیکھا' تو حرملا سے کہا:

"حرملا!"

اور حرملا نے تیر سہ شعبہ جوڑا...... چلایا...... روایت میں ہے کہ تیر چلا اور اصغرؑ حسینؑ کے ہاتھوں پر پلٹ گئے' اصغرؑ مسکرائے...... جانتے ہیں کیوں مسکرائے؟ اصغرؑ نے کہا:

"اے حرملا! آج میری اور تیری جنگ نہ تھی' میں چھ مہینے کا تو چالیس سال کا' تو ہزاروں جنگوں میں شریک ہوا' تیرا تجربہ زیادہ...... مگر تو اتنا بدحواس ہوا کہ تجھے یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ میرے مارنے کے لئے تو چھوٹا تیر بھی کافی تھا' تو نے وہ تیر پھینکا جو گھوڑوں کے لئے پھینکا جاتا ہے۔"

اس سے اصغرؑ پلٹ گئے' خون رس رہا ہے۔ حسینؑ نے خون کانپتے ہوئے ہاتھوں میں لیا' آسمان کی طرف پھینکنا چاہا' تو آواز آئی:

"حسینؑ! پانی نہیں برسے گا۔"

زمین کی طرف پھینکنا چاہا تو آواز آئی:

"دانہ نہیں اگے گا۔"

حسینؑ نے وہ خون اپنے چہرے پر مل لیا اور کہا:

"اس طرح میں اپنے جد کے سامنے جاؤں گا۔"

اور پھر اصغرؑ کی لاش لے کر حسینؑ سوچ رہے ہیں...... ہائے حسینؑ تیری بے کسی پر اس مجمع کا سلام...... سوچتے ہیں جاؤں ماں کو دکھاؤں' ماں کیا پوچھے گی؟ پھر پلٹتے ہیں' پھر جاتے ہیں' پھر آتے ہیں۔

کل آپ عمل عاشورہ کیجیے گا' آگے بڑھیے گا پیچھے ہٹیے گا' یہ حسینؑ کے اس طرز عمل کی تقلید ہے کہ کبھی بڑھتے' کبھی ہٹتے...... ایک مرتبہ حسینؑ صبر کی سل رکھ کر چلے' خیمے پر آواز دی:

"ربابؑ!"

آپ جانتے ہیں کہ جب کوئی گھر پر آواز دیتا ہے تو بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ پہلے وہ دوڑ کر جاتے ہیں...... ادھر ربابؑ کو آواز دی' ادھر سکینہؑ دوڑتی ہوئی آئیں اور دیکھا کہ حسینؑ قباء میں چھپائے ہوئے ہیں۔ کہا:

"بابا! میں سمجھ گئی' اصغرؑ کو پانی مل گیا' کیوں کہ جب گئے تھے تو رو رہے تھے اب چپ ہیں......"

اتنے میں ربابؑ آ گئیں' حسینؑ نے قباء کا دامن ہٹایا' ربابؑ نے دیکھا اصغرؑ...... (بس دو منٹ...... بہت رو لیے!)

حسینؑ اصغرؑ کو لے کر چلے' تپتی ہوئی زمین کھودی' اصغرؑ کی لاش رکھی' زمین برابر کی' قبر بنائی' پانی نہ تھا تو آنسو بہائے اور اس کے بعد کہا:

"خالق! حسینؑ کی آغوش میں کچھ نہیں ہے' اب خزانہ خالی ہے۔
اب میں ہوں' تھوڑی دیر میں اپنا سر تیرے حضور لاتا ہوں' حاضر ہوتا ہوں۔"

حسینؑ اٹھے' حاضری کے لئے' ایک مرتبہ آواز آئی:

السلام علیک یا بن رسول اللّٰہ

حسینؑ نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک مسافر خاک آلود چلا آ رہا ہے۔ کہا:

"ایسے موقع پر کیوں آیا ہے جب کہ میرا یہ حال ہے؟"

کہا:

"مولاؑ! آیا نہیں ہوں بھیجا گیا ہوں۔"

کہا:

"کس نے بھیجا ہے؟"

کہا:

انا برید صغریؑ

"میں صغریٰؑ کا قاصد ہوں۔"

کہا:

"کیا بات ہے؟"

کہا:

"آپؑ کی بیٹی نے خط دیا ہے۔"

خط لیا حسینؑ نے...... اس میں لکھا تھا (آپ کے پاس کبھی بیٹی کا خط آیا ہے؟) اس میں لکھا تھا:

"بابا! آپؑ پر ہزاروں سلام...... بابا آپؑ کا سایہ قیامت تک زندہ رہے...... بابا! چچا عباسؑ کو سلام چچا عباسؑ سے کہئے گا کہ سکینہؑ کی محبت میں مجھے بھول گئے...... بابا! میرے بھیا علی اکبرؑ کو سلام میں نے سنا ہے کہ بھیا علی اکبرؑ کی شادی رچالی اور مجھے نہیں بلایا۔"

حسینؑ نے خط پڑھا' قاصد نے کہا:

"جواب دیجئے......"

کہا:

"بھئی! جواب تو لکھا تھا مگر ورق مقتل میں بکھر گئے۔ وہ سب ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں' ابھی جا کر جواب دے دینا۔"

کہا:

"مولاؑ! میں جاؤں؟"

کہا:

"چلا جا...... ابھی میری آواز استغاثہ بلند ہو گی اور آواز استغاثہ اگر بلند ہو گئی تو رکنا واجب ہو جائے گا اور میری بیٹی انتظار کر رہی ہے' جلدی چلا جا......"

کہا:

"مولاؑ! میں جاتا ہوں...... مگر تھوڑی سی اجازت دیجئے۔"

کہا:

"بتا۔"

کہا:

"جب میں چلنے لگا تو آپؑ کی بیٹی نے مجھے یہ خط دیا اور کہا' اے شیخ! خط میرے بابا کو دینا اور پھر دائیں بائیں دیکھنا' ایک سال چھ مہینے کا بچہ آتا ہوا نظر آئے گا اس کو اٹھا کر گود میں لینا' پیار کرنا' وہ میرا بھیا علی اصغرؑ ہو گا۔ تو آقا! اس لڑکے کو دے دیجئے...... میں آپؑ کی بیٹی کی وصیت پوری کروں۔"

کہا:

"صغریٰ سے کہہ دینا کہ اب نہ اصغرؑ ہے' نہ اکبرؑ ہے' خدا حافظ صغریٰ...... خدا حافظ......!"

پندرھویں مجلس
رضائے الٰہی

ارشاد ہو رہا ہے کہ

"اللہ نے وعدہ کیا ہے۔ مومنین سے اور مومنات سے کہ ان کو باغ دے گا' جن کے نیچے نہریں رواں دواں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور اس میں پاکیزہ قیام گاہیں بھی ہیں۔"

مگر جنت میں سب سے بڑی نعمت اللہ کی رضا ہے...... اللہ کی رضا ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

تو...... ہماری تقریر کا عنوان رضائے الٰہی ہے۔ لغت میں رضا کا مفہوم' رضیہ یا رضا' رضی' رضوانا' یا رضوان الغذا یعنی ریزولیشن اختیار...... پسند کرنا...... راضی ہونا' خوش ہونا اور رضوانِ کثیر...... بہت سی غذا رضوان کے معنی ہیں اور خلاصہ صحیفہ میں ہے "الرضا" حالت نفس......

اور کسی کے حکم کی اطاعت کرتا ہے تو اس سے جو مسرت آمیز تغیر جو اس کے اندر پیدا ہوتا ہے اس کو رضا کہتے ہیں' لیکن...... لیکن چونکہ ہمارا موضوع رضائے الٰہی ہے' لہٰذا لغت سے ہٹ کر ہم اس عنوان پر آتے ہیں کہ رضا اللہ کیا ہے؟

اللہ کی رضا بندے کے لئے ہے کہ جو حکم اللہ کا ہے اس کو بندہ بجا لائے' اس میں سے خدا روکے اس سے رک جائے اور

رضا العبد

''بندے کی رضا''

یہ تو خدا کی رضا ہے...... بندے کی رضا یہ ہے کہ جو اللہ کی قضا اس پر جاری ہو۔ اس کی پیشانی پر شکن نہ آئے' تو...... ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ وہ ہر آن رضائے الٰہی پیش نظر رکھے۔ زندگی کی ہر زمین پر...... اور بندگی کے ہر آسمان پر رضائے الٰہی کو پیش نگاہ رکھے۔ جس ہوا میں سانس لے' جس فضا میں چلے' رضوان خداوندی پیش نگاہ ہو' کیوں کہ فرش عبدیت کے سجدہ گزار کو اجازت نہیں کہ عرش معبودیت کے سلطان کی سرتابی کرے۔ (نعرۂ حیدریؑ)

ریت کو صحراء سے...... قطرے کو دریا سے...... خس کو بجلی سے تصادم کی اجازت ہے۔ مگر انسان ضعیف البیان کو خدائے لامکان اور لازمان سے سرتابی کی اجازت نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ حق اس کا اس وقت چھن گیا' جب اس نے صحیفہ تخلیق پر دستخط کر دیئے۔ چھن گیا...... یہ حق چھن گیا' جب اس نے بحیثیت مخلوق کے دستخط کئے' صحیفہ تخلیق پر...... اور خالق ہونے سے انکار کر دیا' لہٰذا...... لہٰذا جب وہ کراؤن...... بنی آدم کا تاج پہنتا ہے تو تاج کی لاج بھی رکھے اور جب وہ سلیم طبع بشریت ہے تو اس کا لحاظ بھی رکھے اور جب خالق نعمت کی اشیاء کے منہ کھولتا ہے تو اس کی مزاج میں نعمت مزا بھی دیکھنا اور جب اس کی نعمتوں کو دونوں ہاتھوں کی چابک دستیوں سے لوٹتا ہے' تو ان ہاتھوں کو ذرا بلند بھی کرے اور جب اللہ کے مال حلال کو حاتم کی طرح خرچ کرتا ہے تو

تازیانہ رضا کو رستم کی طرح برداشت کرے۔(نعرۂ حیدری)

انسان کے لئے یہی راستہ ہے اور یہ ہماری گفتگو تو شرافت ظرف انسانی کے حوالے سے ہے۔ یہ ہماری گفتگو شرافت ظرف انسانی کے حوالے سے ہے کہ وہ سنبھل جائے' جھک جائے ورنہ ہم انسان کی عظمت پر فرعونیت کو اچھی طرح سے جانتے ہیں یہ...... یہ انسان خشکی پر بپھرے ہوئے شیر کی طرح

انا رب تو علیٰ......

کہتا اور پھر دریائے نیل کی موجوں میں حواس کے خیمے میں چھپ کر اپنی جدائی کا تماشا کرتا ہے' لہٰذا اس کو چاہئے کہ رضائے رب کے آگے جھک جائے...... رضائے رب کے آگے جھک جائے' کیوں کہ رضا خدا کی ہے۔ حدیث قدسی ہے:

''میں نے تقدیر بنائی ہے' میں نے تقدیر کی راہیں تشکیل کی ہیں' میں نے کائنات کا سلسلہ علت و ناموس سے مرتب کیا ہے لہٰذا...... لہٰذا جو ہم سے خوش ہے تو ہم خوش ہیں' تو اگر ناراض ہے تو ہم اس سے خوش نہیں۔ ہم خدائے عظیم و جلیل ہیں جو ہماری عطا پر صبر نہ کرے' ہماری نعمتوں پر شکر نہ کرے' ہماری رضا کے آگے جھکے نہیں اس کو چاہئے کہ ہمارے سوا کوئی اور خدا ڈھونڈ لے۔''

اسی لئے...... اسی لئے جو تکریم زمین انسانی کے علمبردار تھے اور سچائیوں کے رازدار تھے' وہ جھک جاتے تھے سامنے نبی کے......

حضورؐ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے گروہ سے پوچھا:

''تم کون ہو؟''

کہا:

''ہم مومن ہیں۔''

کہا:

''تمہارے ایمان کی علامت کیا ہے؟''

کہا:

''ہم بلا پر صبر کرتے ہیں' نعمتوں کا شکر کرتے ہیں اور خدا کی رضا پر راضی ہوتے ہیں۔''

حضورؐ نے فرمایا:

''پروردگار کعبہ کی قسم تم مومن ہو۔''

معلوم ہوا کہ ایمان کے بعد...... ایمان کے بعد انسان میں' رضا کے بعد ایمان آ جاتا ہے' ایمان سے پہلے نہیں آتا۔ یہ مسئلہ بہت اہم ہے اور مجھے سمجھانا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک غیر مسلم کا عمل خیر مقبول کیوں نہیں ہوتا؟ اس کو رضائے الٰہی کیوں نہیں ملتی؟ یہ بات بااعتبار ہے' جو صدیوں سے علماء کے درمیان میں قابل ذکر ہے کہ ایک غیر مومن' ایک غیر مسلم جب نیکی کرتا ہے' جب خیرات کرتا ہے تو اس کا ثواب کیوں نہیں ملتا؟ اس کا اجر کیوں نہیں ملتا؟ رضائے رب کیوں نہیں ملتی؟

تو اس کی وجہ ہے دوستو!

مسئلہ یہ ہے کہ غیر مسلم اور مسلم...... اور نیکی یہ کوئی مستقل چیز نہیں ہے' پریشان نہ ہو اسلام بڑا غیر متصادم مذہب ہے۔ اس میں مسلمان ہوں یا غیر مسلم دونوں کے لئے عمل ہے' رضائے رب کی۔ اگر مسلمان ہے تو بھی...... اگر رضائے رب نہیں تو اس کو مرضی رب نہیں ملے گی۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے' حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے جس کو فرمایا انہوں نے کہ میں نے خود سنا رسولؐ کی زبان سے خود سنا کہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ جب قیامت ہو گی تو فیصلہ ہو گا تو اللہ ایک دولت مند کو بلائے گا کہ

''میں نے تجھے دولت دی۔''

وہ کہے گا:

''ہاں!''

''کس کو دیا......''

''قرابت داروں کو!''

''صلح رحم کیا۔''

تو آواز آئے گی:

''جھوٹ بولتا ہے' تو نے اس لئے دولت خرچ کی کہ تا کہ دنیا تجھے سخی سمجھے' تو نے ہماری رضا کے لئے نہیں کی' لہٰذا اس کو جہنم بھیج دو۔''

معلوم ہوا کہ مسلمان بھی اگر رضائے الٰہی کی رضا کے تحت اگر کام نہیں کرے گا تو پھر وہ مقبول نہیں ہے...... وہ مقبول نہیں ہے۔ وہ رضائے رب کے لئے ہمیں ہر وقت پیش نگاہ رکھتا ہے کہ رضائے رب ہے کہ نہیں۔

عمل کی حیثیت چھ ہیں' عمل کی حیثیت چھ ہیں' نفس عمل' مقامِ عمل' زمانہ عمل' ماحولِ عمل' تہنیت عمل' کیفیت عمل...... مگر ان سب میں جو جان عمل ہے وہ...... کیفیت عمل ہے یعنی اخلاق' اخلاق' اخلاق جو ہے وہ جانِ عمل ہے۔ اخلاق کو دیکھنا ہے کہ وہ ہے کہ نہیں...... ضد نہیں کہ انسان سجدے کرے' اگر خلوص نہیں تو بے کار ہے۔ اس لئے اخلاق دیکھنا ہے' اخلاق کہاں سے دیکھیں؟ (نعرۂ حیدریؑ)

از خداوند اخت بر روئے علیؑ
افتخار ہر نبی و ہر ولی

اس نے لعاب دہن علیؑ کے منہ پر پھینکا' کہنے لگے......

اس نے پوچھا:

''آپ' گردن کیوں نہیں کاٹتے......''

تو کہا:

"میں تیغ حق کے لئے چلاتا ہوں' حق کے ساتھ چلاتا ہوں۔

(نعرۂ حیدریؑ)

میں شیر حق ہوں' خواہشات کا شیر نہیں اور میرا یہ موقف ہے وہ

میرے دین پر......"

معلوم ہوا کہ جب پوچھا گیا کہ

"اتنے زبردست پہلوان کو حاوی ہونے کے بعد...... کیوں آپؑ

نے چھوڑا؟"

تو کہا:

"اس لئے کہ اس نے مجھ کو ذاتی طور پر غضب ناک کیا اور میں

نہیں چاہتا تھا کہ شمشیر کی روانی میں جذبات کی طغیانی ہو اور ہم

ہر چیز میں رضائے رب دیکھتے ہیں اور کبھی رضائے رب اس میں

ہے کہ تلوار دشمن کی گردن پر اٹھ جائے اور کبھی رضائے رب اس

میں ہے کہ تلواروں کی چھاؤں میں خود کٹ جائے۔" (صلواۃ)

حضورؐ نے فرمایا...... حضورؐ سے جبرائیلؑ نے عرض کیا:

"ہجرت کی رات آپؐ اپنے بستر پر نہ سوئیں۔"

علیؑ کو بلایا:

"میں حکم دیتا ہوں کہ تم میرے بستر پر سو رہو۔"

"کیا سونے سے آپؐ کی جان بچ جائے گی؟"

حضورؐ نے فرمایا کہ

"ہاں!"

علیؑ مسکرائے اور زمین پر سجدۂ خالق ادا کیا' کہا:

"تو نے مجھے اس قابل بنایا کہ اس قابل کے محمدؐ کا فدیہ بنوں۔"

تو اس قابل بنایا' قابل بنایا...... اور اپنے سر کو اٹھایا:

"میری آنکھ' میرے کان' میرا دل سب تیرے۔"

(نعرۂ حیدریؑ)

پھر علیؑ ردائے حزری اوڑھ کر سوتے ہیں اور پھر علامہ غزالی تیسری جلد ص ۲۲۵' سطر نمبر ۲۱ میں فرماتے ہیں:

"حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسولؐ کے بستر پر سو رہے ہیں' اللہ نے جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کی طرف وحی کی۔ میں نے تم کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور ایک کی عمر میں نے زیادہ بنائی اور ایک کی کم بنائی' تو تم میں سے کون ہے جو زیادہ زندگی اپنے دوست کو دے۔"

دونوں نے کہا:

"ہمیں زندگی پسند ہے۔"

پھر اللہ نے وحی کی:

"تم لوگ کیوں نہیں ہو جاتے علی ابن طالبؑ کی مثل...... تم کیوں نہیں ہو جاتے علیؑ کی طرح! یہ ہم نے اس کو اور رسولؐ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا کہ بستر پر سو رہا ہے اور اپنی جان ان پر فدا کر رہا ہے اور وہ ان کے بستر پر سو رہا ہے اور اپنی جان فدا کر رہا ہے۔ جاؤ زمین پر اور اس کو دشمنوں سے بچاؤ۔" (نعرۂ صلوٰۃ)

ہم شکلوں کا...... ہم شکلوں کا...... اللہ تجھ پر فخر کر رہا ہے' ملائکہ کے درمیان فخر کر رہا ہے' فخر کر رہا ہے۔ عجیب بات ہے کہ تعمیل تو حکم رسولؐ کی ہو رہی ہے اور رضائے اللہ کے لئے' ایسا...... ایسا سودا چشم فلک نے کم دیکھا ہے' ایسا سودا بازار نفس نفسا میں'

خلق و جان و دل میں، لیکن ایسے سودے بھی کم دیکھے اور ایسی قیمت بھی کم نظر آئی اور ویسے بھی یہ ہے کہ یہ شے جو بک رہی ہے، نہ کبھی بکی نہ کبھی تلی...... نہ کسی نے پرکھا نہ جانچا...... کسی کو معلوم نہیں یہ کیا ہے؟ علیؑ نہ کبھی بکے نہ کبھی تلے، وہ کیسے تلے جو فضائل کا مالک ہو؟ وہ چاندی میں کیسے تلے جو ابوذرؓ کا صاحب ہو؟ وہ کوثر میں کیسے تلے جو گوہر ذوالجلال امامت ہو، وہ موتیوں میں کیسے تلے...... ہو سکتا ہے اعلیٰ ادنیٰ میں تلے، ابراہیمؑ آگ میں تلے، سلیمانؑ ہوا میں تلے، یونسؑ پانی میں تلے، ذرے میں آفتاب تلے، نقطے میں کتاب تلے، خیام میں ابوتراب تلے۔ تلے...... تلے تو مہر نبوت کے ترازو پر تلے تو بکے تو نقد مشیت کی آرزو پر بکے۔

تو...... مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے...... یہ منزل گزر رہی ہے۔ اب میں سیف اللہ کی بات کر رہا ہوں اور جس کے دل پر وجہ اللہ کی مہر ہو تو اس میں نفسانیات کہاں؟ اور جس کے ذہن کے لئے فی صدور اللہ آیا ہو اس میں خیانت کہاں؟ اور جس کے دہن کے لئے عند نطق اس میں جہالت کہاں؟ اور جس کے ہاتھوں کی حرکت کبھی "انما" کا نگینہ کبھی انما کا آئینہ...... وہ غلط کار کہاں؟ اور جس کے پیر کبھی دوش رسولؐ جلیل پر، کبھی سہ پیر جبرائیلؑ پر، اس سے لغزش رفتار کہاں؟ اور آنکھوں میں آب وحی میں حل کیا ہوا سرمہ مدنی روز خیبر لگایا ہو اس کی بصارت میں ریب کہاں؟ (نعرۂ صلوٰۃ)

اس کے کانوں میں اذن اللہ کی سند ہو اور اس کی سماعت میں عیب کہاں اور جس کی زبان رسولؐ کے دہن میں ہو اس سے غلط بات کہاں اور "لسان صدق علی" کی گفتار ہو اور پیغمبر ایمان جس کی رفتار ہو، اس سے خلاف رضا اللہ کہاں؟

علیؑ سے منافی رضا اللہ حرکت نہیں ہوگی، علیؑ جب تلوار اٹھائے تو حق ہے اور اب وہی بات کہ آپ کہیں گے کہ رضائے رب پر گفتگو کرتے کرتے رضائے رسولؐ کیسے آ گئی؟

بھئی! یہ تو آپ کو پہلے معلوم ہونا چاہئے تھا۔ کلمہ پڑھنے سے پہلے معلوم ہونا چاہئے تھا۔ بھائی اس مسئلے کو تو امام صادق علیہ السلام طے کر چکے۔ (صلواۃ)

پوچھا:

''ابن رسول اللہؐ ایک آیت سمجھ میں نہیں آتی کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب ہم غمزدہ ہوئے' غضب ناک ہوئے تو ہم نے انتقام لیا اور ان کو رد کر دیا۔''

تو کہا:

''ابن رسولؐ! کیا اللہ بھی رنجیدہ ہوتا ہے' غمگین ہوتا ہے' خوش ہوتا ہے...... ناراض ہوتا ہے۔''

ابتدائی دور کی بات ہے' امامؑ نے فرمایا:

''یہ اللہ کا تصور غلط ہے' ہمارے یہاں اللہ کا تصور اس سے بہت ماورا ہے۔ اللہ انسان نہیں' جس میں غصہ ہو' خوشی ہو' ناراضگی ہو۔''

کہا پھر اس آیت میں کیا ہے:

''وہ ہماری طرح رنجیدہ اور خوش نہیں ہوتا' لیکن اس نے ایسی ہستیاں بنائی ہیں وہ غم زدہ بھی ہوتی ہیں اور خوش بھی ہوتی ہیں اور ان کی رضا کو اپنے نفس کی رضا بتایا اور ان کی ناراضگی بتایا۔ کیا تو نے قرآن میں نہیں پڑھا؟ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے تیری بیعت کی (رسولؐ) اس نے تیری نہیں میری بیعت کی اور اللہ نے کہا' کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ یہ رسولؐ ہے جو مظہر رضائے رب ہے۔''

رسولؐ کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے۔ پتہ چلتا ہے کہ کون کہتا ہے؟ مظہر رضائے رب ہے۔ معلوم ہوتا ہے قرآن سے اللہ کیا پسند کرتا ہے اور کیا پسند نہیں کرتا' لیکن......

دو گواہی...... حلال و حرام قرآن سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ لیکن انسانوں کے بارے میں کس سے خدا خوش ہے' کس سے خدا راضی ہے؟ یہ قرآن سے معلوم نہیں ہوگا' یہ رسولؐ سے معلوم ہوگا۔ (نعرۂ حیدریؑ)

یہ رسولؐ سے معلوم ہوگا کہ کس کو بڑھا رہا ہے؟ کس کو بڑھا رہا ہے؟ کس کو دبا رہا ہے؟ کس کو اٹھا رہا ہے؟ یہ رسولؐ سے معلوم ہوگا۔ رسولؐ کو دیکھئے' دیکھتے چلئے...... کس سے خوش ہے۔ آپ ان کے کلمہ گو ہیں نا...... لہٰذا جس جس سے وہ خوش ہوں۔ آپ بھی سارے خوش ہوں اور جس جس سے ناراض ہیں' آپ ناراض ہوتے جایئے...... چاہے آپ کا دل اس سے کتنا ہی ملا ہو۔

رسولؐ مظہر رضائے رب ہیں...... رسولؐ مظہر رضائے رب ہیں اور میں دیکھتا ہوں۔ میرا کام یہی ہے کہ میں تاریخ سناؤں...... تاریخ میں یہ دیکھتا ہوں۔ رسولؐ کس سے خوش ہے تا کہ میں بھی ان سے محبت کروں' رسولؐ کس سے ناراض تا کہ میں بھی ان سے دور رہوں؟ کیوں کہ رسولؐ کی رضا سب پر مقدم ہے۔ رسولؐ بہتوں سے محبت کرتے ہیں' بہتوں کو چاہتے ہیں' بہتوں کا خیال کرتے ہیں۔ لیکن پوری تاریخ میں ایک رسولؐ کا کردار...... صرف ایک ذات کے لئے نظر آتا ہے اور کہیں بھی دکھائی نہیں دیتا۔ ہم نے محبت کرتے ہوئے رسولؐ کو دیکھا' چاہتے ہوئے رسولؐ کو دیکھا' بغل گیر ہوتے ہوئے رسولؐ کو دیکھا' گود میں اٹھاتے ہوئے رسولؐ کو دیکھا۔ لیکن ایک کردار ایسا ہے جس کی نظیر پوری تاریخ سیرت نبویؐ میں نہیں اور اس کو ہم ترمذی شریف' مصدر صحیح مین سے پڑھ رہے ہیں اور راوی بھی بہت معتبر ہے۔

فرماتی ہیں جناب عائشہؓ کہ

"میں نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ کوئی انسان جو اتنے کلام میں' اور گفتگو میں رسولؐ کے مشابہ ہو۔"

اور اس کے بعد فرماتی ہیں:

"جب فاطمہ زہراؑ رسولؐ کے پاس جاتیں تو آپؐ کہتے تھے مرحبا'
مرحبا مرحبا' مرحبا! انؑ کا ہاتھ پکڑتے......
اور جب بھی جاتی تھیں.........
اور ان کے لئے کھڑے ہوتے اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے
اور اسے آغوش میں......اور اپنی جگہ اس کو بٹھاتے تھے۔"

(نعرۂ صلواۃ)

آپؐ کہتے تھے مرحبا' مرحبا......تو معلوم ہوا جس کی تعظیم رسولؐ کر رہا ہو' اس کی تعظیم ہم کریں گے یا نہیں......بات ظاہر ہے' حضورؐ نے فرمایا:

"فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔"

تو فاطمہؑ میں کوئی بات تو ہے جو رسولؐ اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو رہے ہیں۔ ظاہر ہے نبوت کا پارہ ہے اور پارہ پارے کا احترام کرتا ہے۔ (صلواۃ)

رسولؐ کو دیکھا' رسولؐ کو دیکھا تو ہم جھک گئے کہ رسولؐ تعظیم کے لئے جھک گئے۔ تو ہمارے دل میں بھی زہراؑ کی تعظیم ہے۔ ہم نے دیکھا...... یہ بھی ترمذی ہے۔ ہم نے دیکھا' دو بچے دوڑتے ہوئے آئے' سرخ لباس راوی نے یہ بھی بتایا' کپڑے کیسے......سرخ لباس۔ قباء سے الجھے......

نبیؐ نے خطبہ توڑا' نیچے اترے' اٹھایا۔ پہنچ گئے آپؐ......اب جب رسولؐ اس طرح کسی کی طرف متوجہ ہوں گے تو جتنے مسلمان ہیں۔ وہ دیکھیں گے کہ یہ کون ہیں؟ ابھی مصائب نہیں پڑھا......

یہ کون ہے جو آیا...... یہ کون ہے جو آیا؟ اور اسی بات کو صاحب ریاض النضرہ نے اس انداز سے بیان کیا ہے اور وہ حقیقت سے اتنا قریب ہے۔ جب میں نے پڑھا تو معلوم ہوا کہ اس میں حسنین کریمینؑ کی بات نہیں۔

اس نے کہا' حسینؑ آئے (ابھی مصائب نہیں پڑھا) اور حسینؑ کپڑے سے

اچھلے اور روئے اور نبیؐ اترے اور سارے صحابہؓ حسینؑ کی طرف دوڑے......اور حسینؑ ہاتھوں ہاتھوں رسول اکرمؐ کے پاس پہنچ گئے۔(صلواۃ)

یہ چیز یہ حقیقت ہے کہ سب صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ رسولؐ اترے تو سب متوجہ ہو گئے۔ سب متوجہ ہو گئے......سب کو حسینؑ عزیز ہے اس لئے حضورؐ نے فرمایا تھا کہ

حسینٌ منی انا من الحسینٌ

''حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسینؑ سے ہوں۔''

دنیا اس رمز کو نہیں سمجھتی کہ رسولؐ کیا کہہ رہے ہیں کہ ہاتھ ہمارا اور سخاوت حسینؑ کی' جگر ہمارا اور شجاعت حسینؑ کی' اسلام ہمارا اور اشاعت حسینؑ کی' نبوت ہماری اور امامت حسینؑ کی' رسالت ہماری اور ولایت حسینؑ کی' دعویٰ ہمارا اور شہادت حسینؑ کی۔(نعرۂ حیدریؑ)

ہمیں امام حسینؑ کا شکرگزار ہونا چاہیے۔ تمام امت مسلمہ کو شکرگزار ہونا چاہیے امام حسینؑ کا' کیوں کہ امام حسینؑ نے ہمیشہ کے لئے تخت شریعت چھین لی۔ کتنے فرقے ہیں...... کتنے فرقے ہیں۔ مالکیؒ شافعیؒ ہوں' حنفی ہوں' حنبلی ہوں' جعفری ہوں۔ ان کا شکرگزار ہونا ضروری ہے کیوں کہ حسینؑ نے تخت شریعت چھین لی۔ یہ جن جن کے نام لے رہا ہوں' یہ بادشاہ تو نہیں' یہ حسینؑ کا احسان ہے...... یہ حسینؑ کا احسان ہے' کوئی مالکی' کوئی حنبلی ہے' کوئی شافعی ہے' کوئی حنفی ہے' کوئی جعفری ہے' کوئی رشیدی نہیں بنتا' کوئی منصوری نہیں بنتا' کوئی محمودی نہیں بنتا' کوئی عزیزی نہیں بنتا' یہ حسینؑ کا احسان ہے۔ اس لئے ہم جھکتے ہیں' حسینؑ تجھ پر ہمارا سلام! کیوں کہ تو رضائے رب کے لئے آگے بڑھا۔ رضائے رب کے لئے...... یہ بات میں روز عاشورہ کی نہیں کہہ رہا' یہ پہلی کی بات ہے' پہلے کی بات ہے کہ جب عبداللہ ابن عباسؓ نے پوچھا:

"یا ابن رسول اللہؐ! خدا کے لئے کوفے نہ جایئے۔"

تو کہا:

"نہیں مجھے جانا ہے۔"

کہا:

"اچھا اگر آپؑ جاتے ہیں' یہ بچوں کو عورتوں کو نہ لے جایئے۔"

تو امامؑ نے یہی جملہ فرمایا۔ کہا:

"ابن عباسؓ! اللہ کی مرضی یہی ہے۔ اللہ کی مرضی یہی ہے کہ بچوں کو قیدی دیکھے' ان عورتوں کو اسیر دیکھے۔"

کس میں طاقت ہے؟ کس میں ہمت ہے؟ ہاں بڑی منزل رضا ہے جو منٰی میں خلیلؑ چھری لئے ہوئے' بیٹے کو ذبح کرنا چاہتا ہے۔ لیکن خلیلؑ سے یہ تو پوچھو جب تم مکے میں بیت اللہ کے پاس بیٹے کو چھوڑ کر گئے تو کیا دعا کی تھی۔ خلیل تم نے...... بارالہا! یہاں میں نے چھوڑا ہے ان کو آباد رکھنا' ان کو ثمرات دینا۔

کیوں خلیل، تمہیں بڑا خیال ہے کہ آباد رہیں' ثمرات ملیں' خوش بھی رہیں۔ اب حسینؑ کیسے دعا کرے؟ حسینؑ کیسے دعا کرے؟ خلیلؑ کو تو حق ہے کہ دعا کرے تو حسینؑ کیسے دعا کرے؟ اس لئے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ حسینؑ کیا دعا نہیں کر سکتے تھے؟ قدم قدم پر دعا کر رہے ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ

"مالک! سب کچھ ہے' تو جانتا ہے۔ سب کچھ ہے تو جانتا ہے...... میں کیسے کہوں کہ میں کسی کا باپ نہیں؟ میں یہ کیسے کہوں کہ میں کسی کا بھائی نہیں؟ میں کیسے کہوں کہ مجھے جوان بیٹا عزیز نہیں؟ یہ زبان سے کیسے کہوں کہ مجھے عباسؑ پسند ہے؟ زبان سے کیسے کہوں سکینہؑ میری لاڈلی ہے؟ یہ تو تو خوب جانتا ہے...... خوب جانتا ہے۔ مگر میں کہوں گا نہیں' کہوں گا نہیں...... اس لئے

کہ تیری رضا کے منافی ہوگا' تیری رضا کے منافی ہو جائے گا۔"

آئمہؑ کا ایک اصول ہے۔ امام صادق علیہ السلام گھبرائے ہوئے آتے ہیں'

بیٹا بیمار ہے۔ لوگوں نے پوچھا:

"اے ابن رسول اللہؐ! کیا بات ہے؟"

کہا:

"بیٹا بیمار ہے۔"

تھوڑی دیر اندر گئے ...... اور پھر آئے' دیکھا چہرہ بحال ہے۔ کہا:

"اے ابن رسول اللہؐ! کیا بیٹا افاقہ پا گیا؟"

کہا:

"نہیں ...... مر گیا۔"

کہا:

"پہلے تو آپ غمگین تھے۔"

کہا:

"ہم نے چاہا ہے کہ وہ نہ مرے تو جب مر گیا تو رضائے الٰہی سامنے آ گئی۔"

آپ سمجھ گئے نا......

امامت کا مزاج سمجھ گئے نا! بڑی حیرت ہے کیا؟ بڑی مجھے حیرت ہوتی ہے۔ بڑی حیرت ہوتی ہے کہ اتنی بڑی ہستیاں جن کے وسیلے سے اللہ سے مانگا جائے تو دعا پوری ہو جاتی ہے اور وہ کیا بال کھول کر اگر زینبؑ آ جائے ...... کہ بار الٰہا! میرے بھائی کو بچانا' تو آسمان سے فرشتے اتر آتے ہیں' مگر بھائی بھی راضی ہے بہن بھی راضی ہے۔

بڑی سخت منزل ہوتی ہے' بڑی سخت منزل ہوتی ہے۔ میں تو تصور بھی نہیں کر سکتا' حسینؑ نے تصور کو...... جو تصور میں نہیں آ سکتا' وہ حقیقت میں بدل دیا یعنی آپ خود انسان ہیں اور اپنے جذبات کو محسوس کر سکتے ہیں۔ چھری میرے لگ جائے مجھے برداشت نہیں' گردن کٹ جائے برداشت نہیں' بیٹا مر جائے برداشت نہیں' بھائی مر جائے برداشت نہیں' ہر انسان کو یہ برداشت نہیں۔ لیکن آخری وقت ادھر ادھر دیکھے اور دیکھے کہ مردوں میں کوئی نہیں' مردوں میں کوئی نہیں اور صرف عورتیں ہی عورتیں......تو کوئی یہ نہیں کہے گا' کیا یہ مکہ...... جو خلیلؑ چھوڑ کر جا رہے ہیں' وہاں تو کوئی دشمن اسماعیلؑ اور ہاجرہؑ کا نہیں تھا مگر یہاں تو دشمن موجود ہیں۔ اب کس سے کہے؟ مسلمانوں سے کہے...... مسلمانوں میں جا رہا ہوں۔ ذرا خیال رکھنا' کس سے کہے...... تو اس نے کہا' الٰہی! اے فریاد رسی کرنے والے' میں جا رہا ہوں اور جانتا ہوں کہ بھاگنا کیا ہوتا ہے۔

تیری رضا پر راضی ہو اور تیرے فیصلے پر میں مطمئن ہوں اور میں ہی نہیں...... میں ہی نہیں...... بلکہ ایک مرتبہ جب جانے لگے تو پیروں سے ذوالجناح کے سکینہؑ لپٹ گئی۔ ذوالجناح نے آگے چلنے سے انکار کیا تو حسینؑ نے کہا کہ

"ذوالجناح اب تو بس عصر کا وقت آ گیا ہے' اب تو منزل قریب ہے' صبح سے شام تک چلتا رہا اب آخری وقت ہے۔"

ذوالجناح نے اشارہ کیا' حسینؑ نے دیکھا کہ سکینہؑ سموں سے لپٹی ہوئی ہے۔ کہہ رہی تھی کہ

"گھوڑے بابا کو نہ لے جا واپس نہیں آئیں گے کیوں کہ چچا عباسؑ بھی کہہ کے یہی گئے تھے' واپس نہیں آئیں گے۔"

تو حسینؑ نے...... اب یہ منزل رضا کی معراج ہے تو حسینؑ نے ایک مرتبہ سکینہؑ کو اٹھایا اور گلے سے لگایا اور کہا:

"اے میری شب تہجد کی دعاؤں کے ثمر! میں نے تجھے راتوں کو دعا کر کر پایا' کیا بات ہے......؟"

کہا:

"بیٹی! میں نے تیرے اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ سکینہؑ مجھے بہت عزیز ہے' لیکن جب تو بلائے گا تو میں سکینہؑ کو تڑپتا ہوا چھوڑ کر اور سکینہؑ تو بھی وعدہ کر جب طمانچے پڑیں گے تو تو آواز استغاثہ بلند نہیں کرے گی۔ چادریں کھینچی جائیں گی' جب دُر کھینچے جائیں گے تو......"

سکینہؑ نے حسینؑ کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔ میں نے مصائب ختم کیا' شامِ غریباں...... شامِ غریباں آ گئی...... شامِ غریباں آ گئی۔ خیموں میں آگ لگ رہی ہے۔ سیدانیاں نکل آئی ہیں سکینہؑ کے آگ لگی ہوئی ہے' کوئی بجھانے والا نہیں۔ ادھر خیمے میں سجادؑ......

سبحان اللہ و الحمدللہ لا الہ الا اللہ

ادھر زینبؑ حسینؑ کی لاش پر کھڑی ہوئی کہہ رہی ہیں:

"بارالہا...... بارالہا...... یہ قربانی قبول ہو جائے۔"

ادارے کی دیگر کتب

ادارہ منہاج الصالحین لاہور